قد علمنا ما تنقص الارض منهم وعندنا کتاب حفیظ الآیہ

زمین جو کچھ ان کے جسم سے گھٹا دیتی ہے ہم اسکو جانتے ہیں اور ہمارے پاس کتاب محفوظ ہے

قلم اہل کرم کو زندۂ جاوید کرتا ہے
چھپا اس خضر کی ظلمت میں چشمہ ہے حیوان کا

بفیضان نوال و احسان شامل و امتنان کامل خلاق آب و گل مسئول سائل مامول ہر دل

حل نکات بیدل

حل کردہ مجدد السنہ مشرقیہ احمد حسن شوکت

زندہ یادگار دوام

بنام جناب مستطاب معلی القاب والا خطاب صاحب فیض عمیم عامل آیہ انک لعلی خلق عظیم

خان بہادر حضرت حاجی حافظ محمد عبد الکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای۔

رئیس اعظم میرٹھ اسکنہ اللہ تعالیٰ فی اعلیٰ علیین وغفر اللہ لہ

باہتمام کارپردازان شوکت المطابع شحنۂ ہند وطوطی ہند میرٹھ

چھپ کر شائع ہوا

زندہ یادگار دوام و نذرِ مختصرِ مستہام

حضرت حاجی الحرمین الشریفین خان بہادر حافظ محمد عبد الکریم صاحب سی۔ آئی۔ اے
رکن رکین و عمدہ معین سلطنت عظمیٰ قدس اللہ سرہٗ کو تصوف سے بڑا ذوق تھا اور
آپ صوفی مشرب تھے اہل اللہ کو دوست رکھتے تھے۔ اور مولنا محمد عبد القادر صاحب
بیدل رحمۃ اللہ علیہ بھی گروہ صوفیہ صافیہ کے کبار میں سے تھے۔ آپکا کلام خصوصاً انکا
دربارۂ تصوف و وحدۃ الوجود کے جواہرات ہیں آپ فن سخن کے صاحب طرز جدید گزرے ہیں
فارسی کے شعرائے متقدمین و متاخرین میں سے کسیکو نازک خیالی کا یہ پایہ نصیب نہیں ہوا۔
اور آجتک کسی نے نکات بیدل کو حل نہیں کیا۔ طہران دارالخلافہ فارس کی یونیورسٹی
کے ایم۔ اے کورس میں نکات بیدل داخل ہے شاید وہاں اسکی کوئی شرح ہو مگر
ہندوستان میں نہیں اور نہ میری نظر سے گزری چونکہ بڑے بڑے علماء و فضلاء
نکات بیدل کے دقائق سمجھنے میں حیران و سرگردان تھے لہذا میں نے مثل کلیات اردو
حضرت غالب دہلوی و مثل قصائد ناظم شروانی خاقانی نکات بیدل کو بھی تمام و
کمال حل کردیا چونکہ مولنا بیدل بھی اپنے کمال میں فرد تھے اور میں نے بھی بارقہ توفیق
الٰہی کے جاد بستہ نکات کے حل کرنے میں لاثانی کام کیا ہے اور حضرت خان بہادر
مغفور و مبرور بھی اپنی صفت جود و سخا میں بے نظیر تھے لہذا اس حل کو زندہ دائمی
یادگار قرار دیکر آپ کے نونہالان چمن اجلال یعنی صاحبزادگان بلند اقبال شیخ
محمد وحید الدین و شیخ محمد بشیر الدین ایدہما اللہ و ضاعف درجاتہما کے
حضور میں بطور ہدیہ مختصر پیش کرتا ہوں جبتک صفحات دہر پر یہ حل قایم رہیگا خان بہادر
مغفور کا نام نامی بھی دائم و قایم رہیگا امید کہ قبولیت کے خلعت فاخرہ سے مشرف و
ممتاز ہو۔

احمد حسن شوکت مدیر شحنۂ ہند میرٹھ

حل نکات بیدل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اگر منکر نبوت نۂ با خطرات حرمت تعظیم پیش میا و اگر بہ تجلی ایمان داری بہم
جانب بے ادب چشم مکشا -

لغت - خطرات جمع خطر بفتحتین مرتبہ اور تازگی اور سبزی اور عظمت اور بزرگی اور آفت
اور دشواری اور اندیشہ ضرر - اور بالفتح اونٹ کا مستی کی حالت میں ہلانا اور نیزہ کا
ہلنا اور کسی کا اِتراکر چلنا - اور بالکسر ایک گہاس جس کا خضاب بناتے ہیں اور پانی
ملا ہوا دودہ اور بہت سے اونٹ -

حل اگر تو نبوت کا منکر نہیں تو خطرات کی بہی تعظیم کر کیونکہ خطرات ہی بالآخر الہام
اور وحی ہو جاتے ہیں - خطرات کل انبیا کو پیش آئے ہیں بلکہ وسوسات بہی قرآن میں
ہے فوسوس لہما الشیطان - یعنی آدم و حوا علیٰ نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام کے دل
میں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ابتدا میں ستاروں کی
نسبت کہدیا ھذا ربی اور یہ ضرور نہیں کہ الہام اور وحی اچھے ہی خیالات اور افکار کا
نام ہو بلکہ قرآن مجید میں ہے والہمہا فجورہا و تقوہا - یعنی خدا سے تعالےٰ نے نفس کو
بدکاری اور پرہیزگاری کا الہام کیا اور خطر کیا نے ہے معشوق کی جانب سے عاشق کو بدگمانی
جس میں اندیشہ ضرر ہو تو یہ عاشق کی بہت بڑی صفت ہے کیونکہ ؎ عشق است و
ہزار بدگمانی - اسپر خطرات کے معنی میں خوف بہی ماخوذ ہے اور الایمان بین الخوف
والرجاء مومنوں کے ایمان کی شان ہے پس خطرات کی تعظیم نہ کرنا گویا نبوت کا انکار
کرنا ہے اگر تو تجلی الٰہی پر ایمان رکہتا ہے تو ہر طرف ادب سے نظر کر کیونکہ ہر جگہ اوسکی

اور مطیع ہیں تو ساری دنیا کو مجنوں بنادیں گے۔

بحضور زاویۂ عدم زدہ ایم در عافیت — کہ ز منت نفس کسے نگدازد آتش سنگ ما

لغت: زاویہ کونا گوشہ۔ اور مراد ہے گوشہ۔ عدم بفتحتین و بضمتین و بالضم نیست ہونا رو در ربیش ہونا اور کم کرنا اور منع کرنا۔

حل: ہم گوشۂ عدم کے حضور عافیت کے دروازے سے لگے ہوئے ہیں یعنی فنا ہو کر آرام سے ہیں ہماری آتش سنگ کسی کے احسان کی پھونک سے نہیں لگتی۔ اور کوئی ہزار منت کرے کہ ہم گوشۂ عدم کے باب عافیت سے سرکنے والے نہیں۔ کسی کی منت پر ہماری آتش سنگ نہ ہم ہونگا یہ پتھر دروازہ پر لگا ہوا ہے جسکا سرکنا مشکل ہے۔

بدل شکستہ ازین چمن رہ دادہ ایم بال گرفتنی — کہ شتاب اگر ہمہ خوں شود نرسد بگرد درنگ ما

حل: چمن دنیا سے ناراض ہو کر ہم نے دل شکستہ پر گزرنے کا بازو لگا دیا اور ہم گزرنے میں ایسے تیز رو ہیں کہ خود شتاب اگر ہمارا تعاقب کرنے میں ہمہ تن خون ہو جائے تو ہمارے درنگ کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی چہ جائے کہ ہماری تیز روی کا مقابلہ کر سکے یعنی ہم دنیا سے گزرنے میں ایسے تیز رفتار ہیں۔

کسے از طبیعت منفعل بکدام شکوہ طرف شود — نفس آبشار عرق کن ز حدیث پُر جنگ ما

لغت: طرف شدن مقابل و حریف شدن آبشار پانی نکلنے کی راہ جس کے ذریعہ سے پانی اوپر سے نیچے گرے۔

حل: کوئی شخص ہمارے شکوہ کا حریف نہیں بن سکتا یعنی شکوہ سنکر منفعل ہو جاتا ہے جواب نہیں دے سکتا پس اے مخاطب تو ہماری بات (جو جنگ کو بھی غیرت دلانے والی ہے) کا جواب دینے پر عرق عرق منفعل ہو کیونکہ اس جنگ میں کوئی مقابل نہیں ہو سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق کے شکوے معشوق کے سوا کوئی رفع نہیں کر سکتا۔

بفسون آشتی بے خبر ز شکست شیشۂ دل حذر — شب خون بخواب پری برد ز فسانہ ہائے ترنگ ما

لغت: ترنگ بفتحتین وہ آواز جو تیر چلاتے وقت کمان سے نکلے۔ مگر یہاں مراد داستان اور بیہودہ کلام ہے۔

حل: تو اپنے فسون آشتی میں بے خبر ہے تجھے ہم سنگوں کی باتوں سے کیا کام۔ پس

گویا اُسکے پاؤں کے آبلے ہیں اور تسبیح ہزار دانوں کی ہی ہوتی ہے۔

بسواد نسخۂ ہیچی نہ رسید مشق تامّلت
قلمے بخاک سیاہ زن بنویس خط غبار ما

حل۔ تو نے بہت تامل (غور و فکر) کی مشق کی مگر نسخۂ فنا کے لکھنے کو تجھے سیاہی نہ ملی پس تو خاک سیاہ پر قلم مار اور ہمارا خط غبار لکھ۔ یعنی فنا نسخہ ہے جو خط غبار سے لکھا جاتا ہے اور لکھنے کی سیاہی خاک ہے یہ سب سامان فنا ہے۔

صف رنگ لالہ بہم شکن بجوش گل بزمین فگن
بہار دامن ناز زن ز حنای دست نگار ما

حل رنگ لالہ کی صف کو توڑ ڈال۔ جوش گل کی شراب زمین پر گرا معشوق کے ہاتھ کی حنا پر فریفتہ ہو اور بہار پر دامن ناز مار۔ یعنی معشوق کی حنا کا رنگ حاصل کر جس سے تو بہار کو ناز و کرشمہ دکھانے لگیگا یعنی خود بہار تیری عاشق ہو جائیگی۔ اس صورت میں لالہ و گل کی کیا حقیقت رہی۔

بر رکاب عشرت پرفشاں نرسید ہم دست تظلمے
بغبار بہر دو آرزو بکشید دامن یار ما

حل معشوق کی رکاب پر جو عشرت کی جھاڑنیوالی (برباد کرنیوالی) ہے ہمنے فریاد کرنیکا ہاتھ نہیں مارا یعنی اُس سے فریاد نہیں کی کیونکہ ہماری آرزو تو غبار میں جا رہی ہے معشوق نے ہم سے دامن کھینچ لیا ہے جب ہمارا غبار بھی اُسکے دامن تک نہیں پہنچتا تو فریاد کرنے کو اُسکی رکاب تک کیا خاک ہاتھ پہنچیگا۔ مصرعہ اولی میں پرفشاں رکاب کی صفت ہے اور مصرعہ ثانیہ میں دامن بکشید کا مفعول اور یار اُسکا فاعل ہے دامن یار۔ مضاف مضاف الیہ نہیں ترکیب بہت ٹیڑھی ہے اور بیدل کا ہی حصہ ہے۔

نہ بپاست زحیا رسا نہ بدستگاہ دعا رسد
چو رسد بہ نسبت پا رسد کف دست آبلہ دار ما

حل۔ میرا ہاتھ بھی پاؤں کی طرح آبلہ دار ہے نہ وہ حیا کے باعث کسی دامن تک پہنچتا ہے یعنی دامن اُس سے حیا کرتا ہے نہ وہ دستگاہ دعا تک پہنچتا ہے یعنی ہاتھ میں دعا کے لیے بھی اوٹھنے کی دستگاہ نہیں ہاں وہ پہنچتا ہے تو پاؤں کی نسبت سے یعنی جسطرح آبلہ دار کا پاؤں نہیں پہونچ سکتا اسی طرح میرا ہاتھ بھی کسیکے دامن یا دستگاہ دعا تک نہیں پہنچ سکتا دونو مجبور ہیں۔

چمن طبیعت بیدلم ادب آبشار شگفتگی
ز دم است ساغر رنگ و بو بدماغ غنچۂ بہار ما

حل۔ میں بیدل کی طبیعت کا چمن ہوں جسمیں شگفتگی کا آبشار صرف ادب ہے یعنی اس چمن کو ادب سے شگفتگی حاصل ہوتی ہے ہماری بہار نے فقط غنچہ کو ساغر رنگ و بو پلایا ہے

وہ گل نہیں ہوتا غنچہ سربستہ میں ادب کی صورت اور پھول میں کھل جانے سے بے ادبی
کی صورت عیاں ہے

نکتہ ۔ اگر حصول رزق از عالم الغیب منحصر نمے بود و رحمت بجز لصلحا نمی پرداخت
متوکلاں را فاقہ ہلاک میگشت و مجرماں را ناامیدی مے گداخت ۔

حل ۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ رزق عالم غیب سے ملتا ہے اور رحمت صرف نیکوں کے لئے ہے
تو متوکل لوگ فاقہ میں مرتے اور گنہگاروں کو ناامیدی ہلاک کرتی

نشد دریں درسگاہ عبرت بفہم چندیں رسالہ پیدا   جنوں سوادی کہ کرد ہم آشنا بسیر اوراق لالہ پیدا

حل ۔ اس درسگاہ عبرت (دنیا) میں فہم انسانی میں اسقدر رسالہ پیدا نہیں ہوئے جسقدر ہے
اوراق لالہ کی سیر سے ایک جنوں سواد پیدا کیا یعنی سیر لالہ سے جسقدر مجھکو جنوں ہوا ایسا دنیا
میں کسیکو نہیں ہوا حالانکہ فہم انسانی بہت سے رسالے پیدا کرسکتی ہے ۔ اگرچہ سیر گل و لالہ
سے جنوں اور وحشت دفع ہوتی ہے مگر یہاں اور بھی جنوں پیدا ہوا

صبا ز گیسوے مشکبارت اگر رساند پیام چینی   چو شبنم از داغ لالہ گردد عرق ز ناف غزالہ پیدا

حل ۔ صبا اگر تیرے گیسوئے مشکبار سے ایک چین کا پیام پہنچا دی یعنی یہ پیام کہ میرے پاس
چین بھر مشک موجود ہے تو جس طرح لالہ کے داغ سے شبنم پیدا ہوتی ہے ۔ نافہ غزال سے
بجائے مشک کے عرق انفعال پیدا ہو ۔ یعنی چین بھی گیسوئے مشکبار کے سامنے شرمندہ ہو

فلک ز صفر یکہ میکشاید برای اعتبارات میفزاید   جلائی یک شیشہ مینماید پری ز چندیں پیالہ پیدا

حل ۔ آسمان جو صفر کھولتا ہے یعنی جو حادثہ نازل کرتا ہے تو اعتبارات (عبرتوں) کی
عدد بڑھاتا ہے کیونکہ صفر (نقطہ) لگانے سے عدد بڑھ جاتا ہے ۔ ایک شیشے کی جھلک بہت سے
پیالوں سے پری پیدا کر دیتی ہے حالانکہ پری شیشہ میں قید ہوتی ہے نکہ پیالے میں مطلب
یہ ہے کہ دنیا کے ایک حادثہ سے چشم عبرت بیں کو بہت سی عبرتیں حاصل ہوتی ہیں ۔

چو موج بیدادی سنگے نہ بست بر شیشہ ام ترنگ   شکست دردلم برنگی کہ رنگ من کرد نالہ پیدا

لغت ۔ ترنگ تیر کی آواز جب وہ کمان سے نکلتا ہے اور مطلق آواز ۔

حل ۔ جب کسی پتھر کی موج ظلم نے میرے شیشے کو نہ توڑا حالانکہ عاشق یہ دل چاہتا ہے کہ اسپر
ظلم ہو تو میرا درد دل اسطرح ٹوٹ گیا (مایوس ہوگیا) کہ شکست رنگ کی آواز نے نالہ پیدا کر دیا
شکست رنگ نے یہ فریاد کی کہ عاشق کا شیشہ فریاد کیوں نہ ٹوٹا ۔ یعنی میں زندگی سے

بیزار ہوں مگر نہیں مرتا۔

اگر بصد رنگ پر فشانم ز دام جستن نمی‌توانم ۔ کہ گرد پرواز بے نشانم چو بال طاؤس حالہ پیدا

حل میں اڑنے کو سو طرح پر پر پھڑپھڑاؤں مگر دام سے نہ کود سکونگا۔ میرے بے نشان (معدوم) پرواز نے بجائے اوڑنے کے ایسا ہالہ (حلقہ) پیدا کر دیا جیسا بال طاؤس پر ہوتا ہے جو اڑ نہیں سکتا یعنی خود میری پرواز میرے لئے حلقہ دام بنگیا۔

جو جوشد افسردگی ز دوراں حذر ز امداد اہل احساں

کہ ابر در موسم زمستاں نمی‌کند غیر ژالہ پیدا

حل جب زمانہ میں افسردگی جوش مارے یعنی بیجی ہمدردی اور سخاوت نہ رہے اور طبائع افسردہ ہو جائیں تو اہل احسان (اہل دولت) سے پرہیز کر کیونکہ اگر افسردگی کی حالت میں جبر و قہر اُنھوں نے کچھ فیاضی کی بھی تو کس کام کی جاڑے کے موسم میں ابر سے اولے ہی برسیں گے۔ اور بجائے فائدہ کے زراعت اور پھول پھل کو نقصان پہنچیگا۔

قبول انعام بدمعاشاں بخود گوارا مکن بیدل ۔ کہ میشوند ایں گلو خراشاں چو استخواں از نوالہ پیدا

حل بدمعاشوں (کمینوں) کا انعام قبول کرنا گوارا نکر کیونکہ یہ کمینے ایسی تکلیف پہنچاتے ہیں جسطرح نوالہ میں ہڈی گلے کو چھیلتی ہے گویا یہ ہڈی کیطرح نوالہ سے پیدا ہوتے ہیں۔

نمود ہستی بے اثر چہ نقاب شق کنم از حیا ۔ تو مگر بمن نظری کنی کہ دمے عرق کنم از حیا

حل مجھے شرم آتی ہے کہ پردہ بہار گر اپنی ہستی بے اثر (بے نشان) کا اظہار کروں یعنی میں خالی اور لاشئے محض ہوں اے مخاطب اگر تو مجھے ایک نظر دیکھنا چاہتا ہے تو میں تھوڑی دیر کو اپنی ہستی کی نمود کی جگہ عرق ندامت کا اظہار کر سکتا ہوں

اگرم دہد خط امتحاں ہوس کتاب نہ آسماں ۔ مژہ برہم آرم از یں و آں ہمہ یک ورق کنم از حیا

حل اگر کتاب نہ آسمان کی ہوس مجھ کو اپنے امتحان کی سند دیدے اور کہے کہ میری غیر محدود اور بے انتہا وسعت اور بلندی کا امتحان کر تو میں این و آں سے آنکھ بند کر لوں اور سب کو حیا کا ایک ورق بنا دوں یعنے مجھے نو آسمانوں کا امتحان لیتے ہوئے شرم معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خالی اور بے حقیقت ہیں۔

چہ کنم بشوخی طبع دوں قدحی نزد عزم سحوں ۔ کہ بہ سحر آں گل لالہ گوں بہ سحر شفق کنم از حیا

لغت۔ سحری کرنا صبح کے وقت شراب وغیرہ ناشتا کرنا۔

حل - میں اپنی کمینہ طبیعت کی شوخی کا کیا علاج کروں مجھے بجائے شراب کے عرق ندامت پینے
خون کا پیالہ بھی تو نہ پلایا۔ یعنی اس قابل نہ رکھا کہ میں معشوق کے لب لعل کا بوسہ لینا اب جا ہے
کی سعی کر رہا ہوں مارے حیا کے بوسہ کا طالب نہیں ہوتا۔

ز تخیلے کہ براہ دیں ہمہ باطلم شدہ دلنشیں   بمن ایں گماں نبرد یقیں کہ کمال حق کنم از حیا

حل - راہ دین میں جیسا تخیل سے باطل (دنیا) کا تخم دلنشین ہے اسپر نظر کرکے خود یقین یہ
گمان نہ کرے کہ میں حق کو کامل کرونگا یعنی حق الیقین کا مرتبہ حاصل کرسکونگا۔ کیونکہ دنیوی
خیالات کمال حق کے مزاحم ہیں۔

چو ز خاک لالہ بروں زند قدحے شکستہ بخوں زند   ہوسے اگر بجنوں زند ہمیں نسق کنم از حیا

حل - جب خاک سے لالہ باہر نکلتا ہے تو ٹوٹے ہوئے پیالہ میں بجائے شراب کے خون پیتا ہے
اگر میری ہوس مجھے بھی جنوں کی ترغیب دے تو میں بھی اسی طرح حیا کے باعث بجائے مے نوشی
کے اپنا خون دل پیوں یعنی عیش جسطرح لالہ کو نصیب نہیں مجھے بھی نصیب نہیں۔

ز کمالم آنچہ بہم رسد نہ ز لوح نے ز قلم رسد   خط نقش پا برقم رسد کہ ازاں سبق کنم از حیا

حل - میرے کمال سے جو کچھ مجھے ملتا ہے وہ لوح قلم (تقدیر) سے نہیں ملتا۔ میرے لئے
تو خط نقش پا رقم ہوتا ہے تاکہ میں حیا سے اسکا سبق لوں۔ قاعدہ ہے کہ ناکامی کی ندامت
سے انسان سرنگوں ہوجاتا ہے اور اسکی نظر اپنے نقش پا پر پڑتی ہے مطلب یہہ ہے کہ مجھے
اپنے کمال سے بجز ندامت کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

بامید فضل تو نازنیں ہمہ انبار دل است ہمیں   من بیدل و عرق جبیں کہ چہ در طبق کنم از حیا

حل - اے نازنین تیرے فضل کی امید پر لوگ دل و دین بطور نیاز پیش کرتے ہیں میں تو
بیدل ہوں نہ میرے پاس دل ہے نہ دین بس میں ہوں اور تہیدستی کی ندامت سے پیشانی
کا عرق ہے اسکو طبق میں کرکے تیرے سامنے کیا پیش کروں مطلب یہہ ہے کہ تیرے ناز
و نیاز کے لئے میرے پاس کچھ نہیں اسلیئے نادم ہوں۔

نکتہ - مجاز یعنی عالم اعتبار را انتہائی تصور کردن ہست کہ تخم آں جز حقیقت نیست در مرتبہ نہال
از تخم اصلا نتواں یافت در مرتبہ تخم نہال از شاخ و برگ ہیچ نتواں شگافت۔

لغت مجاز - بالفتح راہ و جائے گذشتن اور وہ کلمہ جو معنی حقیقی کے سوا استعمال ہو۔ اعتبار
بالکسر بکڑنا اور نگاہ عبرت سے دیکھنا اور کسی شے کی کھوج میں رہنا اور کسی شے کو اچھی طرح سمجھنا

مجاز اور عالم اعتبار دونوں سے مراد دنیا ہے۔

حل عالم مجاز یا اعتبار کو باطن میں یہہ خیال کرنا چاہیے کہ اُسکا تخم حقیقت کے سوا کچھہ نہیں (کیونکہ حقیقت نہو تو اُسکی نقل مجاز کیونکہ ہو) پودا ہو جانیکی حالت میں تخم کا نشان نہیں مل سکتا ایسا ہی تخم کی حالت میں شاخ اور پتے نہیں پہوٹ سکتے۔

اے آنکہ گہے خلوت و گہہ انجمنی | پیوستہ بوہم غیر آتش فگنی
نیرنگ دوئی بار ندارد وینجا | من با تو تو ام چنانکہ با من تو منی

حل اے واجب الوجود کبھی تو خلوت ہے اور کبھی جلوت ہے ہمیشہ وہم غیر سے عاشقوں کے دلوں میں آگ لگاتا رہتا ہے حالانکہ تیرا غیر کوئی نہیں۔ میں تیرے ساتہ تو ہوں جیسا کہ تو میرے ساتہ میں ہے یعنی میں تو ہوں اور تو میں کچھہ مغائرت نہیں۔

نکتہ - از قلندرے پرسیدند معرفت چیست۔ گفت نتیجہ بیکاری۔ کہ اگر شغلے دیگر دست بہم میداد ہیچکس دریں ورطۂ خیال نمے افتاد۔

لغت قلندر بعض نے لکہا ہے کہ دراصل کلندر مخفف کندۂ ناتراشیدہ (جاہل مطلق) تہا مگر اس لفظ کا ایسا تغیر عظیم قیاس میں نہیں آتا اور بعض نے لکہا ہے کہ دراصل غلندر تہا۔ شاید بضم غین ہو یعنی غلغلہ بمعنی (شور و غل کے اندر) کیونکہ اس قسم کے آزاد منش فقراء اکثر غل مچاتے ہیں مگر میری رائے میں یہہ لفظ گلندر بکسگاف تہا یعنی مٹی اور بہبوت کے اندر رہنے والے۔ کیونکہ یہہ لوگ اکثر بہبوت ملے رہتے ہیں۔ لیکن صوفیہ کی اصطلاح میں قلندر تارک الدنیا اور عارف کو کہتے ہیں۔

حل - ایک قلندر (عارف) سے لوگوں نے پوچہا کہ معرفت کیا شے ہے اُسنے کہا بیکاری کا نتیجہ کیونکہ اگر دوسرا شغل ملتا تو کوئی گرداب خیال میں نہ پڑتا۔ مطلب یہ ہے کہ اگر معرفت الہی کا شغل نہو تو انسان بالکل بیکار اور نکما ہے۔ کار جس شے سے عبارت ہے وہ صرف معرفت الہی ہے باقی کارہاے دنیا فضول ہیں ؎

گر قابل کسب عملے میزادیم | در ورطۂ فکر خود نمے افتادیم
دیدیم کہ وسعت ما بجائے نرسید | از سعی جنون داد گریبان دادیم

حل - اگر ہم کسی کام کرنے کے لایق ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تو اپنی فکر (شناخت) کی بہنور میں نہ گرتے (من عرف نفسہ فقد عرف ربہ) جب ہمنے دیکہا کہ کوئی دسترس ہمکو نہیں تو

جنوں (عشق الہی) کی سعی سے اپنا گریباں آپ پھاڑ کر گریباں کے پھٹ جانے (اسباب بینائی) کی
برباد کرنے کی داد دینے لگے۔

حکمت کسب موقوف بر تکالیف حمالی و گل کاری نیست بے تلاشی نیز تلاشے است و بیدستی
و پائی نیز معاشے اما تقلید بموجب تصدیع است و بموضعی دیگر باعث تشنیع۔

حل کسب رزق بوجھ اٹھانے یا مکانات لیپنے پر منحصر نہیں۔ بے تلاشی (صبر) بھی تلاش ہے اور
بیدستی و پائی یعنی توکل بھی معاش ہے۔ مگر تقلید (اندھا دھند بے دلیل کام کرنا) باعث
طعنہ زنی ہے یعنی صرف صبر اور توکل چاہیئے الصوفی لا مذہب لہ۔

گر آنکہ بتقلید کمر مے بندد　　چوں نخل بپیش از ثمر می بندد
از قطرہ بجمعیت دل فارغ باش　　آب دگر است آنچہ گہر می بندد

حل جو شخص تقلید پر کمر باندھتا ہے۔ وہ درخت خرما کی طرح پھل نہیں باندھتا۔ تو
قطرے سے سبق سیکھ، صرف جمعیت دل پر قانع ہو۔ از قطرہ تقلیداً گہر نہیں بن سکتا گوہر جس سے
بندھتا ہے وہ دوسرا پانی ہے۔

حکمت در عالم آثار کثرت بساز انزوا پرداختن سرمایہ فرصت تحقیق در باختن است اگر
چراغ بینش قابلیت نورے دارد جز در انجمن میفروز تا با فسون خیال از تجلی کماہی چشم پوشی
و در حضور آباد کرشمہ جمال یکسر عریاں نکوشی۔

حل۔ عالم آثار کثرت (دنیا) میں گوشہ نشینی کی تیاری میں مشغول ہونا فرصت تحقیق کے
سرمایہ کو ضائع کرنا ہے کیونکہ تحقیق تو اسی وقت حاصل ہوگی جبکہ تو صنعت وجود کا مختلف
اشیا میں نظارہ کریگا۔ اگر تیرا چراغ بینش (ادراک) نور معرفت کے دیکھنے کی قابلیت رکھتا ہے
تو اسکو انجمن کثرت کی سوا دوسری جگہ روشن نہ کرتا کہ تو اپنے خیال کے افسوں (فریب) میں
تجلی حقیقت الہی سے چشم پوشی نہ کرے اور کرشمہ جمال معرفت کے حضور محروم رہنے کا ساعی ہو
یعنی اس صورت میں تجھے تجلی الہی حاصل نہ ہوگی اور جمال معرفت کی دیکھنے سے محروم رہیگا۔

فرصت داری جز آگہی کار مبند　　بر آئینہ ات تہمت زنگار مبند
ہر چند بود یک مژہ وا کردن چشم　　باز است در حضور زنہار مبند

حل تجھے فرصت حاصل ہے تو آگاہی سے کام لے اپنے آئینہ دل پر جو صاف و مجلی ہے زنگ
لگ جانے کی تہمت نہ باندھ۔ اگرچہ آنکھ کھولنا تھوڑی دیر کے لئے ہے۔ یعنی فرصت بہت ہی کم ہے

مگر حضور الٰہی کا دروازہ ہر وقت کھلا ہوا ہے پس تو آنکھ کسی وقت بند نہ کر۔

شکستہ۔ از فرط گرسنگی کہ حرارت غریزی بوداع قواء دہن مے چیند صاحب ریاضت اشکال غریبہ مے بیند یعنی بخارات کہ مادہ تخیل ست ہرگاہ بدماغ صعود مینماید تمثالہائے عالم خواب در عین بیداری نقاب میکشاید ہمچناں ہنگام نزع نیز صور مثالی بر طبائع منکشف میگردد و آن از باقیات عالم خیال است وگرنہ در نفس الامر تحقیق آن دشوار ست و محال مثل شعلہ چراغ کہ چوں روغنش کم شود سراپا در میگیرد و روشن تر میگردد تا باندک زمانے بمیرد۔ چوں غلبہ جوع موجد صفرا است و غلبہ صفرا مادہ ایجاد سودا۔ جمعے را کہ با مبدء توجہ ست از صعود ایں بخارہا سطور حقائق و معانی مے خوانند و فرقہ را کہ از حقیقت بیخبری است اشکال دیو و جن و پری مے دانند۔ چہ دودہا ازیں آتش ناشتعل متصاعد نگردید و چہ سوداہا کہ ازیں صفرائے سوختہ بطوفاں نرسید اگر ہوشیت باید فہمید کہ غیر اشیاء محسوسہ معین ہرچہ در خیال پرتو انداز داثر توہمیہ سودائی است و خلاف قاعدہ اتفاق آنچہ در نظرہا شکل یابد غبار بینائی۔

حل۔ بھوک کی زیادتی کے باعث جبکہ حرارت غریزی تمام قوتوں کو رخصت کر دیتی ہے ریاضت کرنے والا (عابد و زاہد) طرح طرح کی نادر شکلیں دیکھتا ہے یعنی وہ بخارات جنکا مادہ محض تخیل ہے جب دماغ میں چڑھتے ہیں تو جو شکلیں اکثر اوقات خواب میں نظر آتی ہیں وہ عین بیداری میں پردہ سے باہر آجاتی ہیں اسی طرح نزع کی حالت میں مثالی (خیالی) صورتیں طبائع پر منکشف ہوجاتی ہیں جو عالم خیال کی بچی ہوئی ہوتی ہیں ورنہ حقیقت میں ان شکلوں کی تحقیق دشوار اور محال ہے جیسے چراغ کا شعلہ کہ جب تیل کم ہوجاتا ہے تو سرتاپا بھڑکنے لگتا ہے اور روشن ہوجاتا ہے تاکہ تھوڑی ہی دیر میں بجھ جائے جیسے بھوک کا غلبہ صفرا پیدا کرتا ہے اور صفرا کا غلبہ سودا کے پیدا کرنیکا مادہ ہے اور جس گروہ (عارفین) کی توجہ اصل مبدأ جہانسے یہ بخارات پیدا ہوتے ہیں) کی جانب ہے وہ ان بخارات کے وجود کو حقائق و معانی کی سطور سمجھتے ہیں اور جو گروہ اصل حقیقت سے بیخبر ہے وہ ان بخارات یا اشکال کو دیو اور جن جانتے ہیں کیا کیا دھوئیں (لغو خیالات) اس نہ بھڑکنے والی آگ سے دماغوں میں نہیں پہونچے اگر کچھ بھی ہوش ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ سوائے اُن اشیاء کے جو محسوس و معین ہیں جو شئے خیال میں پرتو ڈالے وہ سودا کی قوت واہمہ ہے اور قاعدہ اتفاق کے خلاف جو شئے نظر میں شکل معلوم ہو وہ بینائی کا غبار ہے یعنی تجھے شکل معلوم ہوتی ہے مگر درحقیقت شکل نہیں

مطلب یہہ ہے کہ چلہ کشی اور ریاضت سے دل پر جو اشیاء منکشف ہوتی ہیں وہ خدا کی جانب سے نہیں بلکہ بھوک کے باعث ہیں جس سے انسان کو طرح طرح کی چیزیں نظر آتے ہیں۔ معرفت دوسری چیز ہے

خلقی است درین جنون سرای نیرنگ زندانی اختراع چندین فرہنگ
من بندۂ آنکہ در ادبگاہِ ثبات جوعش مجنون نسازد و سیری دنگ

حل۔ جنون سرائے نیرنگ (دنیا) میں ایک مخلوق بہت سی دانائیوں کی اختراع کی زندانی (قیدی) ہے یعنی بھوک کے سودا میں جو طرح طرح کی شکلیں نظر آتی ہیں تو یہ مخلوق ان کو اپنی دانائی کا اختراع سمجھتی ہے۔ میں تو اس شخص کا غلام ہوں جسکو ثبات و استقلال کے ادب گاہ میں نہ بھوک دیوانہ بنا دے نہ شکم سیری حیران کرے۔

اگر بگلشن زناز گردد قد بلند تو جلوہ فرما زپیکر سرو موج خجلت شود نمایان چو می زمینا

حل۔ اے معشوق اگر تیرا قد بلند ہمارے گلشن میں جلوہ فرما ہو تو سرو کی پیکر سے عرق خجالت کی موج یوں نمایاں ہو جیسے شیشہ مے سے شراب۔ مطلب یہہ ہے کہ سرو تیرے قد سے منفعل ہو۔

ز چشم مستت اگر بیابد قبول کیفیت نگاہی تپد ز مستی بروں آئینہ نقش جوہر چو موج صہبا

حل۔ گر تیری چشم مست سے آئینہ کیفیت نگاہ کی قبولیت حاصل کرے یعنی اس کو یہ معلوم ہو جائے کہ کیف نگاہ نے اسے قبولیت سے دیکھا ہے تو موج صہبا کی نقش جوہر (خود جوہر آئینہ) مارے مستی کے آئینہ سے باہر نکل جائے۔ یعنی تیری چشم مست میں یہ اثر ہے۔

نخواند طفل جنون مزاجم خطی ز پست و بلند ہستی شوم فلاطوں ملک دانش اگر شناسم ز کف نپا

حل۔ میرے جنون مزاج طفل (خود میں یا میرا دل) نے دنیا کے پست و بلند کا خط نہیں پڑھا یعنی میرا طفل جنون مزاج پست و بلند سے بےخبر ہے ہم تو ملک دانش کے گویا افلاطون ہو جائیں۔ اگر ہم کو پست و بلند کی شناخت کف پا کے ذریعہ سے حاصل ہو۔ کیونکہ پست و بلند (نشیب و فراز) کی شناخت پاؤں ہی کے ذریعہ سے ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ دنیا کے نشیب و فراز کا سمجھنا بہت مشکل ہے

شوم واحد متکلم، اور شناسیم جمع محض ضرورت شعری کے لئے ہے۔

ز صفحہ راز این دبستان ز نسخہ رنگ این گلستان
نگشت نقشے دگر نمایان مگر غبارے ببال عنقا

حل۔ اِس مکتب کے صفحہ راز اور اِس گلستان کے نسخہ رنگ (دنیا) سے کوئی نقش بجز ایک غبار کے اور (وہ بھی بال عنقا پر) نمایاں نہوا عنقا اور اُس کا بازو دونوں معدوم ہیں نقش بدرجہ اولی معدوم ہوگا۔ یعنی دنیا ایک ہستی موہوم اور فناء محض ہے۔

بدور پیمانۂ نگاہت اگر زند لاف میفروشی نفس برنگ کمند پیچد ز موج می در گلوی مینا

حل۔ اگر تیری نگاہ مست کے پیمانہ کے دور میں شیشہ یا صراحی میفروشی کی شیخی بگھارے تو خود شیشی کی سانس موج مے سے کمند بنکر شیشے کا گلا گھونٹ دے تاکہ شعر اپنے باہر نہ نکل سکے۔ یعنی تیری چشم مست کے مقابلہ میں کوئی میفروشی یا مے آشامی کا دعوے نہیں کرسکتا

باولین جلوہ ات ز کارہا رمید صبر و گداخت طاقت
کجاست آئینہ تا نگیرد غبار حیرت درین تماشا

حل تیرے پہلے ہی جلوہ میں صبر بھاگ گیا اور طاقت پگھل گئی، ایسا آئینہ کہاں ہے جو جلوہ کے اس تماشا میں غبار حیرت نہ لے یعنی پگھل جائے پر متحیر نہو۔

ز عارضش او دمید بیدل بہار خط نظر فریب بمعجز حسن گشت آخر رگ زمرد ز لعل پیدا

حل معشوق کے رخسار سے بہار خط سبزہ کا پیدا ہونا گویا اعجاز حسن سے زمرد کا لعل سے پیدا ہوتا ہے کیونکہ لعل سرخ ہوتا ہے اور زمرد سبز۔

شور جنون در قفا با ہمہ بیگانہ برآ یکدو نفس نالہ شو از دل دیوانہ برآ

حل تو ایسی طرح اپنی خودی سے نکل کہ سب سے بیگانہ ہو اور شور جنوں تیرے پیچھے ہو۔ تھوڑی دیر کے لئے نالہ بن اور دل دیوانہ سے باہر نکل آ

تاب و تب سبحہ بہل رشتۂ زنار گسل قطرۂ مے جوش زن بر خط پیمانہ برآ

حل تسبیح پھیرنے کی سرگرمی اور پیچ و تاب چھوڑ۔ زنار کا رشتہ توڑ اپنے ایک قطرہ مے (شوق عرفان الہی) کو جوش میں لا اور ابل کر جام کے خط پر آ (وہ خط جہاں تک شراب بھری ہوئی ہوتی ہے)

چون نفس از الفت دل پائے تو افسردہ بگل ریشۂ وحشت ثمری از قفس دانہ برآ

حل: تیری سانس کی طرح تیرا پاؤں بھی الفت دل کی کیچڑ میں دھنسا ہوا ہے یعنی تو دل وجان کو عزیز رکھتا ہے یہ وہ ریشہ ہے جسکا پھل وحشت ہے پس وحشت (خدا کی محبت) ہیں۔ دانہ کے قفس (خورد ونوش کی ہوس) سے باہر نکل۔ یعنی تارک الدنیا ہو۔

چرخ کلید در دل وقف جہادت کند ارّہ صفت کو درم تیغت ہمہ دندانہ برآ

حل: آسمان نے در دل کی کلید تیرے جہاد (جہاد نفس یعنی زہد وعبادت) کے لئے وقف کر دی ہے تیری تلوار (زہد وریاضت) کی دہار آرہ کی طرح دندانہ دار نہیں پس تو اس تلوار میں دندانے نکال اور نفس امارہ کا گلا تراش کیونکہ آرہ کی تکلیف تیغ کی تکلیف سے زیادہ ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ تو ابھی تک ریاضت میں ناقص اور خام ہے۔ نفس پر جہاد کرنے کے لئے ایسی تلوار کی ضرورت ہے جو آرہ کی طرح دندانہ دار ہو یعنی محبت الہی میں دل کا دروازہ اس وقت فتح ہوگا جب تو سخت سے سخت ریاضت اور صعوبتیں اٹھا کے نفس پر جہاد کرے گا۔

نیست خرابات جنون عرصۂ جولان فسون لغزش مستانہ خوش است آبلہ پیمانہ برآ

حل: خرابات جنون فسون (لہو ولعب) کے جولان کا میدان نہیں یہاں تو مستانہ لغزش بھلی معلوم ہوتی ہے آبلوں کو ناپتا ہوا نکل یعنی ایسی طرح سلامت نکل جسطرح آبلہ دار چلتا ہے (آبلہ پیما جیسا بادیہ پیما)۔

کردہ فسون نفست غرۂ عشق و ہوست تا دود چراغے نہ از دل پروانہ برآ

حل: تیرے نفس کے فسوں (مکر) نے تجھے اپنے عشق و ہوس پر مغرور کر دیا ہے تو کسی چراغ کا دھواں نہیں پروانہ کے دل سے نکل یعنی ظہور کر مطلب یہ ہے کہ جس طرح پروانہ دم کے دم میں جلکر خاک ہوجاتا ہے۔ تو بھی عشق الہی کے سوز و گداز میں جل کر فنا ہوجا۔

تا خودت نیست خبر در تہ خاک است نظر یک مژہ برخویش کشا گنج ز ویرانہ برآ

حل: جب تک تو اپنے کو نہیں پہچانتا تیری نظر خاک کے نیچے ہے یعنی کچھ حاصل نہیں اپنے کو ایک نظر دیکھ اور خزانہ بنکر ویرانہ سے باہر آ۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربہ

بیدل از افسونگریت خرس شرز آدم نشود چنگ بہ ریش مزن از ہوس شانہ برآ

حل بیدل تیری افسونگری یعنی فکر و تدبر سے ریچھ اور بکرا آدمی نہیں بن سکتا تو کنگھے کی طرح ہر ایک داڑھی سے بہ شگل نمار یعنی استقلال کام میں لا (بکرے کے داڑھی ہوتی ہے اور ریچھ کے بال) مطلب یہ ہے کہ اہل اللہ کو پہچان اور اپنے نفس کو انسان بنا۔ ریچھ اور بکرے تو دنیا میں بہتیرے ہیں۔

بحصول مقصد عافیت نہ دلیل جو نہ عصا طلب
تو ز اشک آنہمہ پس قدمے ز آبلہ پا طلب

حل دنیا میں عافیت و آرام و آسایش کی منزل مقصود پر پہونچنے کو نہ کوئی دلیل (رہبر) ڈھونڈھ نہ عصا تلاش کر کیونکہ رہرو کو انہیں دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے تو کسی طرح اشک سے پیچھے نہیں بس ایک قدم اس شخص سے جسکے پاؤں میں آبلے ہوں مانگ یعنی جیسے آنسو تھک کر نہیں چلا جاتا اسی طرح آبلہ پا سے بھی نہیں چلا جاتا خواہ کیسا ہی ان کے لئے عصا اور رہبر موجود ہو مطلب صرف اس قدر ہے کہ دنیا میں آسایش نہیں۔

ز مراد عالم آب و گل بدر جنوں من و دو گل
اثر اجابت منفعل ز شکستہ دست دعا طلب

حل عالم آب و گل (دنیا) کی مراد سے درگزر اور جنوں کے دروازہ پر پہنچ اجابت جو خود شرمندہ ہے اسکا اثر دست دعا کے ٹوٹ جانے سے طلب کر یعنی جس صورت میں تیرا دستِ دعا پہلے ہی ٹوٹ گیا ہے تو بیچاری اجابت کیا اپنا سر پھوڑے گی مطلب یہ ہے کہ دنیا میں کوئی مراد حاصل نہیں ہوتی نہ کوئی دعا قبول ہوتی ہے۔ یہاں دست دعا ٹوٹا ہوا ہے اور اجابت شرمندہ ہے۔

بکجا است صدر و چہ آستاں کہ گزشتہ تو ازیں و آں
چو نگاہِ حیرت ازیں مکاں ہمہ چیز گو و بقا طلب

حل تو جو این و آں سے گزرا ہے تو مقام صدر اور آستان کہاں ہے یعنی کس بات کی تلاش میں ہے جس طرح دنیا کے نظارہ سے صرف نگاہِ حیرت (حیرت ہی حیرت) باقی رہجاتی ہے اسکے سوا کچھ باقی نہیں رہتا اسی طرح تو جا اور تمام چیزوں کو عالم بقا میں ڈھونڈھ۔ بقا سے مراد فنا ہے۔ کیونکہ صرف فنا کو بقا ہے (ز تو) امر جملۂ معترضہ ہے۔

ز سپہر گر ہمہ بگذری تو ہمان بسایہ برابری — بعلاج شعلہ خودسری نم از جبین حیا طلب

حل اگر تو آسمان سے بھی گزر جائیگا تو سایہ کی برابر ہوگا یعنی کچھ حاصل نہوگا تو اپنے شعلہ خودسری (تکبر) کے علاج کے واسطے جبین حیا سے قطرہ مانگ اور آسپر چھڑک تاکہ یہہ شعلہ بجھ جائے یعنی عاجزی اور تکبر سے شرم کر۔

بفسانۂ ہوس آ نقدر مفروش شہرت کرّ و فر — چو غبار انجمن سحر نفسے شمار و ہوا طلب

حل غبار انجمن سحر کی طرح ہوس کا افسانہ بیان کرکے شہرت کرّ و فر کی دکان نہ کھول یعنی ہوا و ہوس کی باتوں کو فروغ نہ دے، جیسا صبح کے وقت غبار ہوتا ہے ایک سانس گن اور ہوا کا طالب ہوکر فنا ہو جا یعنی اگر تونے اپنے کرّ و فر کی شہرت فروخت کی بھی تو نتیجہ وہی فنا ہے۔ غبار انجمن سحر میں اضافت بیانیہ ہے (سحر کا ہنگامہ غبار کی طرح تھوڑی دیر میں فنا ہو جاتا ہے۔

ز ہوای کبر و سرمنی ہمہ رست ننگ فروتنی — تو بذوق منصب ایمنی ز شکستہ ہما طلب

حل لوگ غرور اور تکبر کی خواہش میں فروتنی کو عار سمجھتے ہیں تو سب سے بے اثر اور فارغ ہو جانے کے ذوق میں اپنے ٹوٹے ہوئے پروں (اپنی فروتنی) کو اپنے لئے ہما بنا اور تکبر و غرور پر لات مار۔

دل ذرہ گر ہمہ خوں کند ز کم آوری چہ فزوں کند —
عملیکہ از تو جنوں کند بعدم فرست و جزا طلب

حل ذرہ کا دل اگر اپنے کو ہمہ تن خون کردے تو بجز کم آوری (کم حصول) کے کیا زیادہ کر سکتا ہے یعنی ذرہ ہر حالت میں ذرہ ہی رہیگا ہاں جنون عشق الٰہی جو کام کرے گا اُس کو عدم میں بھیج اور جزا طلب کر یعنی ذرہ کی طرح پست فطرت نہ بن بلکہ خدائے تعالیٰ کے جوش محبت میں فنا ہو۔

کف پای حجلہ نشین ما بخیال کرد کمین ما — پے آرزوی جبین ما بچراغ رنگ حنا طلب

حل یہ شعر تمام اشعار سے سخت تر اور نہایت پیچیدہ اور نازک ہے حضرت بیدل فرماتے ہیں کہ ہمارے حجلہ نشین (معشوق) کا کف پا عالم خیال میں ہماری گھات میں لگا یعنی ہمکو یہہ خیال پیدا ہوا کہ معشوق کے کف پا سے جبین سائی کریں اے مخاطب اگر تجھکو ہماری آرزوی جبین کا سُراغ لگانا منظور ہے تو چراغ رنگ حنا سے سُراغ لگا یعنی

معشوق کے پاؤں میں جو مہندی لگی ہے وہ چراغ ہے پس تجھے اس چراغ کی روشنی میں ہماری آرزوئے جبیں سائی کا سراغ ملجائیگا۔

شدہ رمز جلوۂ بے نشاں بغبار آئینہ ات نہاں
نفسے بصیقل امتحاں بر واز میان و صفا طلب

حل تیرے آئینۂ دل کے غبار میں جلوۂ بے نشاں (جناب باری) کے جلوہ کی رمز چھپ گئی ہے تو تھوڑی دیر کے لئے درمیان سے نکل اور امتحان سے صفائی طلب کر یعنی تو امتحاناً ہی دل کو صاف کر پھر دیکھ کہ وہ جلوۂ بے نشاں کیونکر نظر نہیں آتا۔

طلب تو بس بود آنقدر کہ زمعنی بری اثر۔ بجود ت اگر نرسد نظر بخیال ہیچ وصد اطلب

حل تیری طلب اسی قدر کافی ہے کہ تو باطن سے اثر لیجا یعنی معرفت الٰہی سے موثر ہو اگر اپنے وجود پر تیری نظر نہیں پڑتی یعنی تو اپنے نفس میں خدا کو نہیں پہچان سکتا تو اسکے خیال میں لیٹ ایک آواز مانگ کہ ہو الموجود۔

خوشت آنکہ ترک سبب کنی بیقین رسی و طرب کنی
ز حقیقت آنچہ طلب کنی بطریق بیدل ما طلب

حل خدائے تعالیٰ بے سبب اور بے دلیل ملتا ہے پس تیرے لئے یہی اچھا ہے کہ سبب کو چھوڑ دے اور یقین کا رتبہ حاصل کر کے خوشی منائے۔ حقیقت الٰہی کی اگر تجھے طلب ہے تو ہمارے بیدل کے طریق پر طلب کر یعنی تو بھی ایسا ہی طالب بن جیسا کہ بیدل ہے۔

ہوائی مشق انتظارم زخاک گشتن چہ باک دارم
ہنوز دارد خط غبارم شکستۂ کلک آرزویت

حل میں مشق انتظار کا ہوائی (خواہشمند) ہوں خاک ہو جانیکا کچھ خوف نہیں کہتا ابتک میرے خط غبار کا قلم تیری آرزو کا شکستہ ہے یعنی میرا خط غبار تیری آرزو کے ٹوٹے ہوئے قلم سے لکھا گیا ہے وہ سیدھا نہیں ہو سکتا تاکہ اڑ سکے اور جب تک غبار سیدھا نہو گا اڑ نہ سکے گا مطلب یہ ہے کہ میرا غبار تیرے انتظار کی مشق کر رہا ہے مگر قلم ٹوٹا ہوا ہے اور ٹوٹے ہوئے قلم سے جو مشق کیجائیگی وہ بھی خراب ہو گی خط شکستہ اور خط غبار خطوط کی قسمیں بھی ہیں۔

ز گلشنت ریشہ نجنبد کہ چرخ افسردگی پسندد
چو ماہ نو نقش جام بندد لبے کہ تر شد بآب جویت

حل تیرے گلشن سے ایسا ریشہ نہیں پیدا ہوتا کہ آسمان اسکا افسردہ ہونا پسند کرے یعنی وہ ہمیشہ تر و تازہ رہتا اور بڑھتا ہے جو لب تیرے آب جو (فیض) سے تر ہوا وہ ہلال کی طرح جام کا نقش باندھتا ہے یعنی بڑھتے بڑھتے خود جام بنجاتا ہے۔ لب کی شکل ہلال کی ہوتی ہے۔

بعشق نازد دل ہوس ہم ببالد از شعلہ خار و خس ہم
رسا است سررشتۂ نفس ہم بقدر افسون جستجویت

حل عشق پر ہوس بھی بڑھتی ہے یعنی ناز کرتی ہے جیسا شعلہ پر خار و خس تیری طلب جسقدر اپنا افسوں دم کرے گی سررشتۂ نفس کو اسی قدر رسائی ہوگی۔

باین ضعیفی کہ بار دردم شکستہ در طبع رنگ زردم
بگرد نقاش شوق گردم کہ میکشد حیرتم بسویت

حل میں اس ضعیفی کے ساتھ درد کے لئے بار ہو رہا ہوں یعنی درد پر ناگوار ہو رہا ہوں۔ رنگ زرد کی طرح فطرت میں شکستہ ہوں یعنی میری فطرت ہی شکستگی ہے۔ نقاش شوق پر قربان ہوں کہ میری حیرت کا نقش تیری جانب کھینچتا ہے یعنی ناتوانی سے گو میں تجھ تک نہیں پہونچتا مگر شوق میری حیرت کو تجھ تک پہنچاتا ہے یہ بھی بڑی بات ہے۔

ز سجدۂ خجالت آور من بناز خدمت کشد سر من
کہ خواہد از جبہۂ تر من چو گل عرق کرد خاک کویت

حل میرا سجدہ جو خجالت کا لانیوالا (پیدا کرنے والا) ہے اس سے میرا سر خدمت کیا ناز کر سکتا ہے کیونکہ میری پیشانی سے جو آب ندامت سے تر ہے تیرے کوچہ کی خاک کیچڑ کی طرح ندامت سے عرق عرق ہوجانا چاہتی ہے یعنی تیرے کوچہ کی خاک میرے سجدے سے انفعال میں ہے یعنی میرے سجدے سے بجز اسکے کہ تیرے کوچہ کی خاک کیچڑ بنجائے کچھ فائدہ نہیں۔ بہت نازک اور پیچیدہ ہے۔

کجا است مضمون اعتباری کہ بیدل انشا کند نثارے
بضاعتم یکسر نزاری است افگنم پیش تار مویت

حل بیدل ایسا معتبر پسندیدہ مضمون کہا نہیں لاوے جیکی انشا کو تجھپر قربان اور نثار کریں میر اینتا تو بھی ناتوان جسم ہے ایسا کہ تیری تار زلف کر آگے دالدوں یہ بھی کیفیت ونزار اور وہ ایسی نازک ہے۔

حکمت۔ گواہ قوت جسم آدمی است سعی در ادائے شرائط عبادت وشاہد قوت عقل توجہ باکتساب علوم حکمت ودلیل قوت روح پرواز ہمت بعروج نسبت وحدت مادۂ این ہر سہ قوت مقدار اعتدال غذا ست کہ بہ تقویت آں جسم توانا شود بر قدرت اعمال وعقل اعانت یابد برسعی تحصیل کمال وروح بال کشاید۔ بفضائے محبت ذوالجلال۔ اگر اسباب غذا مفقود باشد تردد جسم در طلب وجہ معیشت مانع ذوق عبادت است وتصرف عقل در تدبیر حصول آن محروم کسب علم وحکمت وتوجہ روح از تشویش اینہا برجوع منزل جمعیت۔

حل شرائط عبادت کے ادا کرنے میں جسم انسانی کی قوت گواہ ہے یعنی انسان کو جسمانی قوت اسلئے دی گئی ہے کہ واحد حقیقی کی نسبت وحدت کے عروج کی جانب ہمت کو پرواز دے یعنی نسبت وحدت کو بڑہاوے مادہ ان تینوں قوتوں کا غذا کی مقدار کا اعتدال پر رکہا ہے۔ یعنی معتدل غذا کا ہونا بہی ضرور ہے تاکہ غذا کی تقویت سے اعمال پر قدرت رہے اور تحصیل کمال نسبت وحدت میں عقل مددیاوے اور فضائے محبت ذی الجلال میں روح بازو کہولے۔ اگر اسباب غذا مفقود ہیں تو طلب وجہ معیشت میں انسان کا متردد رہنا ذوق عبادت کو روکیگا ؎

شب چو عقد نماز بربندم چہ خورد بامداد فرزندم

اور عقل کا تصرف غذا کے حاصل کرنے کے فکر میں علم وحکمت کے سیکہنے سے محروم رہیگا اور روح کی توجہ بہی اسباب معاش کی تشویش میں سر منزل جمعیت پہنچنے سے محروم رہیگی مطلب یہ ہے کہ حد سے زیادہ چلہ کشی وغیرہ میں ہوکا رہنا ممنوع ہے اور شریعت اسلامی کا یہ حکم ہے کہ لا رہبانیۃ فی الاسلام

باخشک وتر مایدۂ لیل ونہار قانع شو وجمعیت دل مفت انگار
آں دولت جاوید کہ خلد ش نامند زر قیمت کہ بے تردد آید یکبار

حل لیل ونہار کے دستر خوان پر خشک وتر جو کچھ ملے اسپر قانع ہو اور دل جمعیت کو

مفت سمجھ اس صورت میں جس دولت جاوید کا نام بہشت ہے وہ ایسا رزق ہے کہ بے تردد حاصل ہو جائیگا۔

چہ خوش است گر بود انقدر ہوس بلندیٔ منظرت
کہ بر آں مکاں چو قدم نہی خم گردنی نخورد سرت

حل کیا اچھا ہو اگر اسقدر بلند جھروکے بنانے کی تجھے ہوس ہو کہ اگر تو وہاں سے شاہد حقیقی کے مکان پر قدم رکھے تو چلنے میں تیرا سر نہ چکرائے یعنی تو بہت ہی قریب ہو جائے اور آسانی سے مکان مقصود پر پہونچ سکے۔

بدو روزہ مہلت این قفس ولت آشیانہ صد ہوس
نہ اگہ از تپش نفس کہ چہ بیضہ ہے شکند برت

حل باوصف اسکے کہ قفس دنیا میں تجھے دو روز کی مہلت ہے تاہم تیرا دل سیکڑوں ہوس کا آشیانہ ہے۔ تو اپنی سانس کے تڑپنے سے واقف نہیں جس سے تیرے پر کیسے کیسے انڈے توڑ رہے ہیں یعنی نتیجۂ زندگی (محبت الہی) کو برباد کر رہے ہیں۔ تھوڑی سی مہلت۔ پھر قفس میں انڈوں کا سینا اسپر پروں کا پھڑپھڑانا۔

چو گل از طبیعت بے نشاں بخیال داشتی آشیاں
بہ برہنگی زدی ایں زماں کہ دمید پیرہن از برت

حل تو اپنی بے نشان طبیعت سے پھول کی طرح صرف عالم خیال میں آشیانہ رکھتا تھا یعنی معدوم تھا جس طرح پھول معدوم ہوتا ہے جب برہنگی سے تیرا تعلق ہوا یعنی آشیانۂ عدم سے نکلکر (آزاد ہوکر) دنیا میں آیا تو خود تیری بغل سے پیرہن وجود اُگا یعنی تیری نیستی ہی ہستی بنگئی۔ مطلب صرف اسقدر ہے کہ پہلے تو معدوم تھا اب موجود ہو گیا اور وجود کی ماں عدم ہے۔

چو حباب جز لباس تو چہ توقع و چہ ہراس تو
نہ تو مانی و نہ قیاس تو چو کشند جامہ ز پیکرت

حل تو حباب کی طرح بے لباس ہے تیری توقع کیا تیرا ہراس کیا جبکہ تیرے پیکر وجود سے جامۂ ہستی کھینچ لیں گے اسوقت نہ تو رہیگا نہ قیاس یعنی ایسا معدوم ہو جائیگا کہ اپنے قیاس کی تصویر بھی نہ کھینچ سکیگا۔

ہمہ جا ست جادۂ پیچ پیچا ہمہ راست تجلّت کاوشے
تو چناں عجز بار گردشے بکجی زند خط مسطرت

حل ۔ سب جگہ پیچیدہ راستہ ہے اور دنیا یا آسمان کی جو کاوش سالکوں کو ستاتی ہے اُس سے سب شرمندہ ہیں پس تو ایسی طرح مت چل کہ تھوڑی سی گردش سے تیرا خط مسطر ٹیڑھا ہو جائے یعنی مسطر کے موافق نہ رہے اور تو بہک جائے ۔ مطلب یہ ہے کہ خدا تک پہونچنے کی جو راہ ہے اُس میں بہت سے خم و پیچ (مشکلات) ہیں تو پھونک پھونک کر قدم رکھ اور سیدھا منزل پر پہنچ ۔

زفسون مطرب و چنگ آن مکن آنقدر اثر فغاں
کہ بفہم نالۂ عاجزاں کند التفات ہوس کرت

لغت اثر بفتحتین نشان و نشان زخم و سنت رسول مقبول صلعم اور بالفتح جوہر شمشیر و بمعنی اور بالکسر کسی شے کا پیچھا یا پیچھا کرنا ہے جو بالکسر ہے نہ بفتحتین یا بکسر الف و فتح ثانی مگر ایسا زحاف ضرورت شعریہ نے جائز کر دیا ہے اگر پہلا مصرعہ یوں ہوتا تو زحاف سے محفوظ رہتا ۔

زفسون مطرب و چنگ و آں مرد اثر قدر بعقب فغاں ۔

حل تو مطرب اور چنگ کے فسون پر چیخنے چلانے (حال و قال) کا اسقدر پیچھا نکر کہ عاجزوں (مظلوموں) کے نالے سننے سے ہوس (لہو لعب) کی جانب ملتفت رہنا تجھے بہرا کر دے یعنی مطرب کے گانے بجانے پر ہائے ہو اور حال و قال میں ایسا محو اور مست نہو کہ مظلوموں کی فریاد نہ سن سکے التفات مصدر (شبہ فعل) ہے جو مضاف الی الفاعل ہے ناظرین اس پیچیدہ اور نازک ترکیب کو ذرا غور سے سمجھیں غم قدر بیہودہ خوردنی ہمہ سکتہ دارد و مردنی ۔ ہذا از بلا تحج فسردنی کہ رسد زمنصب ہر شرت ترکیب (غم قدر بیہودہ خوردنی عجیب و غریب منقلب ترکیب ہے ۔ یعنی غم بیہودہ خوردن قدر خود ۔

حل تو جو اپنے مرتبہ کا بیہودہ غم کہاتا ہے کہ کوئی قدر دان اور مرتبہ شناس نہیں تو یہ ایک قسم شکستہ اور مردنی ہے اس سے دل افسردہ ہوتا ہے پس تو بلا و افسردگی سے بچ جو خود تیرے منصب ذات سے تجھپر نازل ہو یعنی تیرے گوہر ذات کا تو منصب

بہتر ہے کہ تو صبر و وقار کو کام میں لائے تاکہ اس سے تجھ پر بلاء افسردگی نازل ہو۔

طلبے کہ از تو بجا رسد بسر افتد چو بپا رسد — سر آرزو بکجا رسد ز دماغ آبلہ ساغرت

ترکیب (دماغ آبلہ ساغرت) میں دماغ موصوف اور آبلہ ساغر اسکی صفت ہے۔

حل۔ اول تو تیری طلب (سوال) کہیں پہنچ نہیں سکتی اور اگر اپنے پاؤں سے
پہونچنے کا ارادہ کرے گی تو سر کے بل گرے گی۔ تیرا سر آرزو کہاں تک پہنچ سکتا ہے
جبکہ تیرا دماغ ساغر آبلہ بنا ہوا ہے سر کا تعلق دماغ سے ہے اور جب خود دماغ
ایک لبریز آبلہ ہے تو سر کیونکر حرکت کرکے کسی جگہہ پہنچ سکیگا۔ کیونکہ آبلہ دار سے
چلا پھرا نہیں جاتا۔ سر سے مراد خیال بھی ہو سکتا ہے اور خیال کا تعلق بھی دماغ
سے ہے۔ دونوں طرح معنی درست ہیں۔

زسواد نسخۂ خشک و تر بکلام بیدل ما نگر — کہ بحیرت چمن اثر شود آب آئینہ رہبرت

حل تمام نسخۂ خشک وتر (دنیا) کے سواد سے قطع نظر کرکے ہمارے بیدل کا کلام
دیکھہ تاکہ چمن اثر کی حیرت سے خود تیرے آئینۂ دل کی آب تیری رہبر ہو جائے یعنی
جب تو بیدل کے کلام سے متاثر ہوگا تو تیرا دل متحیر ہو کر پہچان جائے گا کہ کلام
بیدل کا کیا مرتبہ ہے۔

ای پرفشاں چوں بوی گل نیرنگی ات پیراہنت — عنقا شوم تا گرد من یابد سراغ دامنت

حل۔ بوئے گل کی طرح نیرنگی تیرے پیرہن سے اڑ رہی ہے یعنی تو کثرت کے نئے نئے
رنگوں میں ظہور کرتا ہے مگر کسی رنگ میں قیام نہیں۔ بس میں تیری طلب میں ایسا
معدوم ہو جاؤں تاکہ میری گرد تیرے دامن کا سراغ پائے یعنی جس طرح زندگی
میں تجھہ تک رسائی غیر ممکن ہے اسی طرح مرنے کے بعد میری گرد تیرے دامن کا
سراغ لگانے (تیری جستجو) میں محو رہیگی عنقا ہو جانے سے مراد معدوم ہو جانا ہے
ورنہ جب خود عنقا کا وجود نہیں تو اسکی گرد کا وجود کہاں۔

با صد حدوث کیف و کم از مزرع ناز قدم — یک ریشۂ شوخی نزد تخم دو عالم خرمنت

لغت۔ کیف چگونگی۔ کم مقدار مراد عرض و جوہر ہے۔

حل باوجود سو حدوث کیف وکم کے ناز قدم کے کھیت سے تیرے حسن کے تخم
نے جو دونوں عالم کا خرمن ہے شوخی کا ایک ریشہ بھی نہیں اگایا۔ حالانکہ ناز معشوق

کے لئے شوخی کا ہونا ضروری ہے چونکہ شوخی میں حدوث و تغیر ہے جو قدم کی شانی ہے لہذا حضرت بیدل نے اسکی نفی کی ہے، مطلب صرف اسقدر ہے کہ تیرے ساتھ کیف و کم کے حدوث کا منکر ہے مگر تو قدیم ازلی اور ابدی ہے۔

تنزیہ صد شبنم حیا پروردہ تشبیہ تو   جان صد عرق آب بقا گل کردہ لطافت

حل سو شبنم حیا (خود حیا) کی تنزیہ تیری تشبیہ کی پروردہ ہے یعنی شبنم جو ایسی منزہ اور صاف ہے تو اسکی یہ وجہ ہے کہ تیری حیا سے اسکو تشبیہ دیجاتی ہے پس یہ تیری حیا کی پروردہ ہے اور تیرے تن کی لطافت کے مقابلہ میں چشمہ آب حیات عرق عرق ہو کر پیچھے ہٹ گیا ہے اور اسکی لطافت جاتی رہی ہے۔

تجدید ناز آشفتہ رنگ لباس آرایئت   بے پردگی دیوانہ طرح نقاب افگندنت

حل خود تجدید ناز (ناز نو بنو) تیری لباس آرائی کے رنگ کی فریفتہ ہے اور بے پردگی تیرے نقاب ڈالنے کی انداز کی عاشق ہے یعنی تو نقاب حسن پہن نہیں سکتا کیونکہ جب بے پردگی عاشق ہے تو نقاب کہاں۔

در وادی شوق یقیں صد طور موسیٰ آفریں   خاکستر پروانۂ محو چراغ ایمنت

حل سو طور تیرے یقین جلوہ کے وادی شوق میں موسیٰ کے پیدا کرنے والے ہیں یعنی خود طور ہی موسیٰ پیدا کر لیتے ہیں اور پروانہ کی خاکستر تیرے چراغ ایمن (تجلی) پر محو ہے یعنی پروانے جلنے پر عاشق ہیں مصرعہ ثانیہ میں پروانہ کی جگہ (پروانہا) موزوں ہے تاکہ مصرعہ اولی سے تقابل درست رہے شاید سہو کتابت ہے۔

در نو بہار لم یزل جوشید از باغ ازل   نہ آسماں گل در بغل یک برگ سبز گلشنت

حل تیرے گلشن کے ایک برگ سبز نے ازلی نو بہار میں باغ ازل سے خفیف سا ایک جوش مارا تھا کہ نو آسمان گل در بغل ہو گئے۔

دل را بحیرت کرد خوں بر عقل زد برق جنوں   شور دو عالم کاف و نوں یک لب بحرف آوردنت

حل تیرے ایک لب کے تکلم میں لانے نے کاف و نون (کون و مکان) میں شور دو عالم برپا کر دیا حیرت میں دل کا خون کر دیا اور عقل پہ دیوانگی کی بجلی گرا دی (یک لب بحرف آوردنت) موزوں ہے یا (حرفے بلب آوردنت) پہلا پیچیدہ اور نازک اور دوسرا صاف ہے۔

ہر جا بیروں جوشیدہ خود را بجود پوشیدہ درشور شمعت مضمحل فانوسی پیراہنت

حل: تو نے جلوت میں ہر جگہ جوش مارا ہے اور اپنے وجود کو آپ ہی ڈھکا ہے تیری شمع حسن کے لئے تیرے پیراہن کا فانوس بنا مضمحل (سست اور کمزور) ہو رہا ہے یعنی پیراہن تیرے نورِ حسن کو ڈھانپ نہیں سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ تو ہر شئے میں عیاں ہے اور تیرے جلوے کو کوئی شئے نہیں چھپا سکتی۔

جوشِ محیط کبریا ہر قطرہ بست آئینہ ہا ما را کجا کرد آشنا ہنگامۂ مِن بانت

حل: خدائے تعالیٰ کے جوشِ دریا نے ہر قطرہ پر آئینے باندھ رکھے ہیں یعنی قطرہ میں دریا نظر آتا ہے تیرے ہنگامۂ من بامن نے ہم کو اپنے سے (ذاتی حقیقت سے) واقف کر دیا ہے من بامن یعنی میں آپ اپنے ہی ساتھ ہوں کسی غیر کے ساتھ نہیں۔

نے عشق دانم نے ہوس شوق توام سرمایہ بس اے صبح یک عالم نفس اندیشۂ دل مسکنت

حل: میں عشق کو جانتا ہوں نہ ہوس کو تیرا شوق میرے لئے سرمایہ کافی ہے اے یک عالم نفس کی صبح میرا اندیشۂ دل تیرا مسکن ہے یعنی تو ہر وقت میرے دل کے اندیشہ (سوچ بچار) میں مقیم رہتا ہے سانس کو ایک عالم قرار دیا ہے اور صبح کے وقت انسان جاگتا ہے یعنی میں ہر وقت تیرے ہی ذکر و فکر میں ہوں کبھی تجھسے غافل نہیں ہوتا اور میری سانس کے لئے تو بمنزلہ صبح کے ہے۔

حسنِ حقیقت روبرو شمع فضول آئینہ جو بیدل چہ پرداز و بگو آئی یافتن نا جستنت

حل: حسنِ حقیقت سامنے ہے اور بیہودہ سری (اشتغال بما لا یعنی) کی شمع آئینہ ڈھونڈھ رہی ہے کہ تیرا جلوہ اس میں دیکھے اب بیدل اس آئینہ میں کیا مشغول ہو جبکہ تیرا نہ ڈھونڈھنا ہی پانا ہے یعنی تو ہر وقت سامنے ہے تجسس فضول ہے۔

نکتہ۔ ریاضت صفائی باطن مے آرد بشرط اعتدال و ضعف برقرار مے گمارد با فراط کمال مدعا ازیں کسب مواد فاسدہ را با صلاح آوردن ست نہ اجزاء صالح را نیز فاسد کردن اینجا زنگار از طبیعت زدودن ست نہ آئینہ را بمشق صیقل فرسودن بحکم قدر دانی وجود از انبیاء ہیچکس بریاضات شاقہ نساخت الا بقدر اصلاح مزاج و بخواب و خورش نیز نہ پرداخت مگر بمقدار احتیاج۔

حل: ریاضت بے شک باطن کو صاف کرتی ہے مگر اعتدال شرط ہے اور اگر

فرط کمال کو پہنچے ۔ حد سے زیادہ ریاضت کی جائے تو قوتوں کو ضعیف کرتی ہے انبیاء علیہم السلام میں سے کوئی بھی ریاضات شاقہ میں مشغول نہیں ہوا مگر بقدر اصلاح مزاج کیونکہ وہ حکم قدردانی وجود لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ الآیہ کے پابند تھے یعنی اپنے ہاتھوں اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالو وہ وجود کی قدر کرتے تھے جو ایک نعمت اور صنعت الٰہی ہے اور وہ خواب و خور میں بھی مشغول ہوتے تھے مگر بمقدار احتیاج۔

بنیاد جسد کہ کارگاہ اسماست — روزے دو ز حکمت طبیعی برپاست

بر صوم و صلوٰۃ بیش ازانکا بیجا — تعدیل بہر امر کمال عرفاست

حل جسم کی تعمیر جو اسماء الٰہی کی کارگاہ ہے یعنی اسماء الٰہی اس میں موثر ہیں ایک دو روز زندگی کی میعاد معینہ تک، حکمت طبیعی (کھانے پینے سونے وغیرہ) سے قائم ہے پس تو پانچ وقت نماز اور تیس دن کے روزوں پر اور کچھ نہ بڑھا کیونکہ ہر امر میں اعتدال سے کام لینا ہی عارفوں کا کمال ہے۔

حکمت قرب الٰہی جنوں دارد و قرب دنیا ہوش۔ در ینجا دانشہا مصروف تعلق اسباب است و انجا ہر چہ غیر اوست فراموش پس معاملات اہل دنیا با اہل الصدر است نیاید و اطوار ارباب شعور ہم نسبت مجنوں نشاید۔

حل قرب خدا جنوں لاتا ہے اور قرب دنیا ہوش۔ یعنی جو شخص ذات الٰہی میں بالکل محو ہو جاتا ہے اسکو دنیا کی کچھ خبر نہیں رہتی اور دنیا داروں کو ہوش و (عقل معاش وغیرہ) ہوتی ہے عالم قرب الٰہی میں جو کچھ کہ ذات الٰہی کے سوا ہے فراموش ہو جاتا ہے پس اہل دنیا کے معاملات اہل الصدر کے ساتھ ٹھیک نہیں بیٹھتے اور ارباب شعور کے اطوار کا ہم نسبت مجنوں ہونا کسی طرح لائق نہیں کیونکہ صحبت ناجنس اجتماع نقیضین ہے۔

منزل بہ خرابات ہوس بیہا غلیست — جز بہر ہمت در حضورش دا نیست

اے بخواجہ مکن ارزنگی دولت فقر — سقف و دیوار زرنگار اینجا نیست

حل تنزیہ جس شے سے عبارت ہے وہ ہوس بیجا کے لئے کوئی خرابات نہیں
یعنی اہل ہوس کے لائق نہیں اسکا دروازہ ہمت کے سوا کسی پر نہیں کھلتا
بخواجہ دولت فقر کی آرزو نکر یہاں نہ تو زرنگار سقف ہے نہ زرنگار دیوار۔

رہ مقصدیکہ بہمت و پس بخیال میبری   تو بہیچ شعبہ نمیبری چہ نشستہ میکنی عبث

حل تیری مقصد کی جو راہ گم ہے محض خیال کے ذریعہ سے اسکا طے کرنا عبث ہے تو کسی
شاخ تک نہیں پہونچ سکتا۔ پس تیرا یہ سمجھنا کہ میں بیٹھے بیٹھے منزل مقصود پر پہونچ جاونگا
فضول ہے۔

ز فسانہ سازئی این و آن کہ رسد بمعنی بی نشان   ز شکستہ بال و پریان ہوا و نہ پرد عبث

حل این و آن کی فسانہ سازی سے معنے بے نشان تک کون پہنچ سکتا ہے ایسے بیان
سے جسکے بازو اور پر ٹوٹے ہوئے ہیں تو اسکی ہوا میں نہیں اڑ سکتا۔

چمن صفا و کدورتی می جام معنی و صورتی   ہمہ در خیال خود کہ توئی ہمین قدر ہی عبث

حل تو صفائی اور کدورت دونوں کا چمن اور جام معنی و صورت کی شراب ہے
بیشک تو سب کچھ ہے مگر اپنے خیال میں تو تو ہے تیرا اسقدر ہونا بھی عبث ہے
یعنی منی اور توئی کو دل سے نکال ڈال پھر تجکو ہمہ اوست کا مرتبہ حاصل ہو جائیگا

ز زبان شمع خیال کن سخنی است غیرت انجمن   کہ دریں ستمکدہ خار پا نکشیدہ گل چہ بری عبث

حل تو خیال کر کہ زبان شمع سے کیسا غیرت دلانیوالا سخن نکلتا ہے کہ اس ستمکدہ (دنیا)
میں جبکہ تیرے پاؤں سے کانٹا تک نہیں نکل سکتا تو تیرا یہ دعوی فضول ہے کہ میں
گل تر ہوں۔ پھول کے ساتھ کانٹا ہوتا ہے اور گل شمع کی پاؤں کا کانٹا خود بنتی ہے

ہوس جہان تعلقی ہمہ وبرگ حرص تملقی   چو یقین رسد در امتحان بعمر و سیری عبث

حل تو جہان تعلق کی ہوس اور حرص و چاپلوسی کا سامان ہے جب یقین امتحان کا
دروازہ کھٹکھٹائیگا یعنی تجکو ٹٹولیگا کہ خدائے تعالی پر کسقدر تجھے یقین ہے تو اسوقت
معلوم ہو جائیگا کہ زندگی کا بسر کرنا عبث تھا یعنی حرص و ہوا میں فضول عمر کھو دیا۔

نگہت بجہد و جو فرا رسد بحقیقت ہمہ آرسد   دل شیشہ گر بصفا رسد نہ تپید تو بہ پری عبث

حل تیری نگاہ اگر خود تجھ میں بموجب وفی انفسکم افلا تبصرون الآیہ غور سے دیکھے
گی تو تمام حقیقت تک پہنچ جائے گی شیشہ کا دل اگر کامل صفائی حاصل کریگا تو پری کی

خیال میں نہ تڑپے گا یعنی اسکو مری کی کچھ پروا نہ رہیگی (پری کو شیشہ میں قید کر لیتے ہیں)

بہوا مکش چو سحر علم بجہان فسون نوس عدم ٭ عدمی عدام عدمی عدم ز عدم چہ پردہ دری

حل تو ہوا میں صبح کی طرح جو تھوڑی دیر میں فنا ہو جاتی ہے نیزہ نہ نکال اور جہاں میں
ہوس کا فسوں دم نہ کر تو محض عدم ہی عدام عدم ہی عدم ہے پس عدم کی پردہ دری عبث ہے

نہ حقیقت تو یقین نشان نہ مجاز آئینہ گمان ٭ چہ تشخصی چہ تعینی کہ خودی غلط دگری عبث

حل نہ تیری حقیقت یقین کا نشان ہے نہ تیرا مجاز شک کا آئینہ ہے (حقیقت کے لئے یقین کا اور مجاز کے لئے شک کا ہونا ضروری ہے) تیرا کیا تشخص اور کیا تعین ہے تیرا خود ہونا بھی غلط اور تیرا اگر (غیر) ہونا بھی غلط ہے یعنی تیری ہستی بالکل بے ثبات ہے۔

چو ہوا ز کسوت شبنمی نہ شکستۂ نہ فراہمی ٭ چہ قدر ستمکش مبہمی کہ چنین تہ و تری عبث

حل شبنم کے لباس سے ہے یعنی جسطرح شبنم کا لباس صرف ہوا ہے جسکو ثبات نہیں اسی طرح تیری ہستی کا لباس فانی ہے نہ شکستہ (متفرق) ہے نہ فراہم (مجتمع) ہے تو کتنا مبہم ستمکش ہے (یعنی تیری شکستگی بھی بجا نہیں) جب تو ایسا نہیں (متفرق و مجتمع ہونے کی بھی تجھ میں صلاحیت نہیں) تو تیرا بظاہر تر نظر آنا بالکل عبث ہے کیونکہ کسوت شبنم کا درحقیقت کوئی وجود نہیں ہے اسکے لئے تری مفید ہے عبث

خجلم ز ننگ حقیقتی کہ چو حرف بیدل بیزبان ٭ بنظر نہ و بگوشہا ز فسانہ دربدری

حل میں ایسی حقیقت کی ننگ سے شرمندہ ہوں کہ بیزبان بیدل کے حرف کی طرح تو نظر میں نہیں اور کانوں میں فسانہ کے ذریعہ سے دربدر پھرتا ہے۔

اگر دماغم درین شبستان خمار شرم عدم نگیرد ٭ ز چشمک ذرہ جام گیرم بآن شکوہی کہ جم نگیرد

حل اگر میرا دماغ اس شبستان (دنیا) میں شرم عدم کا خمار حاصل نکرے یعنی دماغ کو اس بات کی شرم نہو کہ دنیا محض فانی ہے تو میں ذرہ کی چشمک سے اس شکوہ کے ساتھ جام حاصل کروں کہ جمشید بھی حاصل نہ کر سکے مطلب یہہ ہے کہ دنیا فنا محض ہے ورنہ اسمیں ادنیٰ شے میں بوالہوسوں کے لئے سب کچھہ موجود ہے۔

دران دبستان کہ سعی گردون بحک پیدا خط کہکشانش ٭ کسی ز قدرت چہ انگارد کہ دست حیرت قلم نگیرد

حل اس مکتب میں کہ آسمان اس سعی میں مصروف رہتا ہے کہ خط کہکشاں کو مٹا دے کہ وہ روز قدرت الہی کا متحمل نہیں وہاں قدرت الہی کے باب میں کوئی کیا لکھے

لکھ سکتا ہے جب تک کہ اپنے ہاتھ کا قلم یعنی قطع ہوجانا قبول نہ کرے یعنی اسکی قدرت غیر محدود ہے

دریں قلمرو کفِ غبارم بہیچ پایش ہمسری ندارم — کمال میزانِ اعتبارم بس است اگر ذرہ کم نگیرد

حل میں اس قلمرو (دنیا) میں ایک مشتِ غبار ہوں کسیکے ساتھ ہمسری نہیں رکھتا۔ میرے میزان اعتبار کا کمال یہی کافی ہے کہ ذرہ بھر بھی میری ناچیز ہستی کو کم نہ تولے یعنی میں ذرہ کی طرح ناچیز ہوں

ز عرصۂ اعتبار گوئے سر سلامت نتوان ربودن — گر آمد و رفت ایں نفسہا بیاد تیغ تو دم نگیرد

حل دنیا کے میدان سے سر کی گیند کا سالم لیجانا ممکن ہے اگر سانس آمد و رفت تیری تیغ کا دم نہ بھرے مگر یہ محال ہے کیونکہ عاشق تو اپنا قتل ہوجانا ہی چاہتا ہے یہاں سر کا سالم لیجانا محال ہے۔

نصیبے از عافیت ندارد حباب بحر غرور ذاتت — حذر کہ باد دماغ آخر بہیچ نفخ شکم نگیرد

حل دریائے غرور کا بلبلہ بنجانا عافیت کا حصہ نہیں رکھتا خوف کر کہ تیرے دماغ کی ہوا نفخ شکم کی تکلیف میں تجھے نہ لے۔ یعنی ایسا نہو کہ باد غرور سے تیرا دماغ پھولتے پھولتے پیٹ بھی پھول جائے اور حباب کی طرح فنا ہو جائے۔

نرفتہ از خود ندارد رہ در مکان معنی رمیدگان را — کہ خاک ناگشتہ کس دریں رہ سراغ نقش قدم نگیرد

حل جو شخص از خود رفتہ نہیں ہوا وہ رفتگان (واصلان حق) کے معنی تک نہیں پہنچ سکتا کوئی شخص جب تک خاک نہیں ہوتا وہ راہ دوست میں نقش قدم کا غبار نہیں اٹھا سکتا یعنی اوسکو پتہ نہیں ملسکتا کہ دوست کس راہ سے گیا ہے اور دوست تک پہونچانیکا سراغ کیا ہے کیونکہ نقش قدم خاک ہی پر جمتا ہے۔

خیال نامحرم گریباں دواند ما را بصد بیاباں — چہ سازد آوارۂ در دل کہ راہ دیر و حرم نگیرد

حل خیال جو گریباں کا نامحرم تھا اوسنے ہمکو سو جنگلوں میں دوڑایا یعنی اگر وہ گریباں کا محرم ہوتا تو گریباں ہی میں سر ڈالکر جلوۂ حسن یکتا دل ہی میں دیکھ سکتا تھا جو شخص در دل سے آوارہ ہے وہ اگر دیر و حرم کی راہ نہ لے تو کیا کرے کیونکہ خدا تو صرف در دل کے کھٹکھٹانے ہی سے ملتا ہے۔

گر بنازم بزور ہمت نیم خجالت کش غرامت — کشیدہ ام بار ہر دو عالم بہ پشت پائے کہ خم نگیرد

حل اگر میں اپنے زور ہمت پر ناز کروں تو تاوان دینے کا خجالت کش نہونگا کیونکہ دونو عالم کا

بار اپنی پشت پر اٹھایا ہے کہ وہ اس بوجھ سے جھک نہیں سکتی۔ یعنی میں بجز معرفت الٰہی کے دونوں عالم پر پشت مار چکا ہوں

نفس بخمیازہ میگدازی بناز نقش و نگین نیازی	کہ نام اقبال بے نیازی لبے کہ تا بہم نگیرد

حل تو اپنے سانس کو خمیازہ (حرص) میں گلا رہا ہے نقش و نگین کی آرایش (دنیوی ساز و سامان) پر ناز نہ کر کیونکہ جب تک لب ایک دوسرے سے نہیں ملتا (سکوت در رضائے الٰہی کا مرتبہ حاصل نہیں ہوتا) اقبال بے نیازی کا نام نہیں لے سکتا۔ یعنی اقبال بے نیازی ایک دولت ہے جو حریص دنیا کو حاصل نہیں ہوتی نقش اور نگین کیسا ہی عمدہ ہو لیکن جب تک دونوں متصل نہوں گے نام ثبت نہو سکے گا اور خمیازہ علیحدگی اور تمدد کو چاہتا ہے پس اتصال کہاں۔

باین درشتی کہ طبع غافل خطاست تاثیر انفعالش	چو سنگ در کارگاہ مینا گر آب گردد کہ نم نگیرد

حل اس سختی کے ساتھ کہ انسانی طبیعت خدا سے غافل ہے یہ خیال کرنا کہ وہ تاثیر سے منفعل ہوگی خطا ہے کیونکہ شیشہ گر کے کارخانہ میں شیشہ پانی ہو جاتا ہے مگر نم قبول نہیں کرتا یعنی غفلت سے جو طبیعت سخت ہو گئی ہے وہ اثر پذیر نہیں ہو سکتی۔

گزیدہ اقبال ہمت ما فروتنی عرصۂ نیازی	کہ منت سربلندی آنجا کسے بدوش الم نگیرد

ترکیب فروتنی عرصۂ نیاز کی صفت ہے یعنی وہ نیاز جسکا عرصہ فروتنی ہے۔

حل ہمارے اقبال ہمت نے بے پروائی کا وہ میدان فروتنی اختیار کیا ہے کہ وہاں سربلندی دنیا کا احسان کوئی دوش الم (الم عشق الٰہی) پر نہیں اٹھاتا یعنی ہم خدا کی محبت میں دنیوی عز و منزلت سے بے نیاز ہیں۔

دلست منظور بی نیازی ز غفلت آزردہ اش نسازی	کہ یک از جلوہ شرم دارد شکست آئینہ کم نگیرد

حل تیرا دل بے نیازی کا منظور نظر ہے اسکو غفلت از حب الٰہی سے رنجیدہ نکرنا کیونکہ جو شخص کہ جلوہ سے شرم کرتا ہے وہ آئینہ کے ٹوٹ جانے کو کچھ کم قبول نہ کرے گا یعنی ایسا نہو کہ تو غافل ہو کر آئینہ کو بھی توڑ ڈالے اس کی بھی پروا نہ کرے جس میں جلوہ معرفت نظر آتا ہے۔

ندارد این مکتب تعین کہ ورق انشا گرے چو بیدل	بصفحہ گر نام او نویسم بجز غبار از قلم نگیرد

حل مکتب تعین (دنیا) میں جو محض تعین اور فرضی ہے یعنی وجود واقعی نہیں رکھتی

کدورت کا انشا کریعنی دنیا سے کدورت رکھنے والا بیدل کی مانند کوئی نہیں اگر میں بیدل
تمام لکھوں گا تو قلم سے بجز غبار کے صفحہ کچھہ حاصل نہ کریگا یعنی صفحہ پر غبار کے سوا کچھہ
ثبت نہوگا۔

حکمت — در اعتبارستان نتایج عنصری حقیقت خود را یک شخص تصور کردن است
باید نمود کہ مرتبۂ جماد طبیعت اوست بحکم ثبوت جوہر خفا و مرتبۂ ثبات ہیولائے آن بحسب
ہوائے نشو و نما و مرتبۂ حیوان عرض پیکر با ظہار قدرت حس و حرکات و مرتبۂ انسان
مشخص تصور فطرت جامع آیات۔

حل — نتایج عنصری کے اعتبارستان (دنیا) میں اپنے کو ایک شخص (انسان مشخص)
خیال کرنا ہے ظاہر کرنا چاہیئے کہ انسانی طبیعت جماد (پتھر) کا مرتبہ رکھتی ہے۔ کیونکہ یہ
بات ثابت ہے کہ نفس میں ایک جوہر مخفی ہے جو تعلیم اور تربیت اور تزکیہ نفس سے
جلا پاتا اور عیاں ہوتا ہے اور انسانی ہیولا کے ثبات کا مرتبہ نشو و نما کی جانب مائل
ہوتا ہے اور حیوان (جاندار) کا مرتبہ حس و حرکات سے اظہار قدرت کے لئے ایک پیکر
(صورت) کا پیش کرنا ہے اور انسان مشخص کا مرتبہ فطرت الٰہی کی تصویر ہے جو آیات
(آثار الٰہی) کی جامع ہیں یعنی انسان کے تین مرتبہ ہیں۔ اول جمادی۔ دوم حیوانی
سوم آیات الٰہی کی جامع آثار تصویر بنجانا۔ اسیوجہ سے انسان اصطلاح صوفیہ عالم صغیر
ہے آئینہ جدا گانہ میں ان تینوں مراتب کا انکشاف ہے

گر ہست جماد آئینہ ات در زنگ ہست — ورنہ نامیہ شوق تو بعرض رنگ است
حیوان آثار ناشناسائی ست — اے رمز عیان اینچہ بلا نیرنگ ہست

حل — اگر تو جماد ہے تو تیرا آئینہ زنگ میں ہے اور اگر نمو کا مرتبہ ہے تو تیرا شوق صرف
اپنی رنگت کا پیش کرنے والا ہے اور اگر حیوان ہے تو یہہ تیری ناشناسائی کے آثار ہیں
یعنی تو اپنے نفس کو نہیں پہچانتا تاکہ خدا کو پہچانے اے رمز عیاں (جو ہمیشہ مخفی ہے) کچھ تو
ظاہر کر کہ یہہ کس بلا کا (کیسا) نیرنگ ہے۔

حکمت — در افراد نوع انسانی بر طبائع کہ حکم اشیا کونی غالب است ناگزیر است
از سامان تدبیر و تلاش و ہر امر چہ کہ تاثیر اسماء الٰہی تسلط دارد بے اختیار رو بقدر تحصیل

معاش زیرا کہ مستلزم تعلق تشبیہ تردد آرائی است وخاص نسبت تنزیہ وآرامگی وبے پروائی۔

حل نوع انسانی کے افراد میں جن طبائع پر اشیا کی (تعلقات) کا حکم غالب ہے اُن کو سامان تدبیر (تمدن) اور تلاش سے چارہ نہیں اور جن مزاجوں پر اسماء الٰہی کی تاثیر (رازق) اور مسبب وغیرہ غالب ہے وہ تحصیل معاش کے عذر میں بے اختیار ہیں کیونکہ یہہ دونوں امر تشبیہ تردد آرائی کے تعلق کو مستلزم ہیں اور تنزیہ آرامگی وبے پروائی سے نسبت خاص رکھتی ہیں وہ سب کو رزق دیتا ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ جملہ امور سے منزہ ہے رزق ومعاش دینے سے اُسے کچھہ تعلق نہیں۔

عالم مشغول حاصل علم وہنر | منعم سرگرم دستگاہ کروفر
بیکاری وضع بیدلاں افتادہ است | یک پردہ زساز این وآن نازکتر

حل عالم اپنے علم وہنر کی علت غائی اور مفاد میں مشغول ہے اور منعم جاہ ومرتبہ کی دستگاہ میں سرگرم ہے بیکاری بیدلوں کی وضع واقع ہوئی ہے یہ ایک پردہ ساز این وآں کے پردے سے نازک تر ہے یعنی تعلقات دنیوی کو بالکل ترک کر دینا سب سے زیادہ نازک مقام ہے۔

من آن غبارم کہ حکم نقشم بہیچ عنوان نگیرد | اگر سراپا سحر برآیم شکست رنگم اثر نگیرد

حل میں وہ غبار ہوں کہ کسی طرح میرے نقش کا حکم اثر نہیں کرتا یعنی نہیں جمتا کیونکہ غبار کی شان پریشان رہنا ہے اگر میں سرتاپا سحر بنکر نکلوں جب بھی میرا شکستہ رنگ اثر پذیر نہوگا یعنی شکستہ ہی رہیگا حالانکہ سحر کا رنگ شگفتہ ہوتا ہے۔

نشد ز ساز تم بہیچ عنوان جنون خروشی دگر پریشان | جز اینکہ یارب درین نیستان پر نوا ہم شکر نگیرد

حل میرے ساز یعنی دل کو جنون خروشی (جنون میں ہائے وہو کرنا) اسکے سوا کبھی پراگندہ ظہور پذیر نہوئی کہ یارب اس نیستان (دنیا) میں میرے نالہ کا پھل شکر حاصل نہیں کرتا اور یہ قاعدہ ہے کہ نیستاں کی نے سے شکر نہیں ملتی مطلب یہہ ہے کہ میرے نالے میں اثر نہیں۔

بپائیں گرانی کہ دارد امروز رخت چندیں خیال دوشم + چو گشتیم پاکر فتنی کو اگر تمیلم بسر نگیرد

ترکیب مصرعہ اولیٰ میں دوش دارد کا فاعل ہے اور تخت چندیں خیال مفعول۔
حل اس گرانی کے ساتھ کہ میرا دوش اتنے خیالات کا بوجھ رکھتا ہے کشتی کیطرح
مجھے چلنے کی طاقت کہاں ہے جبتک مجھے دریا اپنے سر پر نہ اوٹھائے یعنی میں
تعلقات میں گرانبار ہوں خدا ہی میرا بوجھ ہلکا کر سکتا ہے۔

براہ یاس ہمہ است سعی گامم کہ گر بلغزد بسر خرامم + کسے چو آغوش بی نشانم چو اشکم از خاک بر نگیرد

حل میرا دوڑنا ایک یاس کی راہ میں ہے اگر قدم کو لغزش ہو تو بھی سر ابلتا ہی کوئی
شخص بجز آغوش بے نشان کے آنسو کیطرح مجھے خاک سے نہیں اٹھا سکتا
یعنی خاک سے اٹھا کر مجھے اپنی آغوش میں لینے والا بے نشان (معدوم) ہے

دل از فسون امل طرازی بجد گرفتست ہرزہ تازی + مباد شرم نفس گدازی عنان این بیجگر نگیرد

حل میرا دل طرح طرح کی امیدوں کے آراستہ کرنے کے افسوں سے بہک گیا ہے
ایسا نہو جیو کہ نفس گدازی کی شرم بھی اس بیجگر کی باگ نہ پکڑے۔ یعنی کیا یہ شرم
بھی کہ امل طرازی کے افسوں نے سانس تک کو گلا دیا ہے اس بیجگر کو نہ روکے گی

چو موج عمریست با سر و پا تلاش شوقم ادب تقاضا + چہ ممکن است آنکہ رشتۂ ما چو عقدہ گرد گہر نگیرد

حل میں مدت سے موج کی طرح بے سر و پا تلاش شوق بنا ہوا ہوں جو ادب کی مقتضی
ہے کیا یہ ممکن ہے کہ ہمارا رشتہ جو لڑی کو پکڑتا ہے گوہر کو نہ پکڑے ضرور پکڑیگا مطلب یہ
کہ ہم واب ادب کو تلاش شوق میں ترک نہ کردیں۔ موج میں جابجا گرہیں ہوتی ہیں اور
موج ہی میں موتی ہوتے ہیں۔

نگاہ غفلت کمین ما را کنار مژگاں نشد میسر + تپید بخون خفتہ خوابناکی کہ سایہ اش زیر پر نگیرد

حل ہماری نگاہ کو جو غفلت کمین ہے یعنی غفلت اسکی گھات میں لگی ہوئی ہے
مژگاں کی بغل کبھی میسر نہوئی یعنی مژگاں نے کبھی اسکو اپنی بغل میں نہ لیا غفلت
سے مراد تغافل ہے مطلب یہ ہے کہ ہمسے سب تغافل کرتے ہیں مژگاں جو نگاہ
کے قریں اور محافظ ہے وہ بھی نگاہ سے تغافل ہے بس ایسا خوابناک ضرور خون
میں تڑپیگا دیکھیں رہیگا اگر اسکو سایہ اپنے پروں میں نہ لیگا۔
شعر میں (خوابناکی) تو صحیح ہے مگر (خفتہ) غلط ہے کیونکہ سویا ہوا بیچین نہیں رہتا۔
دوسرا مصرعہ یوں ہے (اصل) بخاک غلطد آن خوابناک در خون کہ سایہ اش زیر پر نگیرد یعنی

جو شخص نیند میں بھرا ہوا ہے جب تک اُسپر سایہ نہو گا بیچین رہیگا۔ بہت نازک شعر ہے ناظرین غور سے سمجھیں شعر کی روح ہے (غفلت کیس) ہے مطلب صرف اسقدر ہے کہ مجھے نیند نہیں آتی نگاہ کھلی رہتی ہے کیونکہ نیند تو اسوقت آوے کہ پلکیں نگاہ کو ڈھانپ لیں۔

اگر معمار دہر باشد بنائے انصاف را ثباتی گِلے کہ تعمیر رنگ دارد چرا ش از آب زر نگیرد

حل زمانہ کے معمار (خود زمانہ) سے اگر انصاف کی بنیاد کو ثبات ہو یعنی زمانہ منصف ہو تو جو مٹی کہ تعمیر کا رنگ رکھتی ہے کیوں اُسپر سونے کا پانی نہ پھیرے۔ یعنی زمانہ اگر منصف ہو تو اہل جوہر و کمال کی قدر کرے حالانکہ اہل کمال کو کوئی نہیں پوچھتا۔

دلی کہ پرورد آب نازش با آتش عشق کے گدازش چو شیشہ ہر سنگ چیز دساز کش کیش خر شیشہ گر نگیرد

حل جس دل کو آب ناز (نازو نعمت دنیا) نے پالا ہے وہ آتش عشق میں گل نہیں سکتا یعنی عشق اسکو قبول نہیں کرسکتا جب شیشہ کا سامان (آلات وغیرہ) پتھر سے ٹوٹ جائے گا تو شیشہ گر کے سوا کوئی اسکا خواستگار نہو گا اسی طرح دنیا داروں کو دنیا ہی قبول کرے گی نہ عشق الٰہی نازش کی ضمیر شین دل کی طرف راجع ہے نہ کہ معشوق کی طرف ناظرین دہوکا نہ کھائیں۔

گذشت مجنوں بوضع عریاں چو نالہ آزاد زیں بیاباں تو ہم باین ننگ دامن افشاں کہ چین دامن کمر نگیرد

حل مجنوں عریاں ہی رہکر (نالہ کی طرح اس بیاباں (دنیا) سے گزر گیا تو بھی دنیا پر اس طرح دامن جھاڑ (ترک تعلق کر) کہ دامن کی چین کمر سے اولجھی نہ رہے۔

قبول سرمایۂ تعلق کمینگہ آفت است بیدل چو شمع خاموش ترک سر گیر تا ہوا است سر نگیرد

حل اے بیدل سرمایۂ تعلق دنیا کو قبول کرنا آفت کا کمینگاہ ہے یعنی آفتیں گھات میں بیٹھی ہیں شمع خاموش کی طرح سر کو ترک کر (گلگیر سے شمع کا سر کاٹا جاتا ہے) تاکہ ہوا تیرا سر نہ پکڑے کیا معنی کہ شمع روشن کو ہوا کا خوف ہے بجھی ہوئی شمع کو کیا خوف

ہمہ است زین چمن آرزو کہ بکام دل ثمری رسد من و پر فشانی حسرتے کہ ز نامہ گل بسری رسد

حل سب کو اس چمن (وصال معشوق) سے آرزو ہے کہ کام دل میں پھل پہنچے (وصل معشوق ہو) ایک میں ہوں مجھے یہی حسرت ہے کہ معشوق کے پاس سے کوئی خط پہنچے جسکو پھول کی طرح سر پر لگاؤں۔ کام دل میں ثمر کا پہونچنا تو کجا۔ یعنی میں تو جواب

خط سے بھی محروم ہوں

چہ قدر ز منت قاصداں گداز دہم دل ناتواں ۔ بہ بر تو نامہ بر خودم اگرم چو رنگ پرے رسد

حل قاصدوں کی منت سے میرا دل ناتواں کہاں تک گلے۔ اگر مجھو بھی رنگ کی طرح ایک پر ملے تو آپ اپنا نامہ بر ہوں یعنی جس طرح رنگ اوڑتا ہے میں بھی اوڑکر تیرے پاس پہنچ جاؤں اور قاصدوں کی منت نکرنی پڑے مگر یہ میسر نہیں۔

نگہے نکردہ ز خود سفر ز کمال خود چہ بری اثر ۔ برویم دریت آنقدر کہ بما ز ما خبرے رسد

حل تیری نگاہ اپنے سے سفر نہیں کرتی یعنی تو ہماری طرف نگاہ اوٹھا کر بھی نہیں دیکھتا پھر تجھ اپنے کمال رسائی کا کیا اثر ہوگا ہمارا کمال رسائی دیکھ کہ ہم تیرے پیچھے اسقدر خود وارفتہ جائیں گے کہ ہمکو ہمسے خبر پہونچے۔ یعنی جب تک ہم آپے میں نہ آجائیں گے تیرا پیچھا نچھوڑیں گے۔

بکدام آئینہ جوہرے کشم التفات از آں پری ۔ مگر التماس گداز من بقبول شیشہ گرے رسد

حل (آئینہ جوہرے) یعنی جوہر آئینہ ایسا جوہر آئینہ کہاں سے لاوں کہ اس پری کے التفات کو اپنی جانب کھینچوں بجز اسکے کہ کسی شیشہ گر سے التماس کروں کہ میرے گداز دل کو قبول کرے یعنی اس سے آئینہ بنائے اور وہ پری اس آئینہ کی جانب ملتفت ہو

بتلاش معنی نازکم کہ درین قلمرو امتحان ۔ نرسم اگر من ناتواں سخنم بموکمرے رسد

حل میں معنی نازک کی تلاش میں ہوں تاکہ اس قلمرو امتحان (دنیا) میں اگر مو کمر (یعنی معشوق تک میری رسائی نہو تو میرا سخن نازک ہی وہاں تک پہونچے۔

ز معاملات جہانگرہ تو برآ کزیں ہمہ دام و دد ۔ سگ عف عف سگے بسگے خورد لگد خرے بخرے رسد

حل جہان کے جھگڑوں سے نکل کیونکہ ان تمام چوپایوں اور درندوں سے کتے کی عف عف کتے تک اور گدھے کی لات گدھے تک پہونچتی ہے یعنی دنیا گدھوں اور کتوں (حریص باہم جنگ وجدل کرنیوالے انسانوں) کا میدان ہے۔

بچنیں جنوں کدہ ستم ز تظلم تو کراست غم ۔ بہزار خوں تپد از الم چو رگے بہ نشترے رسد

حل ایسے جنوں کدہ ستم (عشق) میں تیری فریاد کا کسکو غم ہے رگ جب نشتر تک پہنچتی ہے تو پہلے ہزار خون تمنا میں تڑپ لیتی ہے۔ یعنی رگ چاہتی ہے کہ نشتر لگے لیکن نہیں لگتا۔ مراد یہ ہے کہ عاشق ظلم کا خواستگار ہے مگر ظلم کرنے میں بھی

معشوق کو دریغ ہے

شعر ہمہ جاست شوق طرب کمین زدن غنچہ گل آفرین + تو اگر ز خود روی غنچہ تو اثر تو خوبتر رسد

حل شوق سب جگہ خوشی کی گھات میں ہے۔ اگر غنچہ رخصت ہو جاتا ہے تو شوق پھول کا پیدا کرنے والا ہے اگر تو اسی طرح اپنے سے جاتا رہے یعنی خودی کو چھوڑ دے تو تجھے تجھ سے بہتر ملجائے۔

شعر ہزار کوچہ دویدہ ام بہ تسلی نرسیدہ ام ز قد خمیدہ شنیدہ ام کہ چو حلقہ شد بدر رسد

حل میں ہزار کوچہ میں دوڑا ہوں مگر تسلی (قوت مطمئنہ) حاصل نہیں ہوئی خم شدہ قامت کی نسبت میں نے سنا ہے کہ جب حلقہ ہو جاتا ہے (جھک جاتا ہے) تو کسی در تک ضرور پہنچ جاتا ہے۔ یعنی عالم جہانی میں خدا نہیں ملتا بےخودی میں ملتا ہے

شعر طبیعت عاشقان ز فسردگی ندہد عناں + تپ موج ما نبری گمان بسکتہ گہر رسد

حل عاشقوں کی طبیعت کا طمطراق افسردگی سے قابو میں نہیں آتا ہرگز گمان نکرو ہماری موج کی تپ سکتے (سکوت یا حیرت) میں گوہر کی مانند ہو جائے گی (موج میں حرکت اور روانگی اور گوہر میں سکوت ہوتا ہے)

شعر ز کمال نظم جنون اثر بگداخت بیدل بیخبر چہ قیامت است ابران ہنر کہ بہیچ مدی ہنر رسد

حل نظم کے کمال سے جو جنون اثر ہے بیدل بیخبر گل گیا۔ ہنر پر کیا مصیبت ہے کہ تجھ جیسے بے ہنر نالایق کے پاس پہونچے۔

نکتہ نبوت امریست معین مکشوف مراتب جمال و ولایت حقیقتے است مبہم مستتر پردۂ جلال فہم بہر چہ معین باشد ز حمت تاویل نہ پسندد و درک آنچہ مبہم است بے تامل صورت نہ بندد۔

حل ۔ نبوت ایک ٹھیرایا ہوا امر ہے جس میں جمال الہی کے مرتبے کھلے ہوئے ہیں اور ولایت ایک حقیقت مبہم ہے جو پردۂ جلال الہی میں چھپی ہوئی ہے (یعنی نبی اور اوسکی نبوت کا یقین انسانوں کو جلد ہو جاتا ہے جیسا کہ مشاہدہ میں گذر رہا ہے کہ کروڑوں آدمی انبیا پر ایمان لاکر اُن کی امت بن گئے ہیں برخلاف ولایت کہ کہ وہ پردۂ جلال الہی میں چھپی ہوئی ہے اور لوگ مشکل سے اولیاء اللہ کی ولایت کو مانتے ہیں) فہم انسانی جس بات پر ٹھہر جائے گی اُسمیں تاویل کی زحمت پسند نکریگی

کیونکہ اذعان و ایقان ہوجائے گا جیسی کہ نبوت - اور جو شے مبہم ہے اُس کا ادراک بغیر تامل کے صورت نہ باندھیگا جیسی کہ ولایت - وجہ یہہ ہے کہ انسانون کو نبوت کا علم بذریعہ وحی قطعی طور پر ہوجاتا ہے اور ولایت کے ماننے کو کوئی کافی دلیل (نص قطعی) نہین -
آنحضرت صلعم کی نبوت پر مسلمانون کے تمام گروہ متفق ہین مگر ولایت کے ماننے پر سب کا اتفاق نہین جیسی ولایت علی علیہ السلام - جن کی نسبت خوارج کا عقیدہ ناگفتہ بہ ہے س

بیدل ز رسم خفی جلی میخواہی اسرار نبی رمز ولی میخواہی
خلق آئینہ است و نور احمد پیدا حق فہم اگر فہم علی میخواہی

حل اے بیدل تو خفی اور جلی رسمون کا کہلجانا یعنے نبی کے اسرار اور ولی کی رمز سے آگاہ ہونا چاہتا ہے تو اس بات کو سمجہہ کہ مخلوق ایک آئینہ اور احمد صلعم اک نور ہین اور تو علی کا سمجہنا چاہتا ہے تو پہلے خدا کو سمجہہ کیونکہ آنحضرت صلعم نبی ہین اور آپ کی نبوت دنیا مین اسطرح روشن ہے جیسے آئینہ مین نور (عکس) اور علی کی ولایت آنکہون سے چھپی ہوئی ہے تو اس کو جب سمجہیگا کہ پہلے جلال الہی کو سمجھے مولوی روم صاحب نے بہی اپنے مندرجہ ذیل شعر مین یہی بات بیان کی ہے س

تو بتاریکی علی را دیدۂ زان سبب غیرے براو بگزیدۂ

مطلب یہ ہے کہ اصحاب ثلثہ کے کمالات جمالیہ چونکہ ظاہر تہے تیری سمجہہ مین آ گئے اور علی علیہ السلام کا مرتبہ چونکہ پردۂ جلال مین مخفی تہا اوس کے ادراک مین تجہپر تاریکی رہی -
شگفتہ فطرت آدمی در توہم آباد عالم خیر و شر آئینہ تصرفہ پرداختہ کہ تمثال جمعیت دوچار تخیلش توانند نمود در چارسوے معاملات نفع و ضرر دکان سود اسے نیار استہ کہ بسودے از نقد جنس عافیت چشم توانند کشود اعانت فضل حق بہ فیض حضور عرفان پرداز و تا ازین آئینہ تنک زنگار برداریم و امداد فنا بے مطلق بساط یقینے طرح نماید تا بروے این دکان درہاے اعتبار بر داریم -
حل آدمی کی فطرت (طبیعت) نے دنیا کے توہم آباد خیر و شر دھن کا کوئی

واقعی وجود نہین بلکہ محض توہم ہے کیونکہ خیر وشر صیغۂ افعل التفضیل ہین جو دوسرے کی نسبت باہمدگر سے پہچانے جاتے ہین) مین تفرقہ کا ایسا آئینہ آراستہ نہین کیا کہ دو چار تخیل کی صورت جمعیت دکہا سکے (کیونکہ جب تفرقہ ہے تو جمعیت کہان) اور چارہ سوسے معاملات نفع وضرر (دنیا) مین ایسے سودے کی دوکان آراستہ نہین کی کہ عافیت کی نقد وجنس کے فائدے پر آنکہہ کہول سکے - یعنے آسائیش کی امید رکہہ سکے - فضل الٰہی کی اعانت حاضری عرفان الٰہی کی صیقل مین مشغول ہو تو ہم اس آئینہ سے معلق طور پر زنگار اٹہالین اور رضائے مطلق کی امداد یقین کا ایک فرش بچہائے تاکہ اس دکان دوہی (دوکان سودا) پر اعتبار کے دروازے کہولین یعنی انسان کا اعتبار اسوقت ہوتا ہے جبکہ وہ فنا ہو جائے ورنہ بے اعتبار رہے ۔

فردوس باتفاق ارباب علوم — آنسوئے ثوابت و بروج است و نجوم
یعنے این سعد و نحس تا و نظر است — جنت ناممکن است و راحت معلوم

حل ارباب علوم اس بات پر متفق ہین کہ بہشت ستارون اور برجون سے اس جانب ہے یعنے جب تک ستارون کی نحوست اور سعادت پیش نظر ہے نہ جنت ملسکتی ہے نہ راحت -

افسردگیہا ساز امکان ترا شد ام اعفان نگیرد — حدیث طوفان او اگر عشقم خموشی از زبان نگیرد

حل ساز امکان کی افسردگیان میرے نالے کو نہین روک سکتین - مین عشق کی حکایت ہون جس مین آواز کا طوفان ہے پس خاموشی مجہہ سے زبان نہین چہین سکتی یعنی مین خاموش نہین رہ سکتا -

از دستگاہ جہان صورت نیم خجالت کش کدورت — چو آئینہ دست بی نیازان ہر چہ گیرد زبان نگیرد

حل مین جہان صورت (دنیا) کی دستگاہ سے کدورت کا خجالت کش نہونگا یعنی مجہہ سے کسی کو کدورت نہ ہوگی بے نیازون کا ہاتہہ کچہہ ہی حاصل کرے مگر زبان حاصل نکرے گا یعنے کسی سے سائل نہ ہوگا وہ آئینہ کی طرح صاف اور بے زبان ہے

سماجت است اینکہ عالمی را السبر فگندہ است خجالت — سبک نگیرد بچشم مردم کسیکہ خود را گران نگیرد

لغت سماجت بالفتح زشتی اور ترشی اور زشت ہونا حل یہ حرف ترشروئی کی کجخلقی ہی جو عالم کو سر پڑتا کیا

ناگوار ہے جو شخص اپنے کو گرانی پکڑیگا مغرور اور تنرش رو ہوگا وہ انسانوں کی آنکھوں میں ہرگز سبک و ذلیل نہ ہوگا

ز دست رفتنست اختیار م بپارسائی رسیدہ کار م بسازِ وحشت پریرآرم کہ دامنم آشیاں نگیرد

حل اب جو پارسائی تک میری نوبت پہنچی ہے یعنے تھک کر کنج عزلت میں بیٹھا ہوں تو مجھے یہ بات ناگوار ہے۔ میں سامان وحشت۔ وحشت الٰہی) سے ایسا پر نکالوں کہ آشیان میرا دامن نہ پکڑ سکے۔

بغیر وحشت بہیچ عنوان حضور راحت نمیرد ہم کف رسیدہ مطلب ہے انعم گیر اگر دولت زیں جہان نگیرد

حل راحت کا حاصل ہونا بغیر وحشت (ترک دنیا) کے ممکن نہیں۔ اگر تو اس جہان سے دلگرفتہ نہیں ہوتا (حالانکہ دنیا سے دلگرفتہ ہونا وحشت کے لیے ضروری) ہے تو صید مطلب کے سراغ کے پیچھے نہ پڑ یعنے دنیا سے مطلب نہ رکھ جو مانع وحشت عشق الٰہی ہے۔

ز خود بر آتا رسد کمندی بکنگر قصر بے نیازی بہ سر و پا نہا جبین دامن کسی رہ آسمان نگیرد

حل تو خود ہی سے باہر آ تاکہ قصر بے نیازی کے کنگرے پر تیری کمند پہنچ سکے ورنہ جبین دامن کی سیڑھیوں سے کوئی آسمان کی جانب نہیں جا سکتا۔ جبین دامن سے خود بینی اور زیبا و زینت دنیا مراد ہے۔

اگر بعزم کشاد کاری ز گوشہ گیران مباش غافل کہ تیر پرواز را نشاید وگر نبال از کمان نگیرد

حل اگر تو اپنی کشاد کاری (کامیابی) کا ارادہ رکھتا ہے تو گوشہ گیروں (اہل اللہ) کی خدمت سے غافل نہ ہو کیونکہ تیر پرواز کے لائق نہیں ہوتا جب تک کمان سے بازو (قوت) حاصل نہیں کرتا۔

کج است طور بنا ء عالم تو نیز سرکش بکج ادائی کہ شہرت وضع راستی ہا چو حلقہ بر سناں نگیرد

حل بنیاد عالم کا طور ٹیڑھا ہے اور تو بھی ایسی کج ادائی کیساتھ سرکش ہے کہ راست بازیوں کے وضع کی شہرت تیر سے تیر کی بھال پر حلقہ ہو کر نہیں لگ سکتی اور یہ قاعدہ ہے کہ بغیر بام کی بھال جب تک سیدھی نہ ہوگی کارگر نہ ہو سکے گی مطلب یہ ہے کہ جبتک کج ادائی کو نہیں چھوڑتا دنیا میں راستباز مشہور نہیں ہو سکتا۔

در آتش عشق ما نسوزی بظلم داغ وفا ندوی کہ از چراغ ہوس فروزی تنور افسردہ نان نگیرد

حل تو ہمارے عشق کی آگ میں جلنے کی تاب نہیں لا سکتا اور نہ ہمارے داغ وفا پر نظر ڈال سکتا ہے کیونکہ بجھا ہوا تنور محض ہوس فروزی کے چراغ سے گرم ہو کر اس قابل نہیں ہوتا کہ اس میں روٹی لگ سکے۔

فتادہ کہ از خاک بر دارد یا مبر نام استطاعت
کسے چہ گیرد ز ساز قدرت کہ دست افتادگان نگیرد

حل کسی گرے ہوئے (عاجز) کو خاک سے اٹھا اور نہ استطاعت کا نام نہ لے جو شخص درماندوں کا ہاتھ نہیں پکڑتا وہ ساز قدرت الہی سے کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔

اگر ز وارستگانِ شوق بفکر ہستی مپیچ بیدل
کہ ہمت آئینۂ تعلق بدست امن کشان نگیرد

حل اے بیدل اگر تو وارستگان شوق سے ہے یعنے شوق الہی میں ماسوا سے وارستہ ہے تو ہستی کے فکر سے مت لپٹ۔ کیونکہ ہمت تعلق کا آئینہ منکروں کے ہاتھ میں نہیں دیتی۔

بدام فرصت ازین چمن ہوس فضولی اثر کشد
شب چنان بعمر خضر زنم کہ نفس شراب سحر کشد

حل اس چمن (دنیا) میں اتنی فرصت کہاں کہ ہوس فضولی سے اثر کا اکتساب کرے اب میں حیات خضر پر چھاپا ماروں تاکہ صبح سانس شراب کھینچے مطلب یہ ہے کہ ہم کو تو زندگی اتنی فرصت نہیں دیتی کہ فضولی کی ہوس پوری کر سکیں چونکہ حضرت خضر کی عمر فضول برباد ہو رہی ہے لہذا ہم سپر شبخون مار کر سانس کی ہوس میکشی پوری کریں سانس کا میکشی کرنا شب کو گزار کر صبح کرنا ہے۔

نہ شد آنکہ از دل گرم کس بہ تسلی کشدم ہوس
بطپم در آئینہ چون نفس کہ زجوہرم تہ پر کشد

حل یہ بات کبھی میسر نہ ہوئی کہ کسیکے دل گرم سے میری ہوس مجھے تسلی کیجانب کھینچے لیکن کوئی مجھے تسلی دے اور میرا ہمدم بنے اب میں سانس کی طرح آئینے میں تڑپوں اور اسی کو ہمدم بناؤں تاکہ وہ مجھے اپنے جوہر کے پروں کے نیچے لے۔ کیونکہ پروں میں گرمی ہوتی ہے اور آئینہ کی تاثیر آتشی ہوتی ہے اور جب آئینے پر پھونک مارتے ہیں تو زنگ نمودار ہو کر اوڑ جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ میں ایسا بیکس ہوں کہ بجز آئینہ کے میرا کوئی ہمدم نہیں۔

نہ گرفت گردش آسمان سر راہ ہرزہ خرامیم
گرم تامل نقش پا مژہ پیش نظر کشد

حل جو فلک نے میری ہرزہ خرامیون (ہواوس) کی سر راہ کچھہ گرفت نکی اب شاید میرے نقش پا کا تامل اپنی مژہ میرے پیش نظر کرے یعنی اپنی مژہ چشم کے اشارہ سے مجھے شرمائے کہ اسے بدبخت کیا بکر کو دچار رہا ہے -

دل آرمیدہ بخون ملکش ز تلاش منصب عز تے
کہ فلک رشتہ گوہرت بکشد ز خلعت اگر کشد

حل کیون بیٹھے بٹھائے منصب عزت کی تلاش مین دل کو خون مین گھسیٹتا ہے کیونکہ آسمان اگر خلعت بچھینے گا تو تجھے رشتہ گوہر مین نہ کھینچے گا یعنے خلعت نہ پہنائے گا جو موتیون مین غرق ہو -

زلب فصیح و فا بیان بحدیث کین مدہی زبان
ستم است حنظل اگر کشی بترازوی کہ شکر کشد

حل جو لب فصیح اور وفا بیان ہے اس سے زبان جہین کر کینے کی باتون کو نہ دے بڑے ظلم کی بات ہے کہ تو جس ترازو مین شکر تولتا ہے اسی ترازو مین حنظل (جیسا بہند ہوا) تولے وہ تلخ ہے یہ شیرین -

نہ پسندی ای فلک آنقدر خلل طبیعت وحشیم
کہ چو موج آبلہ پای غم ستم انفعال گہر کشد

حل اے آسمان تو میری وحشی طبیعت کا خلل اس قدر پسند نکر کہ میرے پائے غم کا آبلہ جو موجون کی مانند بڑھا ہوا ہے گوہر کا ستم انفعال کھینچے یعنے گوہر سا شرمندہ ہو - مطلب یہہ ہے مین نہین چاہتا کہ میرا آبلہ ایسا کم قدر ہو جائے جیسا گوہر -

زکمال طینت منفعل بچہ رنگ عرض اثر دہم
مگر از حیا عرقے کنم کہ مرا ز پردہ بدر کشد

حل مین اپنی شرمندہ طینت (سرشت) سے کس رنگ کا اثر پیش کرون بجز اس کے چارہ نہین کہ اپنی ناکسی کے باعث حیا سے عرق عرق ہو کر اس قابل ہو جاؤن کہ یہہ نکون تاکہ خود حیا مجھے پردہ سے باہر نکالدے - انفعال کیوجہ ناکدر نہین صرف پیرایہ سے ناکسی سمجھہ لو -

بحدیقہ کہ شہید او کشد انتظار مراد دل
چو سحر نفس دمد از کفن کہ شگوفہ بثمر کشد

حل جس باغ مین معشوق کا شہید دل کی مراد حاصل ہونے کا انتظار کھینچے تو جس طرح صبح کے وقت ہوا سے شگوفے کھلتے ہین اسی طرح کفن سے سانس آگیگی تاکہ شگوفہ امید کھلے اور اس کو پھل لگین اور یہ قاعدہ ہے کہ صبح کے وقت ہوا چلتی ہے اور شگوفے کھلتے ہین سانس ہوا ہے اور کفن باعتبار سفیدی کے صبح ہے مطلب یہ ہے کہ بعد مرگ بھی حصول مراد

دل (وصل) کا انتظار ہے۔

سجود درگہش آبے عرق نوزیبے نمی منما تری   کمبادا سعی جبینم بفشارد دامن ترک شد

حل اس کی درگاہ پر سجدہ کرنے میں اسے عرق تری کے ظاہر کرنے کی کوشش نکر کیونکہ تو خود
بے غم ہے ایسا نہ ہو کہ میری جبین سعی کو جو عرق ندامت ظاہر کرنا چاہتی ہے دامن ترکے
نچوڑ لینے کی نوبت پہنچے کیونکہ اب ہم صرف دامن تر ہی ہے اور اس کا نچوڑنا سوء
ادب ہے کیونکہ گناہ جو دامن تر کی نچوڑن ناپاک ہے اس سے معشوق کی چوکھٹ
آلودہ ہوجائے گی

نظرے چو دانہ در انجمن بخیال ریشہ شکستہ ام   ہنشینم آن ہمہ در رہت کہ قدم ز آبلہ سر کشد

حل جس طرح دانہ ریشہ کے خیال میں اپنی نظر کو توڑتا ہے (جب دانہ ٹوٹتا ہے تو ریشہ نکلتا
ہے) اسی طرح میں نے اپنی نگاہ کو توڑا ہے (انتظار کیا ہے) اب میں تیری راہ میں
اس قدر بیٹھوں کہ آبلہ سے قدم آگے بھی اگرچہ میں تھکا ہوا ہوں اور پاؤں میں
آبلے پڑگئے ہیں مگر تیری راہ میں چلنے پر مستعد ہوں اور چاہتا ہوں کہ آبلے سے بھی قدم پیدا
ہو جسطرح دانہ سے ریشہ پیدا ہوتا ہے۔

سر و برگ ہمت میکشی ز دماغ بیدل ما طلب   کہ چو شمع از ہمہ عضو خود قدح آفریدہ و در کشد

حل شراب پینے کی ہمت کا سامان ہمارے بیدل کے دماغ سے طلب کر جو شمع کی طرح
اپنے تمام اعضا سے پیالہ پیدا کرتا ہے اور پی جاتا ہے (روغن کو شمع جذب کرتی رہتی
ہے) یعنی عشق الہی جو دماغ میں بھرا ہوا ہے یہی بیدل کی شراب ہے اس کو دوسری
شراب کی ضرورت نہیں۔

نکتہ تقوے اہل دنیا منحصر است دامن از لوث ظاہر چیدن بانضباط صوم وصلوٰۃ۔
و تقوی اہل عقبیٰ منع نفس از شغل مناہی بطلب درجات مزدیات - و تقوے اہل
اللہ باز داشتن دل از خطرات اسمار وصفات بپاس ناموس تنزہ ذات۔

حل اہل دنیا کا تقویٰ دامن کو ظاہری ناپاکی سے بشرائط پابندی صوم و صلوٰۃ کے
ساتھ بچانے پر منحصر ہے اور اہل عقبیٰ کا تقوے نفس کا روکنا منہیات سے واسطے طلب
کرنے درجات مزدوری کے ہے اور اہل اللہ کا تقوے دل کا باز رکھنا اسمار اور
صفات الہی سے واسطے نگہبانی ناموس پاکی ذات کے ہے یعنے ان کا مطلوب جناب

باری کی ذات بحث ہے سہ

ہان گرچہ نثار دشنگاہ تو رسا ہست — از ہر چہ بجز او ست سرنج مخمور بیا است

اے ذات پرست از فضولی بگذر — اللّٰہی سار حیم ورحمان چہ بلا ست

حل اگرچہ تیری دستگاہ کا نشہ رسا ہے لیکن بجز ذات الٰہی کے جو کچھ ہے مخموری کسل کی تکلیف ہے، اے ذات پرست فضولی صفات سے درگذر۔ جو شخص اللّٰہی۔ (خدا دالا) ہے اُس کے لئے رحیم ورحمان کیا بلا ہے یعنی جب ذات تک رسائی ہوگئی تو صفات تک رسائی خود بخود ہو جاوے گی کیونکہ صفات تالع ذات ہین

نکنند فضل حق نعمتے است بیحساب۔ کجا اتنیاز تا غنیمتش شمار ند و فیض ازل حسنے است بے نقاب۔ کو چشم تا مژہ بردار ند۔

حل خدا ے تعالے کا فضل ایک بیحساب نعمت ہے ہمکو اتنی ہی تمیز نہین کہ اُسکو غنیمت دلوٹ لگن سکین کیونکہ لوٹ کی ہی آخر تہا ہے اور فیض ازل ایک بے نقاب حسن ہے مگر آنکھ کہان کہ پلک اُٹھا کر دیکھین سہ

انبیا عمرے نفسہا در تردد سوختند — کین حقیقت نا فلان شا ید بجود محرم شوند

حل انبیا نے مدت تک اپنے نفس کو اس تردد مین جلایا اور کوشش کی کہ یہہ لوگ جو حقیقت سے غافل ہین محرم حقیقت ہو جائین سہ

در عبادتہا است یکسر عرض ترکیب سجود — تا درین صورت دمے سوے گریبان خم شوند

حل عبادتون مین تمام ترکیب سجود موجود ہین تاکہ اس صورت مین ایک دم اپنے گریبان کی جانب جہکین یعنی خدا دل مین موجود ہے عبادت سے یہ غرض ہے کہ غور و فکر کرین مراد و فی انفسکم افلا تبصرون ہے سہ

سعی ناموس کرم مصروف این شغل است و بس — کاین خران بیرون جہند از غول و آدم شوند

حل ناموس کرم کی سعی صرف اسی کام مین مصروف ہے کہ یہ گدہے غول بیابانی بننے سے باہر نکلین اور آدمی ہون کیونکہ انبیا تو وحشیون کو انسان بنانے ہی کے لیے مبعوث ہوتے ہین

تمام شوقیم لیک غافل کہ دل براہ کہ منجر آمد — جگر بداغ کہ سے نشیند نفس بآہ کہ میجر آمد

حل ہم لوگ ہمہ تن شوق ہین لیکن اس امر سے غافل ہین کہ دل کسکی راہ مین

جا رہا ہے جگر کس کے داغ مین بیٹھتا ہے سانس کس کی آہ مین جلتی ہے یعنی سب اپنے اپنے خیال مین ایک خدا سے واجب الوجود کے قائل اور اوس محبوب ازل کے عاشق ہین لیکن اون کو ماہیت بالکنہ معلوم نہین کہ محبوب حقیقی کیسا ہے اور کیا ہے -

اگر نہ رنگ از گل تو دارد بہار موہوم ہستی ما ۔ بپردہ چاک این کتان نہا فروغ ماہ کہ مجذرا مد

حل اگر بہار موہوم ہستی کی بہار تیرے پہول (حسن) سے رنگ نہین رکہتی تو اس کتان (اسی ہستی موہوم) کے چاک کے پردے مین کو نسے چاند کی روشنی لہلہا رہی ہے - یعنی ہر رنگ مین تیرا ہی جلوہ ہے -

غبار ہر ذرہ میفروشد بحیرت آئینہ تپیدن ۔ رم غزالان این بیابان ہے نگاہ کہ مجذرا ملہ

حل اس جنگل کے ہرنون کا رم کسکی نگاہ کے عشق مین جا رہا ہے کہ ہر ذرہ کا غبار حیرت مین ترٹپنے کا آئینہ فروخت کر رہا ہے یعنے غزالون کے رم ہی مین تپیدن نہین بلکہ انکے رم سے جو غبار پیدا ہوا ہے اس کے ہر ذرے نے آئینہ کے ترٹپنے کی دوکان کہول رکہی ہے - آئینے مین حیرت ہوتی ہے جو سکون کی مقتضی ہے مگر معشوق کی نگاہ کا یہ اثر ہے کہ ہر ذرہ با وصف حیرت کے تپیدن کا آئینہ بنا ہوا ہے یعنی ایسا آئینہ فروخت کرتا ہے جس مین تپیدن کی مجسم صورت نظر آتی ہے - نزاکت پسند ناظرین سمجہہ گئے ہین گے -

ز رنگ گل تا بہار سنبل شکستہ دارد دماغ نازے ۔ درین گلستان ندانم امروز کجکلاہ کہ مجذرا مد

حل رنگ گل سے لیکر بہار سنبل تک کے دماغ ناز مین شکست ہے یعنے اب کسی کو اپنے رنگ، و بو پر ناز کرنے کا دماغ نہین رہا - سب کے حوصلے پست ہو گئے ہین مین نہین جانتا اس گلستان مین کس کا کجکلاہ (معشوق) سبکخرام ناز ہے - معشوق کی ٹیڑہی (شکستہ) کلاہ نے سب کا ناز شکست کر دیا ہے -

اگر امید فنا نباشد نوید آفت زدا ہستی ۔ باین سر و برگ خلق آوارہ در پناہ کہ مجذرا ملہ

حل اگر فنا کی امید آفات ہستی کی دور کرنے والی نوید نہین تو مخلوق اس سامان کے ساتہہ کسکی پناہ میں چل رہی ہے یعنے دنیا مین طرح طرح کی آفتین مخلوق اس سہارے پر جہیل رہی ہے کہ مر کر اُن سے نجات ملے گی -

نگہ ہمہ جا رود چو شبنم ز شرم میاید آب گردد　　اگر بداند کہ بیمحابا بجلوہ گاہ کہ میخرامد

حل اگر نگاہ کو یہ معلوم ہوجائے کہ میں کسکے جلوہ گاہ میں جا رہی ہوں تو جہاں کہیں جائے شبنم کی طرح پانی ہوکر بہ جائے یعنی نگاہ کو یہ بات معلوم نہیں کہ میں شاہد حقیقی کے جگر گداز جلوے کی تاب نہیں لاسکتی۔

بہر زہ در پردہ منی تا غرور اوہام پیش بردی　　نگشتی آگہ کہ در دماغت ہوائے جاہ کہ میخرامد

حل بیہودہ من و ما دنیا کے پردے میں غرور اوہام کو آگے آگے لئے جاتا ہے تو اب تک خبردار نہیں ہوا کہ تیرے دماغ میں کسکے مرتبہ (الوہیت) کی ہوا لہلہا رہی ہے یعنی دماغ تو اسی لئے ہے کہ اس میں واجب الوجود کے مرتبہ وحدت کی ہوا سمائے لیکن تو غرور اوہام میں مبتلا ہے اور یہ نہیں سمجھتا کہ دماغ میں کیا شئے بہری ہوئی ہے

ز اوج افلاک گر نداری حضور اقبال بے نیازی　　نفس بجیب غبار دارد ہمین سپاہ کہ میخرامد

حل اگر تجھے اوج افلاک سے اقبال بے نیازی کا حضور حاصل نہیں یعنی تو اپنی بلند فطرتی سے دنیا و ما فیہا سے بے پرواہ ہوجانے کو قبول نہیں کرتا تو تیری سانس اپنی جیب غبار میں یہی سپاہ رکہتی ہے جو تیرے سامنے جا رہی ہے یعنی سانس کی آمد و رفت زندگی بالکل فضول ہے۔ غبار میں ذروں کے سوا کیا دھرا ہے سانس کے چلنے کو غبار سے تشبیہ دی ہے۔ لیکن قافیہ غلط ہوگیا ساری غزل میں قافیہ مضاف ہے مگر اس شعر میں یاء موصول کے ساتھ واقع ہوگا یعنی (سپا ہے کہ میخرامد) ورنہ شعر بے معنی ہوگا۔ ناظرین غور سے سمجھیں۔

مگر ز چشمش غلط نگاہی رسد بفریاد ما ہا بیدل　　وگرنہ آن برق بے نیازی بہ کس گیاہ کہ میخرامد

حل معشوق کی آنکہ سے غلط نگاہی بیدل کی فریاد کو پہنچے تو پہنچے ورنہ وہ برق بے نیازی کسکی گہانس پر جاتی ہے یعنے بیدل ہرچند چاہتا ہے کہ معشوق کی برق نگاہ اسکے سبزہ زار ہستی کو جلا دے مگر وہ بے پرواہ ہے کبہی غلط نگاہی سے نکہ عمداً متوجہ ہوجائے تو ہوجائے۔

علمیکہ سر بہوا کشم از سپہ بپیکرت بدر آورد　　نہ چو جنون بہزار سر قدم از سرت بدر آورد

حل عشق کا وہ جہنڈا جو سر بہوا ہے اور خم ہے نہ تجھکو ہستی کی تمام چیزیں یعنی ہستی فانی سے باہر نکالکر ہستی حقیقی میں لے آئے گا۔ نہیں بلکہ جنون بالوں کی طرح ہزار سر کے ساتھ تیرے

سر سے قدم باہر نکالیگا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی معرکہ یا کارزار کے لئے جہنڈا کھڑا کیا جاتا ہے
تو لوگ جوق درجوق جوشان وخروشان چارطرف سے نکلکر جہنڈے کے نیچے جمع ہوجاتے ہین اور
سب پر ایک جنون کی سی حالت طاری ہوتی ہے مصرعہ اولے مین علمیکہ موصوف اور سر
بہوا خم اُس کی صفت اور حرف رابط یعنی است محذوف ہے۔ مجموعہ موصوف صفت مبتدا اور از سر
بیکرت بدرم ورد خبر ہے اور بدر آورد کا فاعل عَلَم اور مفعول پیکرت کی تا مخاطب ہے اور
دوسرے مصرعہ مین جنون بدر آورد کا فاعل اور قدم مفعول ہے۔ بہت ٹیڑہی ترکیب ہے
عالی نظر ناظرین تعمق سے سمجہین۔

بگذر ز شیوہ علم وفن و بپیر میکدہ بوسہ زن   کہ ز قید عالم وہم وظن بدو ساغرت بدر آورد
حل علم وفن کے شیوہ سے گزر اور پیر میکدہ (شیخ طریقت) کے دروازہ پر بوسہ دے تاکہ تجہے
شراب معرفت کے دوہی پیالے پلاکر وہم وظن (عالم امکان) کی قید سے باہر لائے
بقبول درد طلب سببا کہ غرور چرخ جنون حسب   بدریکہ خواندت از ادب بہان ذلت بدر آورد
حل درد عشق الٰہی کے لئے سبب ڈہونڈہ کیونکہ آسمان کا غرور جو جنون حسب ہے یعنی اس
کی اصلیت ہی جنون ہے (ہمیشہ مجنون کی طرح گردش مین رہتا ہے) جس دروازہ سے
تجہے نہایت ادب کے ساتھہ بولائے گا اُسی دروازہ سے ذلت کے ساتھہ نکالیگا۔
ز خیال الفت خانمان بدرآ کہ شحنہ امتحان   نفسے اگر دہدت امان دم دیگرت بدر آورد
حل گہربار کی الفت کے خیال سے باہر آ کیونکہ شحنہ امتحان اگر تجہے ایکدم امن دیگا تو دوسرے دم امن سے
باہر نکالدیگا۔ ممتحن کا یہی قاعدہ ہے کہ کبہی پاس کرتا ہے کبہی فیل کرتا ہے۔ ان ہذا لہو البلاء المبین
تحقیق یہ دنیا ایک کہلا امتحان ہے۔
بوفا اگرنہ سبکسری حذر از غرور ہنروری   کہ مبادا خفت لاغری رگ جوہرت بدر آورد
حل اگر تو باوصف حصول جاہ وعزت کے سبکسر نہین یعنی اُسکو سبک نہین بلکہ بہاری چیز سمجہتا ہے
تو ہنروری (کمال) کے غرور سے بچ۔ یعنی مغرور نہو ایسا نہ ہو کہ جب تجہے لاغری کے باعث خفیف
ہونا پڑے تو وہ خفت تیرے جوہر کمال کی رگ کو باہر نکالدے یعنی تجہے ذلیل کردے کیونکہ
زمانہ کی حالت یکسان نہین رہتی۔
اثر وفا نہ بدلقا بخمار نشہ مدعا   نگہے کہ گردش رنگ ما خط ساغرت بدر آورد
حل عاشقون کی وفا کا اثر نشہ مدعا کے خمار (طلب یا کسل) کو ماومت نہین دیتا یعنی محض

وفا سے مدعا حاصل نہین ہوتا - آخر عاشق کہانتک وفا کرین - پس اے ساقی تو ایک مخمور نگاہ سے دیکھ کر ہماری گردش رنگ (تبدیل حالت) تیرے ساغر کا خط نکالدیگی یعنی پھر تجھے مقررہ خط تک شراب بھر کر ساغر دینے کی ضرورت نہ ہوگی ۔

زطواف کعبہ کہ میرسد بحضور مقصد آرزو　　من و سجدۂ لب زانوے کہ سر از در بدر آورد

حل کعبہ کے محض طواف سے کون مقصد آرزو کے حضور پہنچ سکتا ہے یعنی کسکو حضوری مقصد حاصل ہو سکتی ہے لیس مین ہون اور سجدۂ لب زانو (مراقبہ) ہے (جب انسان مراقب ہو کر بیٹھتا ہے تو زانو آگے رہتا ہے اور سر نیچے) یہی سجدہ تیرے دروازے سے سر باہر نکالتا ہے یعنی مراقب ہونے سے سجدۂ در حاصل ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ کجا طواف اور کجا سجدہ - طواف سے سجدہ افضل ہے کیونکہ وہ تقرب کا باعث ہے -

نمد ہد تامل انس و جان ز لطافت بدنت نشان　　مگر آنکہ جامۂ رنگ ما عرق از برت بدر آورد

حل جن و انس کیسا ہی تامل کرین مگر تیرے بدن کی لطافت کا ان کو نشان نہ ملیگا اگر تو ہمارے رنگ سرخ کا جامہ پہنے تو تیری بغل سے عرق پیدا کریگا یعنی تیرا بدن اس قدر نازک اور لطیف ہے کہ عشاق کے جامۂ رنگ سے عرق آجائے گا - بس تیرے بدن کی لطافت کا یہی نشان ہے

بہ بضاعت ہوس آنقدر مکشا دکان فضولیت　　کہ چو رنگ باختہ وسعت پرت از برت بدر آورد

حل ہوس کی پونجی سے فضولی (بیہودگی یا لہو و لعب) کی دوکان اس قدر نہ کہول یعنی ہوا و ہوس مین اس قدر نہ اڑ کہ رنگ باختہ (رنگ پریدہ) کی طرح تیری بغل سے پر کی وسعت (طاقت) ہی باہر لے آئے - یعنی تجھ مین اڑنے کی قوت ہی نہ رہے کیونکہ فضول کام کا انجام نہ ہوسکتا ہے (حضرت بیدل کے کلام مین رنگ کا خرچ زیادہ ہے -

من بیدل از خم طرہ ات بکجا روم کہ سپہر ہم　　سر خود بخواب عدم نہد کہ زچنبرت بدر آورد

حل مین بیدل تیرے طرہ کے خم سے کہان پناہ ڈہونڈون جبکہ آسمان بہی خواب عدم مین ہو کر چاہتا ہے کہ کسیطرح اپنا سر تیرے خم طرہ کے حلقے سے چہوڑائے یعنی آسمان بہی تیرے طرۂ زلف کا اسیر ہے تو بیدل کی کیا حقیقت کہ اس سے رہائی پاسکے -

شکستہ ساز حقیقت از دست مجاز پریشان بے اصول کینگاہ صد محشر فریاد ہست وحسن معنی از نگاہ لفظ آشنایان لیے ادراک غبار آلود یک عالم بیداد -

سر سے قدم باہر نکالیگا۔ قاعدہ ہے کہ جب کسی معرکہ یا کارزار کے لئے جھنڈا کھڑا کیا جاتا ہے
تو لوگ جوق درجوق جوشان وخروشان چار طرف سے نکلکر جھنڈے کے نیچے جمع ہوجاتے ہین اور
سب پر ایک جنون کی سی حالت طاری ہوتی ہے مصرعہ اولے مین علمیکہ موصوف اور سمر
ہوا خم اوس کی صفت اور حرف ربط یعنی است محذوف ہے موصوف صفت مبتدا اور از سر
پیکرت بدر ہو رد خبر ہے اور بدر آورد کا فاعل علمم اور مفعول پیکرت کی تا مخاطب ہے اور
دوسرے مصرعہ مین جنون بدر آورد کا فاعل اور قدم مفعول ہے ۔ بہت ٹیڑھی ترکیب ہے
عالی نظر ناظرین تحقیق سے سمجھین ۔

بگزر ز شیوہ علم و فن و بر میکدہ بوسہ زن کز قید عالم وہم و ظن یک دو ساغر بدر آورد

حل علم و فن کے شیوہ سے گزر اور پیر میکدہ (شیخ طریقت) کے دروازہ پر بوسہ دے تاکہ تجھے
شراب معرفت کے دو ہی پیالے پلاکر وہم و ظن (عالم امکان کی قید سے باہر لائے

بقبول درد طلب ببا کہ غرور چرخ جنون حسب بدریکہ خواند ت از ادب ہمان بدر آورد

حل درد عشق الہی کے لئے سبب ڈہونڈھ کیونکہ آسمان کا غرور جو جنون حسب ہے یعنی اس
کی اصلیت ہی جنون سے (ہمیشہ مجنون کی طرح گردش مین رہتا ہے) جس دروازہ سے
تجھے نہایت ادب کے ساتھ بلالے گا اسی دروازہ سے ذلت کے ساتھ نکالیگا۔

ز خیال الفت خانمان بدر آ کہ شحنۂ امتحان نفسے اگر دہدت امان دم دیگرت بدر آورد

حل گھربار کی الفت کے خیال سے باہر آ کیونکہ شحنۂ امتحان اگر تجھے ایک دم امن دیگا تو دوسرے دم امن سے
باہر نکالدیگا ممتحن کا یہی قاعدہ ہے کہ کبھی پاس کرتا ہے کبھی فیل کرتا ہے۔ ان ہذا لہو البلاء المبین
تحقیق یہ دنیا ایک کھلا امتحان ہے۔

بوقار اگر نہ سبکسری حذر از غرور ہنروری کہ مباد خفت لاغری رگ جوہرت بدر آورد

حل اگر تو با وصف حصول جاہ وعزت کے سبکسر نہین یعنی اسکو سبک نہین بلکہ بھاری چیز سمجھتا ہے
تو ہنروری (کمال) کے غرور سے بچ یعنی مغرور نہو ایسا نہ ہو کہ جب تجھے لاغری کے باعث خفیف
ہونا پڑے تو وہ خفت تیرے جوہر کمال کی رگ کو باہر نکالے یعنی تجھے ذلیل کردے کیونکہ
زمانہ کی حالت یکسان نہین رہتی ۔

اثر وفا نہ بد لقا بخمار نشۂ مدعا نگہے کہ گردش رنگ ما خط ساغرت بدر آورد

حل عاشقون کی وفا کا اثر نشۂ مدعا کے خمار (طلب) بالکل (کو ملا) دست نہین دیتا یعنی عشق

وفا سے مدعا حاصل نہیں ہوتا - آخر عاشق کہاں تک وفا کریں - پس اے ساقی تو ایک مخمور نگاہ سے دیکھ کہ ہماری گردش رنگ (تبدل حالت) تیرے ساغر کا خط نکالدیگی یعنی پھر تجھے مقررہ خط تک شراب بھر کر ساغر دینے کی ضرورت نہ ہوگی -

ز طواف کعبہ کہ میرسد بحضور مقصد آرزو　　من و سجدۂ پس زانوے کہ سر از در بدر آورد

حل کعبہ کے محض طواف سے کون مقصد آرزو کے حضور پہنچ سکتا ہے یعنی کسکو حضوری مقصد حاصل ہو سکتی ہے لیکن میں ہوں اور سجدۂ پس زانو (مراقبہ) ہے (جب انسان مراقبہ کر کے بیٹھتا ہے تو زانو آگے رہتا ہے اور سر پیچھے) یہی سجدہ تیرے دروازے سے سر باہر نکالتا ہے یعنی مراقبہ ہو تے ہی سجدۂ در حاصل ہوتا ہے مطلب یہ ہے کہ کجا طواف اور کجا سجدہ - طواف سے سجدہ افضل ہے کیونکہ وہ تقرب کا باعث ہے -

نہ بہ تامل انس و جان ز لطافت بدنت نشان　　مگر آنکہ جامۂ رنگ ما عرق از برت بدر آورد

حل جن و انس کیسا ہی تامل کریں مگر تیرے بدن کی لطافت کا آن کو نشان نہ ملیگا اگر تو ہمارے رنگ رخ کا جامہ پہنے تو تیری بغل سے عرق پیدا کریگا یعنی تیرا بدن اس قدر نازک اور لطیف ہے کہ عشاق کے جامۂ رنگ سے عرق آجائے گا - بس تیرے بدن کی لطافت کا یہی نشان ہے

بفضاے عشق ہوس آن قدر مگشا دکان فضولیت　　کہ چو رنگ باختہ وسعت بترا ز برت بدر آورد

حل ہوس کی پونجی سے فضولی (بیہودگی یا لہو و لعب) کی دوکان اس قدر نہ کھول یعنی ہوا و ہوس میں اس قدر نہ آ کہ رنگ باختہ (رنگ پریدہ) کی طرح تیری بغل سے پیر کی وسعت (طاقت) ہی باہر لے آئے - یعنی تجھ میں آڑنے کی قوت ہی نہ رہے کیونکہ فضول کام کا انجام نہیں کہا جاتا ہے (حضرت بیدل کے کلام میں رنگ کا خرچ زیادہ ہے -

من بیدل از خم طرہ ات بکجا روم کہ بہ ہم　　سر خود بخواب عدم نہد کہ ز حلقہ ات بدر آورد

حل میں بیدل تیرے طرہ کے خم سے کہاں پناہ ڈھونڈوں جبکہ آسمان بھی خواب عدم میں ہو کر چاہتا کہ کسیطرح اپنا سر تیرے خم طرہ کے حلقے سے چھوڑائے - یعنی آسمان بھی تیرے طرۂ زلف کا اسیر ہے تو بیدل کی کیا حقیقت کہ اس سے رہائی پاسکے -

نگفتہ ساز حقیقت از دست مجاز پریشان بے اصول کہ نگاہ صد محشر فریاد است و حسن معنی از نگاہ لفظ آشنایان پسے او راک غبار آلود یک عالم بیداد -

حل حقیقت کا ساز مجاز پرستون کے ہاتھ سے جو بالکل بے اصول ہین فریاد کیسو مختصر کا
کہین گاہ بنا ہوا ہے یعنی وہ چیختا اور غل مچاتا ہے کہ مین کن نا اہلون کے ہاتھون مین جا پڑا ۔
اور معنی کا حسن اون لوگون کی نگاہ کی بدولت جو محض لفظ آشنا ہین اور مطلق ادراک
نہین رکھتے ایک عالم بیداد گزشتہ بیداد سے غبار آلودہ یعنی وہ میلا ہو رہا ہے کہ کن
نالائقون نے مجھے دیکھا ۔

دیدۂ رگ کشود نامہ بروے تحقیق   خلق اگر جملہ غبار است فراہم نکنند

حل خدا اسے اٹھالے جس نے آنکھ کو روے تحقیق پر کھولا ہے ۔ تحقیق کا نور عطا کیا ہی
اگر تمام خلق سہہ تن غبار بنجاے گی تو اوس کی پلک نہ جھپکیگی ۔۔ یعنی وہ آنکھ ماسوا
کی جانب نہ دیکھے گی ۔

آئینہ یکتائی اگر عرض دہد رنگ وفاق   طبعہا از اثر وہم دوئی رم نکشد

حل اگر یکتائی وجود حقیقی کا آئینہ موافقت کا رنگ پیش کرے تو طبیعتین وہم دوئی
کے اثر سے اوس موافقت سے نہ بھاگین یعنی سب متحد ہو کر وحدۃ الوجود کے رنگ
مین رنگی جائین ۔

ذات دانستن و انکار صفت نادانی است   آشناے تو چرا سجدہ بہ بت ہم نکشد

حل ذات کو جاننا اور صفت سے انکار کرنا نادانی ہے کیونکہ تمام عالم اوسی کی
صفات حسنات کی تصویر ہے پس اسے معبود حقیقی جو شخص تیرا آشنا ہے
وہ بت کو کیون سجدہ نکرے کیونکہ اسمین بھی تو تیری ہی صفت حسنات یا صفت
وجود موجود ہے ۔

گر ز محراب یقین بوے حضوری داریم   تاب زنار چرا گردن ما خم نکند

حل اگر ہم محراب الیقین سے حضوری کی بو آنے کا یقین رکھتے ہین تو زنار کی تاب و بند سے
کیون ہماری گردن خم نکرے ۔ یعنی زنار کو بھی تسلیم کرنا چاہیے کیونکہ وہ بھی نماز
پڑھنے والون کے نزدیک حضوری اور تقرب کا باعث ہے جیسا محراب مین خم ہے ویساہی
زنار کی ہیئت مین بھی خم ہے

گفتہ اند از بزرگے پرسیدند چہ مصلحت است کہ درویشان در ہیچ حالت پاے توکل از دست
کار ندارند و نیز باوجود ریاضت دامن آزار مردم از دست نمیگذارند فرمود موم

را بگرمی نفس از سہم گداختن است و آہن را از آتش تیز بہ نرمی پرداختن درویشان کہ درد دل
دارند اگر نفس کشند صرفۂ عافیت نمی بینند و بداغ حیرت نساختہ اند کہ اگر مژہ برہم
زنند جز نگ از جگر نمی چینند۔ پای آبلہ دار ہرچند مقیم دامن باشد اندیشۂ خار از
گریبان نگیر است و پہلوی بیمار با آنکہ بر بستر گل تکیہ زند از الم کوفتگی ناگزیر بحکم ناتوانی
فریاد شان از نگاہ ممتاز نیست تا زحمت گوش توان پسندید و لیسی تاپیدائی غبار
شان بر صدا نپیچیدہ تا تکلیف بینش توان رسید صلح کل و ودیعت عجز است
در طبع ایشان گذاشتہ و منازعت ریشۂ رعونت در مزاج زاہدان کاشتہ۔ نرمی طینت در
ترک فضول ناچار است و درشتی طبع در خراش دلہا بی اختیار۔

حل ایک بزرگ سے پوچھا یہ کیا مصلحت ہے کہ درویش لوگ کسی حالت مین مخلوق
کے نیک و بد سے کام نہین رکھتے اور زاہد لوگ باوجود ریاضت کے انسانون کے آزار
پہنچانے کا دامن ہاتھ سے نہین چھوڑتے یعنی لوگون کو تکلیف دیتے ہین اُس بزرگ نے
جواب مین فرمایا موم کا کام سانس کی تھوڑی سی گرمی مین پگھلنا اور لوہے کا کام
تیز آگ مین بھی نرم نہ ہونا ہے درویش درد دل رکھتے ہین اُن کو نفس کشی مین عافیت
نظر نہین آتی کیونکہ جیسے دل مین درد ہے وہ کشش سے احتراز کریگا اور اُنہون نے ایسے
داغ حیرت سے موافقت کی ہے کہ اگر ذرا پلک جھپکین (حیرت مین آنکھین کھلی رہتی ہین)
تو گداز دل و تکلیف کے سوا کچھ حاصل نہ کرینگے یعنی پلک جھپکنے سے اُنکو تکلیف ہوگی آبلہ دار
پاؤن اگرچہ دامن مین لپٹا ہو مگر کانٹون کا اندیشہ دامنگیر رہے گا یعنی تکلیف بھر نہیں رہیگی
اور بیمار باوصف اسکے کہ پھولون کے بستر پر تکیہ لگائے مگر کوفت کی تکلیف ضروری ہے۔
ناتوانی کے حکم سے ان کی فریاد نگاہ سے ممتاز نہین یعنی جیسی نگاہ مین خاموشی ہے ایسی
ہی ان کی فریاد مین خاموشی ہے دونون مین کچھ فرق نہین وہ اپنی فریاد سے کسی کے
کان کو تکلیف دینا پسند نہین کرتے اور اُنہون نے اپنے کو فنا کر دیئے ہین ایسی
سی کی ہے کہ اُنکا غبار آواز پر نہین لپٹا تا کہ کسیکو دیکھنے کی تکلیف پہنچے۔ عجز و فروتنی
نے اُن کی طبیعت مین صلح کل کو امانت بنا کر چھوڑ رکھا ہے اور منازعت و رعونت
کا ریشہ زاہدون کے مزاج مین بو دیا ہے۔ فضولیات کے ترک کر دینے مین
طینت کی نرمی کا ہونا ضرور ہے اور طینت کی سختی دلون کو تکلیف پہنچانے مین بے اختیار۔

ہے یعنی ضرور تکلیف پہنچائے گی۔

درویش کہ وضع طینتش مغلوبی است ٭ چون موی میان ضعیفیش محبوبی است
تراہر ہمہ گر ذکر خدا ساز کند ٭ از طبع درشت ہمچنانش دلکوبی ست

حل درویش جس کی طینت مغلوب یعنی عاجز ہونے کیلئے وضع کیگئی ہے معشوق کے موے میان کی طرح اُس کی ضعیفی (لاغری) محبوبی ہے یعنی جس قدر لاغر اور ضعیف ہوگا اُسیقدر جناب باری میں محبوب ہوگا۔ برخلاف درویش کے زاہد اگر رات دن خدا کا ذکر الاپے مگر چونکہ اُس کی طبیعت سخت ہے یعنی اُس میں درد نہیں لہذا اوسکی تسبیح دلکوبی ہوگی یعنی لوگوں کو ضرور تکلیف دیگا۔

لبطراز دامن نازہ او چہ ز خاکساری ما رسد ٭ نزد آن بہ بلندئی کہ زگرد سرمہ دعا رسد

حل معشوق کے دامن ناز پر ہماری خاکساری سے کیا شئے پہنچ سکتی ہے اُسکی مژہ ایسی بلندی پہ نہیں کہ سرمہ کی گرد سے دعا پہنچ سکے یعنی ہم خاکساری سے سرمہ بنگئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اُس کی مژہ تک پہنچیں مگر وہان تک سرمہ کی رسائی تو کیا خاک تک کی گرد سرمہ کی دعا بھی نہیں پہنچ سکتی حق یہ ہے نازکخیالی میں حضرت بیدل فرد ہیں۔

تنگ بود بیہدہ یکفان در انفعال ہوس نزد ٭ بمحیط میرسدم شنا عرقے اگر بحیا رسد

حل بیہدہ تنگ د بود (لہو ولعب) نے دم بھر بھی ہوس نفس کے شرمندہ ہونے کا دروازہ نہ کھٹکھٹایا (دم بھر کو بھی ہوس نفسانی شرمندہ نہ ہوئی)۔ اگر حیا سے کچھ بھی عرق آجاتا تو میں یہ سمجھتا کہ دریا میں تیر رہا ہون۔ ڈوب مرنے کو چلو ہی کافی ہوتی۔

بفشار تنگی این قفس چو حباب غنچہ نشستہ ام ٭ پر صبح میکشم از بغل ہمہ گر نفس بہوا رسد

حل میں اس قفس (دنیا یا زیست) کی تنگی کے فشار میں حباب غنچہ کی طرح بیٹھا ہوا ہون یعنی فنا ہوجانا چاہتا ہون کیونکہ حباب غنچہ کا فنا ہوجانا کھلنا ہے ایسا میں صبح کا پر اپنی بغل سے نکالتا ہون بشرطیکہ سانس ہوا تک پہنچ سکے کیونکہ اُڑنا بغیر ہوا کے ممکن نہیں مطلب یہ ہے کہ نفس نے مجھے ایسا تنگ و بار کیا ہے کہ سانس تک نہیں لے سکتا اور قاعدہ ہے کہ کلیان صبح کے وقت ہوا سے کھلتی ہیں مگر جب سانس ہوا ہی نہیں نکلتی تو کیا کھلینگی یعنی میں دنیا یا زیست سے اس قدر تنگ آیا ہون اگر نہیں مرتا۔ نزاکت پسند ناظرین تمام پہلوؤں پر غور کر سکینگے

تو نزاکت کا للاطف اٹھائینگے۔

زخمار فرصت پریشان نہ بہار دانم و نے خزان   ہمہ جا ہست نشہ لیک شرط آنکہ دماغہا بوفا رسد

حل فرصت جو ہر وقت آڑنے کے لئے پر پھیلاتی ہے میں اُسکے خمار میں نہ بہار کو جانتا ہوں نہ خزان کو یعنی دنیا میں فرصت کم ہے۔ عشق کا نشہ سب جگہ موجود ہے مگر شرط یہ ہے کہ دماغ پورے طور پر رسا ہوں۔ یعنی بیہوشی کا وقت موسم بہار ہی نہیں بلکہ ہر وقت ہے مگر فرصت اور دماغ صالح چاہیئے حالانکہ دنیا میں انہیں دونوں کی کمی ہے۔

نہ زمین بساط غبار ما نہ فلک دلیل بخار ما   بسراغ گرد نفس کسے بکجا رسد کہ بما رسد

حل نہ زمین ہمارے غبار کا فرش ہے نہ آسمان ہمارے بخار کی دلیل ہے گرد نفس کے سراغ سے کوئی کہاں تک پہنچیگا جو ہم تک پہنچ سکے یعنی ہم ایک ہستی معدوم ہیں۔ ہمارا سانس جو خاکساری سے فنا ہو کر خاک ہو گئی ہے محض اُسکی گرد سے کوئی ہمارا سراغ نہیں لگا سکتا۔

دل بینوا بکجا برد غم تنگدستی و مفلسی   مژہ برہم آور و ہم از حیا کہ برہنہ ہا بقبا رسد

حل دل بینوا تنگدستی اور مفلسی کا رونا کسکے آگے رووے ہیں حیا سے اپنی پلکیں جھپکاتا ہوں برہنہ کیواسطے بس یہی قبا ہو جائیگی۔

بگشا دو دست کرم قسم کہ درین زمانہ پر ستم   نرسد بہ تہمت بستگی زدریکہ نان بگدا رسد

حل دست کرم کے کھلنے کی قسم ہے کہ موجودہ پر ستم زمانہ میں جس دروازہ سے گدا کو روٹی پہنچتی ہے اُسپر بند ہونے کی تہمت نہیں لگ سکتی یعنی وہ بند نہیں ہوتا وہ دروازہ کیا ہے وہی رازق برحق کا دست کرم۔

گذر از خاصیت سخا کہ سحاب مزرعہ و فا   بفتادگی شکند عصا کہ فتادہ بعصا رسد

حل کسی حالت میں سخاوت کی خاصیت سے نگذر ابر کو دیکھ کہ کھیتی پر گر کر اپنا عصا توڑ ڈالتا ہے تاکہ دوسرے گرے ہوئے (شجر) عصا تک پہنچیں یعنی ابر اپنے کو اس لئے کھیتی پر گراتا ہے کہ درخت اُگیں اور بڑہیں اور اُنکو قوت نامیہ کا عصا ملے جب افتادگی کی حالت میں ابر کی یہ کیفیت ہے تو جو انسان توانا اور صاحب استطاعت ہے۔ اُسکو اپنی سخاوت سے افتادوں و عاجزوں کو کس قدر سہارا دینا چاہیئے۔

ابر گر کر پھر نہیں اٹھتا مگر اپنے گرنے سے اوروں کو اٹھاتا ہے یعنی ہکا لگا تار مسلسل برسنا گویا اسکا عصا ہے۔

بدعا ئے لب عاجزان نکشودہ دراستحان — کز آبیاری یک نفس سحر بہ تنشود نمار

حل عاجزوں (اہل اللہ) کے لب سے دعا حاصل کرنے کا تو نے کبھی امتحان نہیں کیا ان میں وہ قوت ہے کہ ایک سانس کی آبیاری سے سحر کو نشوو نما دیسکتے ہیں یعنی ہر قسم کی تاریکی دور کرسکتے ہیں

بکمین جہد تو خفتہ است اثر ندامت عاجزی — مدد آنقدر رہ ہوس کہ بخواب آبلہ پا رسد

حل تیری جد وجہد جو منزل معشوق تک پہنچنے میں صرف ہورہی ہے اوس کی کمینگاہ میں ندامت عجز کا اثر سو رہا ہے جو منزل تک پہنچنے کا مانع ہے تو اب راہ ہوس میں اتنی ہی مدد کر کہ آبلہ پا درہی جد وجہد جو اپنی عاجزی سے نادم ہے) اگر عالم بیداری میں منزل معشوق تک نہیں پہنچ سکتا تو خواب ہی میں پہنچ جائے یعنی انسان خدائے تعالےٰ کی کنہ حقیقت تک پہنچنے میں عاجز ہے صرف خواب وخیال کے ذریعے سے بمشکل پہنچ سکتا ہے۔ اللہ اللہ کس قدر نزاکت اور پیچیدگی ہے۔

بقبول آن کف نازنین کہ کند شفاعت خون من — در صبر میزنم آنقدر کہ بہار رنگ حنا رسد

حل کون شفاعت کرسکتا ہے کہ معشوق کا دست نازک میرے خون کو قبول کرے یعنی میں اسکے ہاتھ سے قتل ہوں۔ اب میں اتنی مدت تک صبر کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہوں (صبر کروں) کہ رنگ حنا کی بہار آجائے اور معشوق حنا کے عوض میرے خون سے اپنے ہاتھ لال کرے یعنی رنگ حنا ہی میرا شفیع ہوسکتا ہے۔

سر رشتہ طرب آگہان بہار میکشد از چمن — چو خیال بیدل اگر کسی ز تو نگزرد بخدا رسد

حل جو لوگ (عارفان اور اہل اللہ) طرب حقیقی سے آگاہ ہیں آن کی سر رشتہ حصول طرب چمن سے بہار مینوشی کی جانب کھینچ لیتا ہے کیونکہ بہار میں مینوشی کا لطف ہوتا ہے پس اے شیخ یا مرشد جو شخص بیدل کے خیال کی طرح تیری محبت سے نگزریگا یعنی تیرا ہی ہو رہیگا وہ بالضرور خدا تک پہنچ جائیگا یا اے معشوق جو شخص تیرا شیدا ہوگا وہ ضرور واصل الی اللہ ہوگا کیونکہ المجاز قنطرۃ الحقیقۃ

عرق آن خروش جہان یکتا سحر یابن انجمن برآرد — جنونے انشا کند تحیر کہ عالمے را ز من برآرد

حل میاد زخروش جو جہان تماشا (دل) ہیں توجہ رہے اگر انجمن (ہستی) میں سر لگا ہے تو جیسوں وہ حیرت پیدا کرے کہ ایک عالم حیرت خود دیر سے وجود سے نکال لے۔ یعنی میں اپنے خروش کو ضبط کئے بیٹھا ہوں ورنہ جیسوں کا وہ عالم دکھاؤں کہ دنیا کو حیرت میں ڈال دوں۔

خیال ہر چند پر فشاند ز عالم دل بروں نراند — چہ ممکن است آنکہ سعی وحشت بغربتم از وطن برآرد

حل خیال ہر چند پھڑپھڑاتا ہے کہ مجھے عالم دل سے اڑا کر لیجائے مگر نہیں لیجا سکتا وحشت کبھی ہی سعی کرے مگر ممکن نہیں کہ مجھے وطن سے غربت میں نکال سکے۔ یعنی میرا وطن عالم دل ہے خیال ما سوا اللہ مجھکو یہاں سے نہیں نکال سکتا۔

نرست تخمے دریں گلستاں کہ نوبہارے بہم رساند — ہوائے رنگ گلت ز خاکم اگر برآید چمن برآرد

حل اس گلستان میں کوئی تخم ایسا نہیں اگا جسنے نوبہار کا سامان نکیا ہو یعنی محبت الہی میں ہر تخم پھولتا پھلتا ہے میری خاک سے بھی تیرے رنگ گل (جمال یار کی) ہوا (خواہش) کو اگر نکالیگا تو حرف چمن اگا دیگا وہاں بھی پھولتا پھلتا ہی رہیگا کیونکہ چمن سے تخم اگ کر نکلتے اور نشو ونما پاتے ہیں۔

ندارد از طبع ما فسردن بغیر پرواز پیش بردن — کہ رنگ عاشق چو پیکر صبح بقدر شکستن برآرد

حل ہماری طبیعت افسردگی بجز سوا پرواز پیش کرنیکے کچھ نہیں رکھتی یعنی پرواز رکھتی ہے کیونکہ رنگ عاشق پیکر صبح کی طرح شکستن کے موافق پر نکالتا ہے یعنی جس طرح صبح جو شکستگی ہوتی ہے دفعتہً دنیا میں پھیلجاتی ہے اسی طرح عاشق کا رنگ جسقدر افسردہ ہوگا اسیقدر شکستن شگفتہ ہوکر پھیلجائیگا۔ پرندوں کے پروں میں شکن ہوتی ہے مگر پرواز کے وقت کھلجاتی ہے تاکہ پروں میں ہوا سماسکے اور وہ اڑ سکیں کوئی پرند جسقدر بلند پرواز ہوگا اسیقدر اسکے پروں میں چنٹیں ہونگی ورنہ وہ اڑ نہ سکیگا۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق افسردگی ہی میں خوش اور شگفتہ رہتا ہے۔

ز بسکہ جذبہ محبت قوی است امید ناتوانان — سرشک چوں اشک دل ہم ما ز چاہ غم بروں برآرد

حل ناتوانوں کی امید جذبۂ محبت کے بہادر سے قوی ہے یعنی انکا بھروسا صرف جذب محبت پر ہے۔ جسطرح عاشق کے آنسو خود بخود نکلتے ہیں اسیطرح لائق ہے کہ جذبۂ الفت ہمارے دل کو یعنی خود ہمکو بھی رسی کے چاہ غم سے نکال لے۔

دل ستمدیدہ گر ز محنت شد از ستمگر رہائی — بلغزش اشک کاش خود را چو صبح زیں انجمن برآرد

حل دل ستمدیدہ کو رنج کی تنگدلی کہ جانے سے رہائی نہیں کاش جسطرح روتے روتے سحر کے وقت انجمن سے شمع نکلجاتی ہے اسی طرح دل کو بھی آنکھ کی لغزش اس انجمن (دنیا) سے نکال دے یعنی آنکھ ورنے سے

استغفار آنسو جاری ہو رہیں کہ ہم کچھ نکل دنیا سے باہر ہو جائیں یعنی روتے روتے ہی فنا ہو جائیں۔

ز خاکسار فنا بالد غبار شکست تعلق — دلیل صبح قیامتست این کہ مردہ سر از کفن برآرد

حل جو شخص فنا کا خاکسار ہے یعنی جو خاکساری کرتے کرتے خاک ہو گیا ہے اس سے شکست تعلق دنیا کا غبار نہ اٹھیگا یعنی پیدا نہ ہوگا اگر پیدا ہوگا تو قیامت آئیگی کیونکہ مردہ کا کفن سے سر نکالنا قیامت کے آنیکی دلیل ہے عاشق مردہ ہے اور غبار اسکا کفن ہے۔

بآن سر و برگ مغتنم گر بترک اندیشہ فضولی — مباد چون بخیہ خودنمائی سرت ز دلق کہن برآرد

حل یا مصنف اس سامان فقر کے جو تجھے حاصل ہے فضولیات دنیا کی فکر کو چھوڑ کر دنیا غنیمت سمجھ ایسا نہو کہ جسطرح دلق کہن کا بخیہ نمودار ہو جاتا ہے اسی طرح تیرے سے دلق کہن سے خودنمائی سر نکالے یعنی تو دلق کہن پہنکر مغرور ہے مطلب یہ ہے کہ دلق کے پہننے سے بھی درویش کو خودنمائی کا خوف ہے درویش کا سر و برگ تو یہ ہے کہ اسکے پاس کچھ بھی نہو۔ برآرد کا فاعل خودنمائی ہے اور سر مفعول ہے یعنی مباد کہ خودنمائی مثل بخیہ از دلق کہن تو سر برآرد۔ ناظرین غور سے سمجھیں۔

بجز دو اضطرار رنگی ندارد از اعتبار تہمت — چہ غیرتست این کہ خیر خود را ز جرگۂ مرد و زن برآرد

حل اضطرار کا بجز کوئی رنگ نہیں رکھتا یعنی اضطرار جس سے عبارت ہے وہ مجرد ہے اور ہر رنگ سے مبرا ہے اگر تہمت کے اعتبار سے خیر کی غیرت اس امر کی مقتضی نہیں کہ اپنے کو مرد و عورت کے گروہ سے نکالے۔ مطلب یہ ہے کہ گروہ انسانی سے خیر اضطراراً سرزد ہونی چاہئے جیسے آفتاب سے نور کہ خواہ آفتاب ارادہ کرے یا نکرے مگر نور کا اس سے صادر ہونا ضروری ہے۔

قدم بآہنگ کین فشردن ز عافیت نیست بہرہ بردن — تفنگ قالب تہی نماید دمیکہ دود از دہن برآرد

حل کینے پر جما رہنا افزونی عافیت کے خلاف ہے بندوق کے منہہ سے جب دہواں نکلتا ہے تو فی الفور قالب تہی کر دیتی ہے مردہ ہو جاتی ہے یعنی کینہ ور آدمی عافیت سے محروم رہتا ہے۔

دماغ اہل صفا نچیند بساط انداز خودفروشی — محال است گر نفس را بہ دشنہ گاہ سخن برآرد

حل اہل صفا کا دماغ انداز خودفروشی کا فرش نہیں بچھاتا یعنی وہ خودفروشی نہیں کرتے صبح اپنی سانس دشنہ گاہ سخن کے ساتھ نہیں نکالتی یعنی ساکت رہتی ہے اور دنیا میں خود بخود اسکی صفائی پھیل جاتی ہے۔

بہار اسباب چند پوشد صفای آئینہ بگرد — نجاست نگار یا نکو ما را ز نجاست پیرہن برآرد

حل یہ رنگ الہی صفائی کے ساتھ بنتا ہوا ہے کہ مصور قدرت جب میری تصویر کھینچتا ہے اور اسکو قلم سے صاف کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو آئینہ سے صاف کرتا ہے یعنی جسطرح میرے رنگ میں کدورت اور خامی ...

اسیطرح آئینے مین بھی نہین پس پختہ کیلئے پختہ ہی کی ضرورت ہے۔

نفس بصد یاس میکشم از ہم دگر ز حالم مپرس بیدل — چو شمع رنگم شکستہ است اسیر گرمی کہ از سوختن برآید

حل۔ مین اپنی سانس کو سو یاس کے ساتھ گلا رہا ہون اے بیدل تو میرا حال اور کیا پوچھتا ہے اس قیدی کی پر حسرت ہو کہ مثل شمع جلنے سے اپنا رنگ نکالے یعنی جلکر مرے مین جل رہا ہون اور نہین مرتا۔

نکتہ۔ عالمے بوضع خود خرسند است۔ از احتساب نادانی مخل اوقات کس مباش۔ جائیکہ سرگرم آتش سودا ست بوعظ دم سردی آبے تکلف مپاش۔ اگر نفست اثرے دارد صرف ارشاد خود کن تا پیش مردم ہرزہ درا نباشی واگر ناخنے رسا است بگشا و عقدہ خویش بپرداز تا جراحت دیگران نخراشی۔ پیداست کہ ناقص طبیعت از ورق گردانی لیالی و ایام تحصیل نشئہ کمال نکند یعنی ہلال اگر بصد سال ماہ نتواند گردید و کودن طبیعت از گردش ساغر آہ از حصول نشاء بزرگی دشوار است کہ طفل اشک در ہزار قرن بہ پیری نخواہد رسید۔

تو کاہلی ننگ کن اینجا توئی در من نمیگنجد — گریبان عالمے دارد کہ در دامن نمیگنجد
بہ یکتائی ہست رابطہ تار و پود بے نیازی ہا — کہ در آغوش نیاک اینجا سر سوزن نمیگنجد
گرفتم نو بہار عیش خود نشو و نما سر کن — بساط آرائی نازت تو در گلشن نمیگنجد

نکتہ۔ لی مع اللہ وقت اشارہ کیفیتیست از حضور احدیت حق کہ آن نشاء ثبوت دوام ندارد مگر بہ تجدد دم مطلق۔ در تکرار آباد حدیث ہمان کیفیت معروف تجدد امثال است و ہمان نشئہ مستوم سانحہ احوال و اقوال۔ گروہے کہ از رمز تحقیق بہرہ نکشیدہ اند از دور بینیہا دماغے نرسانیدہ حصول نشئہ در طبیعت تاک توہم کردہ اند و بوے گل را در مزاج ہوا برنگ آوردہ ہر چند بطراوت ظہور در نسق تکالیف شرعیہ حائل میدانند از بیخبردی برفع آن میکوشند و بآن کہ رو از کلف ہستی در عقدہ مراتب آداب مشاہدہ نمایند از ننگ حیا آزادی میفروشند۔ غافل کہ این تکلفات گویا چہ قدر بخونہا خوردہ تا نقش آدمیئے بستہ است و این یک نفس نسیم چہ انتظار در غنچہ ہا کوشیدہ تا بشکل حبابے پیوستہ۔

حل۔ ایک عالم اپنی وضع (فطری حالت) مین خوش ہے تو نادانی سے احتساب لینے مین کسیکا مخل اوقات مت ہو یعنی تو نادان ہے کسیکی فطری حالت تجھے معلوم نہین تو کیون انکا یا خود اپنا مخل اوقات بنتا ہے اور ایک جہان آتش سودا (اپنی دھن) مین سرگرم ہے تو اس آتش پر اپنے وعظ کے دم سرد سے تکلیف کا پانی مت چھڑک کیونکہ وہ آگ ٹھنڈی ہونے والی نہین اگر تیری سانس

(اُسی وعظ) مین کچھہ اثر ہے تو اُسکو خود اپنی رہنمائی مین صرف کر یعنی اپنا ناصح بن تاکہ تو لوگون کے سامنے
بیہودہ گو ثابت نہو - کیونکہ جب تو آپ اپنی اصلاح نہین کرسکتا تو دوسرون کی کیا خاک اصلاح
کریگا خود فضیحت و دیگران را نصیحت - اگر تیرے ناخن مین رسائی ہے تو اپنی ہی گرہ کے کھولنے
مین مشغول ہو تاکہ تو اس ناخن سے اورون کا زخم نہ چھیلے - ظاہر ہے کہ ناقص طبیعت والونکو رات
دن کی ورق گردانی سے تحصیل معنے کمال محال ہے یعنی وہ کمال کیسے ملنے کہ سمجھنے کی قابلیت
ہی نہین رکھتے تو ملال ابر و سو برس مین بھی ماہ کامل نہین بن سکتا اور کودن طبیعت والے کو محض ساغر آواز
(اُسی وعظ) کی گردش سے بزرگی کا نشاء حاصل ہونا محال ہے کیونکہ طفل اشک ہزار قرن (ایک قرن
بارہ سال کا ہوتا ہے) مین بھی بوڑھاپے تک نہ پہنچیگا -
حنل لو اپنا کام کر کیونکہ یہان فتنہ توتی نہین سماتی یعنی تجھکو اور نہ سے کیا مطلب ہے یہان گریبان کا وہ
عالم (حالت) ہے کہ پیرہن مین نہین سماتا یعنی پھٹتا ہی چلا جاتا ہے - یہان تنہائی سے بے نیازی کے
تار و پود کو ایسا ربط ہے کہ چاک کی بغل مین سوزن کا سر نہین سماتا یعنی سوزن سے چاک بے پرواہ ہے - پھر
تو کس کس کو اپنے وعظ کی تلقین کریگا اور کس کس کا چاک سئیگا -
مین قبول کرتا ہون کہ تو نو بہار ہے تو بہتر ہی آگے اُسکی نشو و نما انجام کو پہنچا - بہار مین تیری آگ کی
بساط آرائی نہین سماتی -
لی مع اللہ وقت الحدیث حضور احدیت سے ایسی کیفیت کا اشارہ ہے جو ثبوت دوام کا نشہ نہین کہتا
مگر بعد دوم مطلق پر یعنی یہ اُسکے لئے ہے جو ذات احدیت مین فانی ہو جائے - تیز آباد احدیت مین بھی
کیفیت تجدد امثال مین مصروف ہے - (صوفیون کا عقیدہ ہے کہ انسان ہر وقت بدلتا رہتا ہے
ایک حالت پر نہین رہتا) اور یہی نشہ ساغر احوال و افعال کا مفہوم ہے - جن لوگون نے حقیقت
سے گھونٹ نہین پیا اور دماغ دور یقین تک نہین پہنچا یا یعنی اس دور شراب کے قابل نہین
بنایا - وہ حصول نشہ کو درخت انگور مین اور بوئے گل کو ہوا کے مزاج مین گمان کرتے ہین حالانکہ
نہ انگور کے درخت مین نشا رہتا نہ ہوا مین خوشبو - خوشبو تو درحقیقت پھول مین ہے جو ہوا تک
دماغ مین پہنچاتی ہے ہر چند ظہور الٰہی کی طراوت لطائف تشبیہ مین دیکھتے ہین مگر حقیقت اُسکی
دیکھنے کی سعی کرتے ہین اور باوصف اسکے کہ ہستی دنیا کی رونق جز بادہ انتہا آداب مین دیکھتے
مین مگر ہمیشہ آزادی کو فرد حقیقت کرتے ہین یعنی انہون نے آزادی کی دوکان کھول رکھی ہے اور اسی
ہیر و نیا نقش دیکھتے ہین لطائف تشبیہ سے تشبیہ مین - اسے غافل مین کہ اسرار حقیقت خدا سے کیا گیا

بڑا جنون اپنے قبضہ میں رکھتی ہے بہار کی موسم میں عاشقوں پر جنون طاری ہوتا ہے اور کھولنا
میں آنکھ نہیں لگتی مگر چونکہ یہ جنون بہار غفلت سے ہے جو مخمور نرگس سرمہ سا کا رقص نما ہو پیدا ہوا
ہے لہذا غفلت ہی کا جنون دنیا کے سر پر جس کی طرح سوار ہے ہم بھی بن موسے خواب ناز میں
ہیں اور ہمارا محمل جسپر ہم سوتے ہیں گران متاع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی نشیلی
آنکھ نے دنیا کو مدہوش کر رکھا ہے۔

چو شد قبول اثر فراہم زخاک گل میکند حنا ہم ۔ فلک رو روز غبار ما ہم بزیر پا تو کاش دارد

حل جب قبولیت کا اثر اکٹھا ہو جاتا ہے تو خاک سے حنا اگتی ہے آسمان دور روز کے لیئے ہمارا
غبار بھی تیرے پاؤں کے نیچے رکھے تاکہ اس سے حنا اگے اور اس ذریعے سے ہم تیرے
قدموں سے لگیں اور پابوس ہوں۔ تقریباً یہی مضمون غالب دہلوی نے لکھا ہے ؎

مشہد عاشق سے کوسوں تک جو اگتی ہے حنا ۔ کس قدر یارب ہلاک حسرت پابوس تھا

کشادہ بند نقاب امکان کسی بہ بینش مگیر آسان ۔ کہ رنگ ہر گل درین گلستان بچشم دورباش دارد

حل بینش (عقل) سے نقاب امکان کے بند کا کھولنا آسان نہ سمجھ۔ کیونکہ اس گلستان
میں ہر گل اپنا رنگ دورباش (نیزے) کے احاطے میں رکھتا ہے کہ مجھ سے الگ رہ اسکی
حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی مطلب یہ ہے کہ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ امکان کیا چیز ہے اور اسکو
پیدا کرنے میں صانع حقیقی نے کیا حکمت رکھی ہے مصرعہ ثانیہ میں دارد کا
فاعل ہر گل ہے اور رنگ مفعول ہے۔

بکوہ و صحرا دویدہ شتابی کہ قدر عجز رسا نیابی ۔ سر از نفس سوختن نتابی بخود رسیدن تلاش دارد

حل تو جنگل اور پہاڑ کے گرد دوڑتا ہے کیونکہ عجز رسا کا مرتبہ نہیں پاتا یعنی تجھے اپنی عجز کا جو حقیقت
رسا ہے ادراک نہیں ہوتا حالانکہ عاجز ہو جانا بھی رسائی ہے کیونکہ ؎ واماندگی تمنا سے توحد
تمنائے تست۔ تو سانس کے جلانے (بجتے بس) سے سر نہیں پھیرتا حالانکہ عجز رسا خود اپنی
مقصود تک پہنچ جانے کی تلاش میں ہے۔

حذر ز تزویر زہد کیشان بحج و زریہ صفائی ایشان ۔ وضوی مکروہ ما کیشان براز شاشن و برش دارد

حل زہد کیشوں (زاہدوں) کے مکر سے حذر کر اور انکی ظاہری صفائی کے فریب میں نہ آ ان جامہ
ریشوں (طویل اور عریض داڑھی والوں) کا مکروہ وضو بول و براز رکھتا ہے یعنی یہ مکار سراپا نجاست
میں انکا وضو بھی بول و براز میں لتھڑا ہوا ہے۔

اسپرٹ آتشین میں بھی نہیں اس کنہ کا پہنچنا یعنی پختگی کی ضرورت ہے۔

نفس بصد یاس میکشد ازهم دگر زحالم مپرس بیدل ۔ چو شمع رحم است آنکہ مرگ از سوختن برآرد

حل: میں اپنی سانس کو سو یاس کے ساتھ گلا رہا ہوں اے بیدل تو میرا حال اور کیا پوچھتا ہے اُس شمع کی
پر رحمت ہو کہ مثل شمع جلنے سے اپنا مرگ نکالے یعنی جلکر مرے ہے میں جل رہا ہوں اور نہیں مرتا۔

نکتہ - عالمے بوضع خود خرسند است از اعتساب نادانی مخل اوقات کس مباش - جہانے سرگرم آتش سودا
بوعظ وہم سرد کو آب تکلف مپاش - اگر نفست اثرے دارد صرف انشاء خود کن تا پیش مردم بیہودہ
درا نباشی واگر با نفست ریسا ہست بکشاء عقدہ خویش بپرداز تا جراحت دیگران نخراشی - پیداست
کہ نافہمی طبیعت از ورق گردانی لیالی و ایام تحصیل معنی کمال نتوان کرد اگر ماہ ہلال بہ بدر بصد سال ما نتواند
گردید و کودن طبیعت را گردش ساغر و اندام وصول نشاء بزرگی دشوار کہ طفل اشک در ہزار قرن
بہ پیری نخواہد رسید ؎

تو کار خویش کن اینجا تو لی ور بہ نمیگنجد ۔ گریبان عالمے دارد کہ در دامن نمیگنجد
بہ یکتائی ہست ریشے تار و پود بے نیازی را ۔ کہ در آغوش نہ افلاک اینجا سر سوزن نمیگنجد
گرفتم نو بہار قہ پیش خود تنہا سر کن ۔ بساط آرائی نازت تو در گلشن نمیگنجد

نکتہ لی مع اللہ وقتے اشارہ کیفیتی ہست از حضور ذات بیحد حق کہ آن نشاء ثبوت دوام ندارد
مگر بہ سعد و عدم مطلق - در تمیز آباد احدیت ہمان کیفیت مصروف تجدد امثال است و ہمان نشہ منتظم
نسق احوال و افعال - گروہے کہ از رمز تحقیق جرعہ نچشیدہ اند و از دور یقین دماغے نرسانیدہ
حصول نشہ در طبیعت تاک توہم کردہ اند و بوئے گل را در مزاج ہوا برنگ آوردہ بہ جنید طراوت
ظہور در نسق تکالیف شرعیہ ہوا شد میکنند از بیخبری بہ رفع آن میکوشند و بآن کہ رونق ہستی
در حفظ مراتب آداب شاہدہ است نا دیدہ از ترک حیا آزادی میفروشند - غافل کہ این کشت وفا
چہ قدر خونہا خوردہ تا نفس آدمیت بستہ است و این یک نفس نسیم چہ مقدار در قید ما کوشیدہ است
تا بشکل حیا پیوستہ ۔

حل: ایک عالم اپنی وضع (فطری حالت) میں خوش ہے تو نادانی سے اعتساب لینے میں کسی کا
مخل اوقات مت ہو یعنی تو نادان ہے کسی کی فطری حالت تجھے معلوم نہیں تو کیوں انکا یا خود اپنا مخل
اوقات بنتا ہے۔ اور ایک جہان آتش سودا (اپنی دھن) میں سرگرم ہے تو اُس آتش پر اپنے وعظ
کے وہم سرد سے تکلیف کا پانی مت چھڑک کیونکہ وہ آگ ٹھنڈی ہونے والی نہیں اگر تیری سانس

بڑا جنون اپنے قبضہ میں رکھتی ہے بہار کی موسم میں عاشقوں پر جنون طاری ہوتا ہے اور جنون لانا میں آنکھ مہنین لگتی مگر چونکہ یہ جنون بہار غفلت سے جو مخمور نرگس سرمہ سا کا (قدرتاً) اثر پیدا ہوا ہے لہذا غفلت ہی کا جنون دنیا کے سر پر ہے کسطرح سوار ہو ہم ہر بن مو سے خوابخانہ میں ہین اور ہمارا محمل جسپر ہم سوتے ہین گران متاع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معشوق کی نشیلی آنکھ سے دنیا کو مدہوش کر رکھا ہے۔

چو شد قبول اثر فراهم ز خاک گل میکند جبینم　　فلک دو روز غبار ما هم بزیر پا گر نگاهش دارد

حل جب قبولیت کا اثر اکٹھا ہو جاتا ہے تو خاک سے حنا اگتی ہے آسمان دو روز کے لئے ہمارا غبار بھی تیرے پاؤن کے نیچے رکھے تاکہ اس سے حنا اُگے اور اس ذریعے سے ہم تیرے قدمون سے لگین اور پابوس ہون۔ تقریباً یہی مضمون غالب دہلوی نے لکھا ہے۔ غالب

مشہور عاشق سے کوسون جو آگئی ہے حنا　　کسقدر یارب ہلاک حسرت پابوس تھا

کشاد بند نقاب امکان بسعی بینش مگیر آسان　　که رنگ هر گل درین گلستان بجز دورباش دارد

حل بینش (عقل) سے نقاب امکان کے بند کا کھولنا آسان نہ سمجھ۔ کیونکہ اس گلستان مین ہر گل اپنا رنگ دورباش (نیزے) کے احاطے مین رکھتا ہے کہ مجھ سے الگ رہو اسکی حقیقت معلوم نہین ہو سکتی مطلب یہ ہے کہ کوئی نہین سمجھ سکتا کہ امکان کیا چیز ہے اور اسکو پیدا کرنے مین صانع حقیقی نے کیا حکمت رکھی ہے مصرعہ ثانیہ مین دارد کا فاعل ہر گل ہے اور رنگ مفعول ہے۔

بگرد صحرا دویدن تا کی که رشته پائی که قدر عجز رسا نیابی　　سر از نفس عنان نتابی بجو ز رسید ملامت و دارد

حل تو جنگل اور پہاڑ کے گرد دوڑتا ہے کیونکہ عجز رسا کا مرتبہ نہین پاتا یعنی تجھے اپنی عجز کا جو حقیقۃً رسا ہے ادراک نہین ہوتا حالانکہ عاجز ہو جانا بھی رسائی ہے کیونکہ ع وا ماندگی تمنا سے تو جادہ تمنا نے شکست ۔ تو سانس کے بگولے (تجسس) سے سر نہین پھیرتا حالانکہ عجز رسا خود منزل مقصود تک ساتھ جانے کی تلاش مین ہے۔

حذر ز تزویر زهد کیشان مخور فریب صفائی ایشان　　وضوی مکروه جامه ریشان هزار شاش و براز دارد

حل زہد کیشون (زاہدون) کے مکر سے حذر کر اور انکی ظاہری صفائی کے فریب مین نہ آ ان جامہ ریشون (طویل اور بھر ریش ڈاڑھی والون) کا مکروہ وضو بول و براز رکھتا ہے یعنی یہ مکار سراپا نجاست مین انکا وضو بھی بول و براز مین لتھڑا ہوا ہے۔

حل خدا تعالی کہتا ہے کہ میں نہ ازلی ہوں نہ ابدی ہوں (کیونکہ اس سے تعین اور تحدید
لازم آتی ہے) میں تو شمارت سے پرے لا تعین احد ہوں۔ میری یکتائی سے دو عدم
کا خیال کیا پس معیت درمیان سے عدم کو فرض کر کے جوش زن ہوئی۔ یعنی بجز میرے
کوئی شئی موجود نہیں دو عدم کا تعدد بھی فرضی اور اعتباری ہے۔

نکتہ صحبت دانا در عالمیکہ معموری سوادش از غبار غفلت است عطیۂ غیبی ۔ و موانست عرفا
در محفلیکہ آرایش او بکدورت نسیان است غنیمت بہت لا ریبی۔ جہانے بفکر تن پروریہا
مردہ است ما حصل زندگی کرامت و عالمے در شکنجۂ خود پرستی افسردہ ۔ رہائی از تنگ
طبیعت کجا ست ۔ درین آئین ہجوم تاریکی دلہا شمع روشن نمیتوان کرد و از غلبۂ بے اتفاقی
طبائع مژگان بہم نمیتوان آورد ۔ اینجا سودا ے خباثت طبیعت دود دماغ کمال است و سوختہ
حرص و حسد خسکے پیراہن خیال ۔ تا چشم بالتفات بہم کشودہ آید آبرو سے مروت کہ
ندارند ریختہ است و تا لب بحدیث موافقت باز کردہ آید شیرازۂ اخلاصے کہ نہ بستہ اند گسیختہ
جمعیتہا پیش از تفرقہ دام اندوہ و کلفت و اختلاطہا پیش از جدائی مایۂ یاس و ندامت
ساز گفتگو ہا مربوط شکوہ عمرو و زید است جستجو ہا حاصل مکر و کید۔ بریں تقدیر چہ میکر
احتمال جمعیت توان یافت از ساز تفرقہ آہنگ ۔ این مقام نباید اندیشید و در صحبتیکہ استحکام
الفتہ توان کرد از نتائج وحشت حصول این انجمن نمیتوان فہمید ۔

حل دانا کی صحبت ایسے عالم (دنیا) میں جسکا سواد غبار غفلت سے معمور ہے یعنی سب غافل
ہیں ایک عطیۂ الہی ہے اور عارفوں کی موانست ایسی محفل (اسی دنیا) میں جسکی آرایش نسیان کی
کدورت سے ہے یعنی سب خدا کو بھولے ہوئے ہیں ایک یقینی لوٹ ہے ایک جہان
تن پروری کی فکر میں مردہ ہے زندگی کا حاصل کسے نصیب ہے اور ایک عالم خود پرستی
کے شکنجے میں افسردہ ہے طبیعت (نفس) کے تنگی سے کسے رہائی نصیب ہے ۔ ایسی
روش میں دلوں کی تاریکی کے ہجوم سے شمع کا روشن ہونا ممکن نہیں اور طبائع کی بے اتفاقی
سے پلکوں کو بھی کوئی باہم نہیں لا سکتا (نا اتفاقی طبائع سے پلکوں کو بھی کوئی نہیں ملا سکتا)
یعنی اہل اللہ سے طبائع موافق نہیں ہوتیں یہاں خباثت کی ناپاکی دماغ کمال کا دھواں ہے
یعنی خباثت کمال کے دماغ کو پریشان کرتی ہے جبتک خباثت ہے کوئی کامل نہیں ہو سکتا
اور حرص و حسد کا وسوسہ پیراہن خیال کیلئے خسک (گوکھرو) یعنی تکلیف دینے والا ہے

نقل ایک بلبل نے اپنے دوست ہمنوا سے شکایت کی کہ اسے نواپرواس چمن کا شور زاغ میرا یار ہے - ہمنوا نے کہا چپ رہ کوے بہت ہیں اور عالم اس جنس سے بھرا ہوا ہے اور کان ایسی بیہودہ آوازوں سے پُر ہیں - پس شکایت فضول ہے -

نکتہ حصول نعمت کمال بے وسائط گرسنگی محال است وسیرابی زلال جمعیت بے وسیلہ تشنہ لبی سراب خیال - ہلال تا از خود تہی نگردید آئینہ داری آفتاب نرسید و صدف تا بہ پختگی سفال نرسید علم آشفتگی از موج گوہر نچید - حباب در یک نفس تشنگی استعداد دریا کشی بہم رسانید و آئینہ با نرکس پرواز باطن آسمان را تقدیم گرداند - از ظرف خالی پُر قابل پُر کردن نہ و جامہائے لبریز یکدست فرو ریختن گواہند - جسم اگر چہ بہ راہ مرد تن آرد از استعانت ریاضت ہمت و کدورت ہا سے دل اگر آئینہ وار صفا گردد لیسیقل کاوش بفیض فقر دست از تنبیہ طعام در کشیدن ممکن نیست - آدمی ملک بر نیاید و ہمین دامن از غبار اثقال چیدن پستی فطرت بال عروج نگشاید - خلا و معدہ در ہمہ حال مستلزم کمال است و امتلاء ذریعہ اوقات مادہ غشیان و اثقال -

حل نعمت کمال عرفان کا حاصل ہونا بغیر فاقہ کشی کے محال ہے اور زلال جمعیت سیراب ہونا بدون وسیلہ تشنہ لبی کے خیال کا محض دھوکا ہے - ہلال نے جب تک اپنے کو خالی نکیا آفتاب کی آئینہ داری تک نہ پہنچا (چاند آفتاب کے نور سے منعکس اور مستفیض ہوتا ہے) سیپی جب تک پختہ سفال کی مانند ہو جائے موج گوہر کی آشفتگی دور نہیں کر سکتی یعنی موتی نہیں بنا سکتی - حباب تشنگی کی ایک سانس میں دریا کے چڑھا جانے کی استعداد بہم پہنچاتا ہے اور آئینہ تھوڑی سی پرواز اندرونی میں آسمان کو لقمہ کر جاتا ہے (آئینہ میں آسمان کا عکس نظر آتا ہے) تمام خالی ظرف پُر کرنے کی اور تمام لبریز پیالے خالی ہونے کے قابل ہیں جسم کی گرانیاں اگر سبک روحی کے مرتبہ تک پہنچیں تو یہ ریاضت کی مدد سے ہے اور دل کی کدورتیں اگر آئینہ کی مانند صاف ہو جائیں تو یہ صیقل کاری ہے فقر کے فیض سے طعام سے باز رہنا ممکن نہیں - آدمی فرشتہ نہیں بن سکتا اور غبار اثقال سے دامن اٹھانے کا نام ہے پست فطرتی عروج کا بازو نہیں کھول سکتی یعنی تعلقات سے کھنچنے میں باطنی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی دل بیدار و دست بیکار رہنا چاہیئے - معدے کا خالی رہنا ہر حال میں کمال سے کے پہنچنے پر مستعد رہتا ہے اور شکم سیر ہر حالت میں بیہوشی (سستی اور گرانی) کا مادہ ہے -

کیسۂ خالی است اینجا مایۂ گنج آوری　　دارد اعداد افق از صفر حکم اکثری

حل یہان کیسہ خالی خزانہ جمع کرنے کا سرمایہ ہے کیونکہ کم عدد کو جب صفر دیا جاتا ہے تو وہ بڑھ جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ قناعت سے دولت حاصل ہوتی ہے۔

فیض خواہی در وداع الفت اغیا کوش　　چون صفا آئینہ ات گیرد جہان دیگری

حل اگر تو حصول فیض چاہتا ہے تو دل سے غیر کی الفت دور کرنیکی کوشش کر جب تیرا آئینہ صفائی قبول کریگا تو خود تجھہ مین اور ہی جہان نظر آیگا۔

معدہ خالی کن براوج عزت معنی درآ　　ہست بیرون از دکان ماؤ تو این منبری

حل معدہ خالی کر (تارک لذات ہو) اور عزت عرفان الٰہی کی بلندی پر آ ماؤ تو (دوئی) کی دوکان سے یہ منبری باہر ہے۔

عیبکشی دیوار بر روی دل از تعمیر خاک　　آب شو اے بیخبر از خجلت تن پروری

حل تو خاک کی تعمیر (تن پروری) سے روے دل پر دیوار کھینچ رہا ہے اے بیخبر اس ندامت سے عرق عرق ہو کیونکہ جب دل کے سامنے تاریکی ہوگی تو وہ نظارۂ نور عرفان سے محروم رہیگا۔

نکتہ تا کمر بر شکست خود نہ بستۂ راہ جنگ عالمی بر رویت کشادہ است وتا پنجۂ طاقت تنگ نشدہ خراش ہزار ناخن بر ریش جگر آمادہ ضعف اختیاری سپرے ست در دفع بلیات اضطرار وشکنجہ ہوشیاری حصارے از سنگ باران آفت خمار۔

حل جبتک تو اپنی شکست (کسر نفس) پر کمر نہ باندھیگا دنیا کی لڑائی کا دروازہ تجھپر کھلا رہیگا اور جبتک تو طاقت کا پنجہ اپنی آستین ہی مین نہ توڑیگا زخم جگر کے چھیلنے کو ہزار ناخنون کی خراش آمادہ رہیگی ضعف اختیاری دفع بلیات اضطراری کے لئے ایک ڈھال ہے یعنی تو ضعیف بننے کا اختیار رکھتا ہے اور نزول حوادث مین مضطر ہے یعنی وہ تیرے اختیار مین نہین اور ہوشیار رہنے کا شکنجہ آفت خمار (مستی) کے سنگ باران سے بچنے کا ایک قلعہ ہے۔

من پریشانی حسرتم کہ گم ہست مقصد بسملش　　بعد خون گشتن بہ نگہ ببار خنجر تا تلاش

حل مین ہون اور میری پریشانی حسرت ہے کہ معشوق کے بسمل کا مقصد گم ہے تو رنج قتل ہو جانے کی تمام تک ہی کسیطرح پہنچیگا تو خنجر کی زبان سے معنی قاتل اپنی زبان

ہے قتل کرنے کو نہیں کہتا بلکہ خنجر کی زبان کاٹتی ہے حسرت یہی ہے کہ تامل تغافل شعار ہے

ستم است ذوق گذشتن ز نوا گو چه عاجزی — تری اگر نه ناند بخون شکست آبله کن کاوش

حل - کو چہ عاجزی ہو تیرا گذرنا ظلم ہے اگر تو اپنے خون سے غبار کو تر کرکے دبا نہیں سکتا کیونکہ ضعف اور عجز سے

بدن میں خون نہیں رہا تو پاؤن کا آبلہ توڑ کر اسکے پانی سے غبار کو بٹھا دے مطلب یہ ہے کہ کوچہ عاجزی نگذرے

بهزار یاس ستم کشتی زده ام بر در عافیت — چو سفینه ام ز شکستگی نگند به دامن ساحلش

حل - ستم کشی کی ہزار نا امیدیوں کے ساتھ اب ہم آسایش کے دروازے پر جا لگے ہیں جس طرح کشتی کو اسکا ٹوٹ

جانا کنارے کے دامن میں ڈال دیتا ہے یعنی اب یہ یاس ہے کہ ہم پر ظلم نہوگا - جب کام ہی تمام ہوگیا

تو ظلم کیسا - حالانکہ عاشق ظلم چاہتا ہے -

خوش است آنکه خط الفتو کشی بسر عقل تو بخون کشی — که بسان آن جنون کشی تو تهم حق و باطلش

حل تیرے لئے یہ اچھا ہو کہ فسون عقل کو شادی اور عقل کا سر خون میں گھسیٹے ایسا نہو کہ حق و باطل

کا توہم جو عقل سے پیدا ہوتا ہے اُسکے کارن تجھے جنون کی شرم کھینچنی پڑے یعنی عقل تجھے دیوانہ

بناوے - بھلا عرفان الٰہی میں عقل کا کیا کام -

بشهید تیغ وفا کرا رسد از هوس دم همسری — که بسخت منطقه فلک ز شکوه زخم حمائلش

حل - معشوق کی تیغ وفا کے شہید سے کون ہمسری کر سکتا ہے جبکہ اسکے زخم حمائل کے صرف

دبدبے نے آسمان کا منطقۃ البروج بھی توڑ ڈالا ہے - زخم حمائل میں ترکیب توصیفی ہے یعنی

تلوار کا وہ طویل و عریض زخم جو گلوئی دوش عاشق میں حمائل (پٹہ) کی طرح لگا ہے -

دل ذره تشنه جستجو سر مهر گرمی آرزو — چه هوس که تحفه نمیکشد نگاه آئینه مائلش

ترکیب - مصرعہ ثانیہ میں نگاہ موصوف اور آئینہ مائلش صفت ہے یعنی معشوق کی وہ نگاہ

جو آئینہ کی جانب مائل ہے جبکہ وہ آئینہ دیکھتا ہے -

حل ذرہ کا دل جستجو کا تشنہ اور آفتاب کا سر آرزو کی گرمی بنا ہوا ہے معشوق کی نگاہ جو آئینہ کی

جانب مائل ہے ہوس (نہیں) ہے کیا کیا تحفے کھینچ رہی ہے یعنی معشوق کو نہ ذرہ کی پروا نہ آفتاب کی تو اپنا جلوہ آئینہ میں

بخیال آئینه دل است دو جهان تم کش خجلتم — بچه جلوه کاش شب جهان بهم لفتش کمتر ناشر

حل - میں آئینہ دل کے خیال میں دونوں جہان کے روبرو خجالت کا ستمکش ہوں یعنی آئینہ

کیلئے عکس اور جلوے کی ضرورت ہے اور یہ مجھے میسر نہیں اب شب خون مار کر کہاں سے جلوے

حاصل کروں کہ آئینہ دل کے مقابلہ کا دم بھروں یعنی آئینہ دل بہت صاف و شفاف ہے مگر جلوہ مفقود

کہاں سے لاؤں جسکا عکس اسمیں ڈالوں ۔

بہوای مطلبے نشان چو سحر وا کشم از نفس   کہ چاک پیرہن حیا عرق ست دم سائلش

حل۔ میں مطلبے نشان کی خواہش میں نفس صبح کیطرح اپنے سانس سے کیا تشنہ حاصل کروں کیونکہ اُسنے حیا کا پیرہن چاک کردیا ہے یعنی میرا نفس صبح کی طرح بے حیا ہو گیا ہے اور اُسکا دم سائل (مانگنے والا) اس شرم سے عرق عرق ہو گیا ہے۔ یعنی سانس چل رہی ہے مطلب حاصل نہیں ہوتا پھر بھی میں زندہ ہوں یہ بڑی شرم کی بات ہے

نہ بسر کہ ساز جنون کنم نہ بدل کہ نالہ خون کنم   من بیہوا چہ فسون کنم کہ رود فراموشی از دلش

حل۔ میں نہ سر رکھتا ہوں کہ جنون کا ساماں کروں نہ دل رکھتا ہوں کہ رو رو کر اسکو خون کروں میں بے سر و سامان کیا تدبیر کروں کہ معشوق کے دل سے فراموشی دور ہو یعنی وہ مجھ یاد کرے میری جانب سے غافل نہو۔

کسے از حقیقت بیخبر چہ آگہی دہدت خبر   بخطیکہ وا نرسد نظر طلبے زنالہ بیدلش

حل۔ جو شخص اصل حقیقت سے بیخبر ہے کس آگاہی پر تجھے اسکی خبر دے۔ جس خط پر نظر نہ پہنچے تو اسکو بیدل کے نالے سے طلب کر۔ جو لوگ بے نام و نشان ہیں انکی حقیقت سے کوئی واقف نہیں کہ کہاں جاتے ہیں یعنی نالہ بھی بے سر و پا ہے اور بے اثر ہیں۔

ندارد منت سے وا نمود جوہر صفا آئینہ فرنگش   تبسم امتثال کرد پیدا رگ زیاقوت شعلہ رنگش

حل۔ معشوق کا حسن جو آئینہ فرنگ کیطرح صاف اور چمکدار ہے اُسکو اپنے جوہر کے پیش کرنے (دکھانے) کی کچھ پرواہ نہیں۔ اُسکے یاقوت شعلہ رنگ (لب) کی ایک رگ نے تبسم کی بہت سی امتثالی پیدا کردی ہیں یعنی اُسکا جوہر یعنی معشوق کے تبسم سے اُسکا جوہر حسن خود عیاں ہو رہا ہے۔ تبسم امتثال یعنی امتثال تبسم۔ اضافت مقلوب ہے۔

شکست آن چشم فتنہ مائل غبار امکان بسمل   مباش از افسون سرمہ غافل نخورد ست از زیر سنگش

حل۔ معشوق کی آنکھ کی وجہ سے جو فتنہ کی جانب مائل ہے اُسکے بسمل نے اپنے بازو سے انگام تپیدن امکان (ہستی) کے غبار کو توڑ دیا (مٹا دیا) ہے حالانکہ ابھی سرمہ لیکر اور تیار ہو کر اُسکی آنکھوں میں نہیں لگا تو سرمہ کے افسون (فریب) سے غافل نہو ابھی تو اسکا ہاتھ پتھر کے نیچے ہے مطلب یہ ہے کہ بغیر سرمہ کے معشوق کی آنکھ اسقدر قاتل ہے تو سرمہ سا ہو کے پھر کیا قیامت ڈھائیگی۔ امکان کا وجود جو مثل غبار (اثناے خفو)

تھا جب اوسکو بھی آنکھہ کے بسمل نے تڑپتے وقت اپنے بازو سے معدوم کر دیا تو آنکھہ کسقدر نازک اور مہلک ہو گی - اللہ اکبر - حق یہ ہے کہ نازک خیالی میں بیدل فرد ہے - پھر غبار اور سرمہ اور سرمہ کا ناقہ پتھر کے نیچے دبا رہنا - سبحان اللہ کیا کیا مناسبات ہیں - اور باریک نزاکت -

بمرغزاریکہ نرگس او کمند نگہ کشد ز ابرو　　زداغ خود بچشم آہوان پیچد پلنگش

حل جس مرغزار (سبزہ زار) میں معشوق کی نرگس چشم گوشہ ابرو سے نگاہ کرے تو پلنگ اپنے داغ سے (چیتے کے جسم پر داغ ہوتے ہیں) چشم آہو کی طرح ناز سے پیچ کرنے لگے یعنی معشوق کے صرف گوشہ چشم سے دیکھنے پر چیتے پر یہ اثر پڑے کہ اسکا ایک ایک داغ چشم آہو بنجائے حالانکہ چیتا خونخوار ہوتا ہے - پلنگش میں ضمیر شین مرغزار کی جانب راجع ہے -

چنان ز خلوت برون خرامد نقاب کشیدہ ز رخ نازنینی　　کہ شش جہت موج گوہرش را ہجوم آغوش کردہ تنگش

حل ایسا نازنین چہرہ سے نقاب ہٹاکر یعنی بے پردہ ہوکر کیونکر خلوت سے باہر نکلے شش جہت سے موج گوہر کی طرح ہجوم آغوش نے اوسکو تنگ پکڑ رکھا ہو - گوہر سے مراد موج آب گوہر ہے یعنی جسطرح آب گوہر گوہر کو اپنے آغوش میں تنگ پکڑے ہوئے ہے اسی طرح ہجوم آغوش نے اسکو تنگ پکڑ رکھا ہے - طرفہ یہ ہے کہ وہ نازنین ہے نزاکت کی وجہ سے اوسکا کچھ زور نہیں چل سکتا - ہجوم آغوش کے شکنجے میں پڑکر مجبور ہے -

قبول نازش نئی بمجنون کمین سر از گداز جگر برون کن　　و بہ ذوق نیا بخون کن چہ جلوہ دارد حنا بہ چنگش

لغت قبول بالضم آگے آنا اور باد صبا کا چلنا اور کوئیں میں ڈول ڈالنا اور بالفتح قبول کرنا اور باد صبا اور وہ عورت جو دوسری عورت کے بچے کو گود میں لے اور یہاں شعر میں مراد بالفتح ہے -

حل تو اس قابل نہیں کہ معشوق کا ناز تجھے قبول کرے - پس مجنون ہونا اختیار کر - گداز جگر سے سر باہر نکال یعنی پہلے اپنا جگر گلا اور دل کو ذوق نیایش میں تو خون بنا پھر دیکھہ کہ حنا اسکے چنگل (ہاتھ میں) کیا ظہور کرتی ہے کچھ بھی نہیں اسکا حنائی ہاتھ تو تغافل سے دل کا خون ہی کریگا -

سر حساب ادراک نفس ناگردیده ہمان تعلق سبحہ شماری - نہ برہمن را از کشایش دام اختلاط
زنار تعلق گسیختن تا بتامل کوشد کہ ناقوس دیرستان فطرت چہ آہنگ دارد و نہ شیخ را از آفات
رجوع خلق بحصار تنہائی گریختن تا فہم نماید کہ لبیک تپید نگاہ کعبۂ دل چہ سبحہ میشمارد ناچار لقد یکہ
گرد خویش نہ بستہ نہ از کیسۂ غیر میشمارند و سر یکہ بخیال خود نہ دزدیدہ نہ از گریبان دیگران بر آرند
از غافل آباد آفتکدۂ این و آن مگر در پناہ خاموشی گریزی تا بے تقاضای زبانہا حرفے توانی فہمید
و از صدمہ زار غولستان دہم و ظن گوش التجا بگیری تا از پردۂ غیب نوائی توانی شنید -

حل ایک دوسرے کی وضع کا مقلد بننا طبائع کیلئے رہزن تحقیق ہے اور عادت و رسوم
کی تابعداری سر منزل توفیق الہی پر پہنچنے کی مانع ہے بہت سی استعداد دین قوۃ کے پردے
میں فعلیت سے محروم رہیں اور انمیں سے ایک نے بھی اپنے خیال کی باگ میدان وقوع
میں نہ پھرائی - فرصت نے سر زانو کو (تاکہ مراقبہ کر سکیں) اسقدر دور نہیں کیا کہ تھکے ہوئے
ہاتھوں کی دستک سے سر زانو کو ہلانیکے لئے آواز دیسکیں یعنی فرصت میں ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بیٹھنے
سے ہاتھ گھسگئے ہیں اب انمیں دستک دینے کی بھی طاقت نہیں رہی - بھلا مراقبہ کرنیوالوں
کو فرصت کہاں - اور تضیع اوقات کی کلفت نے حقیقت کے سامنے ایسی دیوار نہیں کھینچی
کہ گریبان ندامت کے چاک سے راہ کھول سکیں - یعنی تضیع اوقات پر شرم بھی نہیں آتی
دل جمعی (یکسوئی اور اطمینان) سب کو بشرط عزلت میسر ہے بشرطیکہ ہمصحبت مخذور نہ ہوں
مردہ الوہ کھواسطے تسلی کا نسخہ (کتاب) ہر شخص بغل میں رکھتا ہے بشرطیکہ ہمدرس لوگ اسکو
اپنے حال پہ چھوڑدین یعنی خلوت اور مراقبہ کے مزاحم نہون - پانی نے جس طبیعت میں راہ
پائی تری دکھانے کی تکلیف پر ضرور مائل ہوگا اور آگ جس مزاج پر غالب پڑی وہ حرارت
کی دوکان کھولنے پر ضرور سرگرم ہوگی - مٹھانے والون کو بحکم تسلط رسوم یعنی رسوم انپر غالب
ہیں درانحالیکہ انہون نے جیب سے سر نہین نکالا - ناقوس کے شور و غوغا میں صرف غوطہ
خواری نصیب ہے اور مسجد والون کو درحالیکہ حساب ادراک نفس کا خیال نہین ہوا ابھی آتے
سانس کو نہین جانچا کہ یاد الہی میں مشغول ہے یا نہین - بدستور تسبیح کے دانے گننے سے
تعلق ہے نہ برہمن کو دام اختلاط کی کشاکش سے زنار تعلق دنیوی کا توڑنا میسر ہے تاکہ
وہ اس تامل میں کوشش کرے کہ فطرت الہی کا دیرستان (وہ مقام جہان لاکھون بتخانے
ہون) کیا آواز رکھتا ہے یعنی شیخ برہمن کیلئے ہر جگہہ اور ہر شئے بتخانہ ہے جسمین وحدت الوجود

موروثی رکھی ہے - تسبیح اور رجوع مخلوق کی آفتون سے تنہائی کے قلعہ مین بھاگنا بہتر ہے
تاکہ سمجھے کہ کعبۂ دل کی تپیدن نگاہ کی لبیک کیا تسبیح پھیر رہی ہے یعنی کعبۂ دل جس مقام پر
تڑپتا ہے وہان کی لبیک کی تسبیح کس قسم کے دانے پھیر رہی ہے - یعنی برہمن اور شیخ
دونون پابند رسوم تقلید ہین اور تحقیق سے غافل - ناچار نقد جو انہون نے اپنی گرہ مین نہین
باندھا اسکو غیر کی تھیلی مین تنگ رہے ہین یعنی یہ سمجھتے ہین کہ یہ نقد ہماری ہی ملکیت ہے اور جو
سر انہون نے اپنے خیال مین نہین چھپایا یعنی اپنی ذات کی معرفت مین مطرقہ نہین کیا اسکو
دوسرون کے گریبان سے نکا... لیتے ہین یعنی وصول الی اللہ مین دوسرون کی تقلید
کرتے ہین تو این و آن کے آفتکدۂ شور و غل سے خاموشی کی پناہ مین بھاگ تاکہ
زبانون کی تقلید کے بغیر کوئی حرف سمجھ سکے یعنی یہ تقلید چھوڑ کہ وہی حرف سمجھ مین
آسکتا ہے جو زبان سے نکلے بلکہ فطرت الٰہی کے بہت سے حرف ایسے ہین جو بغیر تکلم کے
اور زبان کے سمجھ مین آتے ہین اور صدمہ زار غولستان وہم ظن سے التجا کان پکڑ
(وہم اور ظن کے دیوون کے رہنے کی جگہہ ایک صدمہ زار ہے جس سے کانون کو صدمہ
پہنچتا ہے) تاکہ تو پردۂ غیبت سے ایک آواز سنے یعنی دنیا اور ما فیہا ایک وہم و ظن ہے کوئی
شئے واقعی نہین اسکو چھوڑ اور وحدۃ الوجود جو یقینی اور واقعی ہے اسکی جانب آ ۵

انکار سے غیر باش تصدیق ہمینست   داگر د بدل دلیل توفیق اینست
تبعیت خلق از حقت غافل کرد   ترک تقلید گیر تحقیق اینست

حل خدا کے سوا غیر کا انکار کر بس یہی تصدیق ہے اپنے دل کے گرد پھر یعنی طواف کر بس
توفیق کی دلیل یہی ہے مخلوق کی پیروی نے تجھے حق سے غافل کر دیا - تقلید کو
چھوڑ بس یہی تحقیق ہے -

شد فہم مقصد عالمی ز تلاش بیہودہ قدم غلط   تہ پاست کعبہ و دیر اگر نکنیم راہ عدم غلط

حل قدم رکھنے کی بیہودہ تلاش نے ایک عالم کے لئے مقصد کا سمجھنا غلط کر دیا کعبہ اور
بتخانہ دونو پاؤن کے نیچے ہین - بشرطیکہ ہم عدم (فنا) کی راہ غلط نکرین یعنی فنا فی
الوجود ہو جائین تو جہان قدم رکھین وہین دیر و کعبہ موجود ہین - بیہودہ تلاش نے
ہماری راہ گم کر رکھی ہے -

بفنا چہ جامہ ہوس اسیر نفس شگافت کس   بہ کجا رسد پے لشکری کہ کشد نشانِ علم غلط

حل منزل۔ ہوس کے غبار مین کسی نے سانس کا اثر تجبیر یعنی یہ غور نکیا کہ سانس کہان
جاتی ہے جو سپاہی علم (جھنڈے) کا نشان غلط کر دیگا وہ کہان پہنچیگا یعنی سپاہی تو علم
کے پیچھے پیچھے جاتا ہے جب وہ اُسکا سراغ گم کر دیگا تو ضرور آوارہ ہو جائیگا۔ سانس کو لشکری
قرار دیا ہے یعنی سانس خود واجب الوجود کی جانب جاتی ہے تو بھی اُسکے پیچھے چلا چل۔

نرسید محضر زندگی بہ ثبوت محکمۂ یقین — کہ گواہ دعوی باطل تو دروغ بود و قسم غلط

حل تیری زندگی کے محضر کا ثبوت محکمۂ یقین تک نہ پہنچا کیونکہ دعوی کے گواہ جھوٹے تھے
اور قسم غلط تھی۔ مطلب یہ ہے کہ تیری زندگی یقینی نہین بلکہ ایک امر اعتباری و انتزاعی ہے

ز صفای شیشہ پری طلب کہ رہ گمان بہ یقین بری — تو بہ آب شیشہ فگنی ہمی من و ہر دو ہم غلط

حل شیشۂ دل کی صفائی سے پری ڈھونڈھ تاکہ تو شک سے یقین تک پہنچ جائے یعنی
اپنے دلکو ایسا اُجلا اور صاف بنا کہ پری عاشق ہو کر اُسمین قید ہو جائے تو جو شیشہ کی آب پر پانی
ڈالتا ہے تاکہ وہ صاف ہو جائے تو مین اور تو دونو غلطی پر ہین کیونکہ پانی ڈالنے سے
شیشہ اور بھی مکدر ہو جائیگا۔

بنمود شخص معینت در عکس پردۂ امتحان — چہ خطا کہ شد ز تامل تو کتاب آئنہ ہم غلط

حل تیرے شخص معین (ہستی) کی خود پردۂ امتحان نے عکس کا دروازہ کھولا یعنی امتحان
لیا کہ اس آئینہ مین عکس بھی ہے یا نہین۔ خطا کیا معنی جب تیرے عکس کی جانچ پڑتال
کیا گیا تو آئینہ کی ساری کتاب ہی غلط ہو گئی یعنی تیری ہستی محض غلط۔ وہمی اور خیالی ہے اسلئے آئینہ
مین عکس تک نہین پڑ سکتا۔

من و مای مکتب آب و گل ستم است اگر بخجالت — بہ ندامت ابدی مکش گذشتہ دو دم غلط

حل بڑے ظلم کی بات ہے اگر مکتب آب و گل کا من و ما تجھے شرمندہ کرے اس مکتب مین اگر
دو دم کیلئے تیرا سبق غلط ہو گیا تو ہمیشہ کی ندامت مین کبھی تو اُسکو نہین لیجا سکتا۔ یعنی اگر تو
خدائے تعالے کو دنیا مین دو دم کے لئے بھول گیا ہے تو ندامت ابدی بھی اُسکا کفارہ نہین
ہو سکتی من و ما سے خواہ فارسی کی ضمیر متکلم مراد لیجائے یا عربی کی ما و من یعنی غیر ذوی العقول
اور ذوی العقول ہر دو صورتون مین ایک ہی مطلب ہے۔ کیا معنی کہ من و ما بھی بے ثبات
ہے اور ما و من بھی فانی۔

خود از سر نوشت من آب شد ز تراوش عرق حیا — چو نقوش صفحۂ روشنی کہ شود بکاغذ نم غلط

حل میرا خط سرنوشت (خط التقدیر) تراوش حیا سے اسطرح پانی پانی ہوگیا جسطرح بھیگے ہوئے کاغذ سے معنی روشن کے نقوش پانی ہوکر غلط ہوجاتے ہین بگڑ جاتے ہین - مین اپنے اعمال سے اسقدر نادم ہون -

اگر آبم آب رخ گہر و گر آتش آتش رنگ زر ‌‌ ‌ ‌ بتو آشنایم آنقدر کہ دوئی کند بخود ہمم غلط

حل اگر مین آب ہون تو آب رخ گوہر ہون اور آتش تو آتش رنگ زر ہون - تجھ سے اسقدر آشنا ہون کہ دوئی مجھ میرے آپے مین غلط کردیتی ہے یعنی کھو دیتی ہے جسطرح زر مین اُسکے رنگ کی دوئی باقی نہین رہتی دونو ایک ہوجاتے ہین -

سن بیدل اینقدر از جنون بخیال ہرزہ تنیدہ ام ‌ ‌ رقم جریدۂ مدعا غلط است اگر نکنم غلط

حل مین بیدل اپنے جنون سے بیہودہ خیال مین اسقدر تنا ہوا ہون کہ دفتر مدعا کی رقم کو اگر مین خود غلط نکرون وہ جب بھی غلط ہے یعنی پہلے ہی غلط ہے میری غلط کرنیکی حاجت نہین مطلب یہ ہے کہ جنون کے باعث بیہودگی ہی بیہودگی ہے مدعا کچھ نہین -

رخ شرمگین تو ہیچگہ بخیال ما نکند عرق ‌ ‌ کہ دل از نفس نگدازد و نگہ از حیا نکند عرق

حل تیرا رخ باوصف اسکے کہ شرمگین ہے مگر ہمارے حال زار کے خیال مین کبھی اُسکو عرق تک نہین آتا کیونکہ نہ دل ہمارے نفس (آہ) سے نرم ہوتا ہے نہ حیا سے نگاہ عرق کرتی ہے -

بہ نیاز تحفہ بیکدلی سبقے نبردہ ام از وفا ‌ ‌ کہ ز گرمجوشی خون من بکف حنا نکند عرق

حل مینے عاجزی سے یکدلی کو تحفہ بنایا پھر بھی وفا سے سبق نہ لیا کہ معشوق مین وفا نہین کیونکہ میری گرمجوشی خون (محبت) سے مہندی تک تیرے ہاتھ مین عرق نہین کرتی -

بلبم ز حاجت نارواگرہے ستمزدہ حیا ‌ ‌ سررشتۂ گلہ وا کنم اگر آشنا نکند عرق

حل میرے لب پر ناروا حاجت سے ایک گرہ ہے جو حیا کی ستمزدہ ہے یعنی حیا اُسکو کہلنے نہین دیتی اسلئے کہ ناروا ہے اب مین گلہ کا سررشتہ کہولون بشرطیکہ آشنا (معشوق) حیا سے عرق نکرے عرق سے گرہ سخت ہوجائیگی -

بغبار رنگ ہوای گل نگہ ستمزدۂ خشک شد ‌ ‌ کسی اینقدر کہ بجوش ہوس بدود چرا نکند عرق

حل رنگ اور ہوائے گل کے غبار مین میری ستمزدہ نگاہ ہمہ تن اشک ہوگئی ہے (آنکہہ مین غبار پڑنے سے پانی جاری ہوجاتا ہے) یعنی گل کا رنگ وہوا محض اک غبار تھا اور یہ قاعدہ ہے کہ جب ہوس سے کوئی اسقدر دوڑیگا تو ضرور عرق آئیگا -

تو خود اڑا ہوا بیٹھا ہے جب تک باہر نہ نکلیگا دل خالی ہو گیا ۔ نہ ہوگا دل میں خود
وجود ہونے سے خودی یا ہوا لیے نفس کا موجود ہوتا رہتا ہے ۔

کن احتیاج اگر ہدف تیکشای لب مضطر از کف ۔ کہ وقار گوہر این صدف شکنی بدست دعا سبک

حل ۔ تجھ کو احتیاج اپنے تیروں کا کیسا ہی نشانہ بنائے لیکن لب کھول نہ ہاتھ پھیلا
تاکہ اس صدف (احتیاج) کے گوہر کا وقار تو اپنے دست دعا سے بازا نکرے یعنی سوال
کرنے اور ہاتھ پھیلانے سے انسان سبک ہوتا ہے ۔

غم بے ثباتی کاروان ہمہ کرد بر دل ما گران ۔ بکجاست جنس این دکان کہ شود ز بانگ درا سبک

حل ۔ کاروان کی بے ثباتی کے غم نے ہمارے دل پر سب کچھہ گران کر دیا ۔ اس دکان
کی جنس کہاں ہے کہ جرس کی آواز سے سبک (ارزان) ہو جائے یعنی جرس بجے
تو کاروان کوچ کرے اور ہمارے دل پر اسکی بے ثباتی کے غم سے جو گرانی ہے
وہ رفع ہو ۔

بخروش خواجہ بکبر و فر کہ ندارد اینہمہ القدر ۔ دو سہ گام آخر ازین گزر تو گران قدم زن و با سبک

حل ۔ اے خواجہ تو دنیا کی کر و فر پر اتنا مت چیخ کیونکہ اسکو وہ مرتبہ حاصل نہیں جو
تونے سمجھا ہے آخر دو تین قدم اس سے گزر ۔ قدم وقار اور تحمل سے رکھہ اور پاؤں ہلکا یعنی تیز رکھ

اگرت بمنظر بی نشان دم ہمتے بکشد عنان ۔ چو سحر بجنبش یک نفس ز ہزار زینہ برا سبک

حل ۔ اگر تیرا دم ہمت معرفت الہی کے بے نشان چہرہ کے کی جانب لیجانا چاہے تو صبح کی
طرح صرف ایک سانس کی جنبش سے ہزار زینوں پر چڑھکر جھٹ پٹ جا پہنچ ۔

ز گرانی سر آرزو شدہ خلق غرقہ ہای و ہو ۔ تو اگر تہی کنی این سبو شود اتفاق شنا سبک

حل ۔ سر آرزو (ہوا و ہوس) کی گرانی سے تمام خلق ہای و ہو (شور و غل) میں غرق ہے اگر
تو یہ سبو (گھڑا) خالی کر دے تو شناوری کا تیرے ساتھ متفق ہونا آسان ہو جائے ۔ لوگ
خالی گھڑوں کے ذریعہ سے دریا میں تیرتے ہیں اور بھرا ہوا گھڑا ڈوب جاتا ہے مطلب
یہ ہے کہ اگر تو اپنا سر ہوا اور ہوس سے خالی کریگا تو معرفت الہی تک پہنچ جائیگا ۔

نکشید بیدل ازین چمن عرق خجالت پیرہن ۔ چو غبار ز قلم ہرزہ فن نشود چرا ہمہ جا سبک

حل ۔ بیدل نے اس چمن سے اوڑھنے کا عرق خجالت حاصل نہ کیا یعنی اسے اوڑھنے سے
شرم نہ آئی کیونکہ دنیا کا چمن بالکل بے ثبات ہے ۔ پھر وہ بے قلم اور بیہودہ فن غبار کیطرح

ہر جگہہ کیوں سبک نہ ہو۔ قاعدہ ہے کہ تری اور نمی سے غبار دب جاتا ہے۔

دل آرمیدہ بخون مکش ز فسون رنگ و ہوای گل ستم است غنچۂ این چمن مژہ واکند بصدای گل

حل۔ اپنے آرمیدہ (مطمئن) دل کو رنگ اور ہوائے گل (دنیا) کے فسون سے خون میں نہ گھسیٹ (یعنی مطمئن کو برہم نہ کر) بڑا ظلم ہے کہ اس چمن کا غنچہ پھول کے چٹکنے کی آواز پر اپنی آنکھہ کھولے کیونکہ غنچہ جب پھول ہوگا تو معدوم ہو جائیگا۔

بچمن بیا کہ تبسمت فگند بساط شگفتگی مگر از حیا عرقے کند کہ رسد بخندہ دعای گل

حل۔ اے معشوق جس باغ میں تیرا تبسم کھلنے کا فرش بچھائے یعنی تو جس باغ میں ہنسے تو باغ کو اسقدر خجالت کا عرق آئے کہ پھول جو اپنے کھلنے کی دعا مانگ رہا ہے خود اسکی دعا باغ کی خجالت پر خندہ زن ہو۔ مطلب یہ ہے کہ تیرے تبسم کے سامنے باغ کے تبسم کی کوئی حقیقت نہیں وہ منفعل اور نادم ہے۔

بفروغ شمع صد انجمن سحر است مائل این چمن چو گلیم از بر دوش من بکشید سایہ ز پای گل

حل۔ سو شمع انجمن کی فروغ کیلئے اس چمن پر صبح مائل ہے اور جسطرح صبح نے میرے بر و دوش سے کمبل اُتار لیا ہے (بیدار کر دیا ہے) اسیطرح گل کے پاؤں سے بھی سایہ گھسیٹ لیا ہے کیونکہ سایہ میں تاریکی ہوتی ہے یعنی چار طرف روشنی پھیلا گئی ہے لیکن صبح تو شمع کو بجھا دیتی ہے چہ جائیکہ اُسکو فروغ دے۔ مطبوعہ نسخہ میں بکشید لکھا ہے اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ صد شمع انجمن کی فروغ پر شمع مائل ہے یعنی شمع اسکو بجھانا چاہتی ہے لیکن میں اور گل دونو تاریکی میں ہیں اور بکشید کو جمع مخاطب کا صیغہ قرار دیا جائے تو یہ معنی ہونگے کہ جب صبح شمع انجمن پر مائل ہے یعنی اسکا بجھانا اور دنیا میں نور کا عالم کر دینا چاہتی ہے تو میرے بر و دوش سے کمبل اور پائے گل سے سایہ گھسیٹ لو تاکہ ہم بھی روشنی میں آ جائیں۔

چہ نشیند بعالم کبریا بری از کدورت ماسوا نشود تہی بگمان ما ز ہجوم رنگ تو جای گل

حل۔ کبریائے الٰہی کا عالم ماسوا کی کدورت سے پاک ہے یعنی غیر کا کہیں وجود نہیں ہمارے گمان میں اے مخاطب تیرے رنگ وجود کا کیسا ہی ہجوم ہو مگر پھول کی جگہہ خالی نہ ہوگی یعنی نئے نئے پھول ایک سے ایک عمدہ اور کامل ہمیشہ کھلتے رہینگے

ز رلمنی پیہ بست بساط رنگ اثری نبرد ز آگہی کہ چہ یافت سبزہ کلاہ سرو چہ دید غنچہ قبای گل

آنہا کہ چشم ہر گل تحقیق وا کنند　　　از ہر چہ فہم رنگ نگیرد حیا کنند
حل۔ جو لوگ آنکھ ہر گل کی تحقیق پر کھولتے ہین اُس چیز سے کہ جسکا رنگ قبول نکرے
یعنی سمجھ مین نہ آوے پرہیز کرین۔

در صحبتیکہ غیر خموشی علاج نیست　　　ہر بیہودہ ہست تکیہ بچون و چرا کنند
حل۔ جس صحبت مین خاموشی کے سوا علاج نہین سخت بیہودگی ہے کہ چون و چرا
پر بھروسا کرین (متکلم ہون)

عریانیان بہ عرض انکار پیرہن　　　تصویر جامہ کہ ندارد قبا کنند
حل۔ ننگے لوگ انکار پیرہن کے مقام مین تصویر جو جامہ رکھتی ہے اُسکو بھی
قبا (چاک) کر دیتے ہین۔

شور غبار ما ز نفس ہم فزون تر است　　　چون سرمہ چند نفی عروج صدا کنند
حل۔ ہمارے غبار کا شور سانس سے بھی بڑھکر ہے سرمہ کیطرح کبتک عروج
صدا کی نفی کرین سرمہ آواز کو بٹھا دیتا ہے۔

زین نارسائیے کہ بخود ہم نمیرسند　　　پرواز تا کے آن طرف کبریا کنند
حل۔ اس نارسائی سے کہ لوگ خود اپنے تک بھی نہین پہنچتے یعنی اپنے کو نہین پہچا
اپنے وجود کی کنہ سے ناواقف ہین کبریا کی جانب کبتک پرواز کرینگے یعنی اپنے کو ہی نہین
پاسکتے تو خدا کو کیا خاک پائینگے۔

جولانگہ خیال جہان جای خندہ است　　　لنگان دہیکہ طعنۂ وضع عصا کنند
حل۔ جہان کا جولان نگاہ خیال ہنسی کی جگہ ہے لنگڑے جبکہ اورون کو لاٹھی کے
رکھنے کا طعنہ دیتے ہین حالانکہ وہ خود لاٹھی کے بغیر چل نہین سکتے یعنی خود دنیا دارون
(مکار دنیا پرست علما و مشائخ) کا لوگون کو ترک دنیا کی تعلیم قابل مضحکہ ہے۔

خلقے درین جنون کدہ دارد گمان ہوش　　　تا محرم یقین حقیقت کرا کنند
حل۔ ایک مخلوق اس جنون کدہ (محبت الٰہی) مین ہوش کا گمان کرتی ہے اور اس تلاش
مین ہے کہ حقیقت عرفان الٰہی کا محرم یقین کسیکو بنائین حالانکہ سب مدہوش اور
بیخبر ہین۔

نکتہ۔ کمال الٰہی کہ جامع حقیقت جلال و جمال است در مجاز ستان عالم کون ہر چہ بہ نشہ

ظہور رسیدہ بمقتضائے غلبۂ یکتائی ہر دو صفت کہ ظاہر و باطن یکدیگر اند باہم گاز
متمائز گردیدہ یعنی در مرتبہ کہ فروغ ہدایت با انجمن آرائی نسق اعیان پرداختہ
است جوہر شناس آثار قدرت باعتبار نبوت کہ جمال معنوی ست موسوم
ساختہ و در مقامیکہ لمعۂ قدر دانی با وجود استعداد ہدایت بے تعینی افتادہ
ست شمائے امتیازش باسم ولایت کہ جلال حقیقی ست واکشادہ در آئینۂ انوار
ولایت صورت جذبہ یعنی قدرت جلال مضمر ست بے توہم موہومی و در لسخۂ آثار نبوت
معنی دعوت یعنی عرض جلال مستتر بے شائبہ معدوم متخصص استعداد نبوت بامور
دعوت خلق نسبت نشاء ولایت دارد شاہد اقتدار ولایت ہرگاہ خلوت تفویض
ہدایت مے پوشد سر از جیب نبوت بر مے آرد پس ولایت را در حالت اخفائے
جمال لہٰذا معنی نبوت تصور کرد نست و نبوت را در معرض جلال ہمچنان عرض
جوہر ولایت بخیال آوردن تصرف این دو کیفیت برنگ صورت و معنی الیزال
در مزاج اعیان سارییست و قدرت این دو موج چون حقیقت روز و شب بے تعطیل
و توقف در محیط امکان جاری ازین دفتر بغور ہر نقطہ کہ بہر دازند سواد اعظمے ست
دقیق و ازین ساغر بکنہ ہر قطرہ کہ وا رسند محیط بے ہیچ نیست عمیق در دبستان تحقیق
بے تامل مطلع و مقطع جہل و آگاہی سواد خط پرکار روشن است و در دستگاہ تفسیر
بے ملاحظہ لیت و لعل رنگ صفا مضمون آئینگی مضمر ہست۔

خدائے وحدہ لاشریک کا کمال کہ جمال کی حقیقت کا جامع ہے مجاز کی جگہہ یا مجاز
کے گہر (دنیا) مین جو کچہہ ظہور کے نقشے تک پہنچا ہے یعنی جو شے ظاہر ہوئی ہے غلبۂ
وحدت کے اقتضاء سے دونو صفات ظاہر و باطن سے (وہ کمال) ایک خاص نام
کیساتھ ممتاز ہوا ہے یعنی جس مرتبہ مین کہ ہدایت کا فروغ اعیان دنیا کے انتظام
مین مشغول ہوا ہے آثار قدرت کے جوہر شناس (خدا) نے نبوت کے اعتبار سے
جو جمال معنوی ہے اُسکو جمال کے نام سے موسوم کیا اور جس مقام پر قدر دانی کا لمعہ
باوجود استعداد و ہدایت بے تعینی کے پڑا ہے اُسکے امتیاز کا مجمع ولایت کے نام سے
جو جلال حقیقی ہے کہا گیا ہے۔ یعنی نبوت سراسر جمال اور ولایت سراسر بے تعین
جلال ہے انوار ولایت کے آئینے مین بغیر توہم کسی موہوم کے جذبہ کی صورت معنی

اور آئینہ رنگ دونو گل کی صفتیں ہیں ناظرین غور سے سمجھیں۔

تہمت آلودہ ہوسہای دوئی نیستیم عکس او گفتم از آئینہ زدودند چو زنگم

حل۔ دوئی کی ہوسیں جو تہمت آلود ہیں وہ مجھ تک نہیں ہیں۔ میں نے اپنے کو اُسکا (معشوق حقیقی) کا عکس کہا تھا اس تہمت لگانے کے جرم میں خود مجھی کو زنگ کی طرح آئینے سے چھیل ڈالا کیونکہ معشوق کے جمال وحدت میں عکس کی دوئی کہاں (عکس او گفتم یعنی خود را عکس او گفتہ بودم)

شیشہ بر سنگ زدم لیک ز سنگینی غفلت چشم نگشود درین بزم رگ خواب بر نگم

حل۔ میں نے اپنا شیشۂ دل پتھر پر مارا کہ شاید اُسکی آواز سنکر میری غفلت بیدار ہو لیکن غفلت تو ایسی سنگین تھی کہ اس محفل میں اُسکی رگ خواب نے میرے رنگ (حالت) کو آنکھ کہولکر بھی نہ دیکھا۔

ز بیابان بچہ تدبیر شوم رام تسلی ہست ہر ذرہ جنون چشمکی از داغ پلنگم

حل۔ میں اس بیابان میں کس تدبیر سے تسلی کا مطیع ہوں کیونکہ ہر ذرہ میرے حق میں داغ پلنگ سے جنون چشمک (صفت مرکب ہے) بنا ہوا ہے (داغ پلنگ میں وحشت ہوتی ہے) مطلب یہ ہے کہ بیابان کے ہر ذرہ نے داغ پلنگ سے وحشت اخذ کی ہے اور وہ جنون کی چشمک زنی کر رہا ہے یعنی جنون کیلئے مجھے اُبھار رہا ہے پلنگم کے میم متکلم کے معنی (میرے لئے یا میرے حق میں) ہیں۔

طرفہ از شوق نہ بستم چہ بدنیا چہ بعقبیٰ بجہانِ دگر افگند فشارِ دل تنگم

حل۔ نہ مجھے دنیا کا شوق ہوا نہ عقبیٰ کا۔ دل تنگ کے فشار نے مجھے ایک دوسرے عالم (رضا و محبت محبوب لم یزل) میں اُٹھا پھینکدیا۔ یعنی دنیا و عقبیٰ دونو کی محبت سے میرا دل تنگ آگیا تھا فشار کا کام مجتمع کرنا ہے مگر یہاں فشار نے دوسرے عالم میں پھینکدیا۔ بیدل کے کلام کی شوخی سبحان اللہ۔

نتوان کرد باین عجز نگہ صید تحیر جوہر آئینہ دارد پر پرواز خدنگم

حل۔ میں اس عاجزی کے ساتھ بجز حیرت کے کسی شے کو شکار نہیں کر سکتا میرے تیر کے پرواز کا پر آئینہ کا جوہر رکھتا ہے جسمیں حیرت ہوتی ہے۔

دیر رہیست تا نشوم منفعل ساز فشردن چو نفس کاش بیا ئیکہ عنانیست پلنگم

حل ۔ تاکہ تیری راہ میں قدم جانے کی طیاری کا منفعل ہون ۔ سانس کی طرح جسکے
پاؤن مین بانگ (طاقت رفتار) نہین لنگڑا ہون یعنی جسطرح میری سانس چلنے سے
عاجز ہے اسیطرح پاؤن بھی عاجز ہے پس مین قدم جانے سے منفعل ہون
کاش یعنی کش ۔

عالمے شد چو سحر پے سپر و من بجو و من ۔ دامن ناز کہ دارد شکن آرائی رنگم

حل ۔ ایک عالم صبح کیطرح جا رہا ہے اور مین بخود ہون ۔ دامن ناز کس
کے پاس ہے مین تو ہمہ تن اپنے رنگ کی شکن آرائی بنا ہوا ہون یعنی
رنگ بگڑ مین چنٹین ڈالتا ہوم ڈال رہا ہون کہ وہ شکنکار ہے تو دامن
کہان سے آئے ۔

بے نیازم ز صنمخانہ نیرنگ دو عالم ۔ کلک تصویر توام در بن ہر موست فرنگم

حل ۔ مین نیرنگ دو عالم کے صنمخانہ سے بے پروا ہون یعنی اسپر فریفتہ نہین
ہوتا مین تو تیری تصویر کا مو قلم ہون جسکے ہر مو مین ملک فرنگ موجود ہے
اہل فرنگ نے تصویر مین بڑا اختراع کیا ہے گویا بال کی کہال نکالی ہے ۔

شور موج خطر افسانہ تشویش کہ دارد ۔ عافیت ز ورق آراستہ در کام نہنگم

حل ۔ موج خطر کا شور اور تشویش کا افسانہ کون رکہتا ہے یعنی موج کے خوف سے
کون چیختا چلاتا ہے میری کشتی تو عافیت نے نہنگ کے منہ مین آراستہ کر رکھی
ہے یعنی مین خود اپنی ہلاکت چاہتا ہون تو موج کا کیا غم ۔

سیکشد محمل بیطاقتی شمع تحیر ۔ بیدل آئینہ صد رنگ شتابست درنگم

حل ۔ حیرت شمع کی محمل بیطاقتی کو کہینچ رہی ہے یعنی شمع ہر وقت اپنی بیطاقتی
سے حیرت مین ہے اے بیدل میرا درنگ سو طرح کی شتاب کا آئینہ ہے جس
طرح شمع بظاہر ٹھیری ہوئی ہے مگر حقیقت مین روان ہے اسیطرح مین تحیر کی
حالت مین روان ہون ۔

تو کریم مطلق و من گدا چہ کنی جز اینکہ نخوانیم ۔ در دیگرے بنما کہ من بکجا روم چو برانیم

حل ۔ الہذا تو کریم مطلق ہے اور مین گدا ہون تجھ بلانے کے سوا تو کچھ نہین کر سکتا کوئی
دوسرا گھر دکھا ۔ اگر تو مجھے اپنے دروازے سے دھتکار دے تو مین کہان جاؤن ۔

حل - میں تمام عمر بیہودہ دوڑا ہوں اب جو تھک گیا ہوں تو شرمندہ ہوں اگر جانتا کہ یہی تا
ہوں تو ابھی تیرے پاس بیٹھ رہتا در سکے باز نہ ٹھٹا لے پہونچکر در کہیں کے جانتا ہوں روزن سے -

ز دل پیچیدہ ام از نفس تنگ است بیداری ہجر   بکجا ام و چہ چیزم و کیم کہ تو جز نالہ ندانم

حل - پیچ کے پیچ پہنا ہوا ہے بیدل تنگیٔ نفس سے شرمندہ ہوں جبتک نالہ نکروں تو
سمجھ نہ جانیگا کہ میں کہاں ہوں کیا چیز ہوں اور کون ہوں میرا نالہ تجھ سے
کی پہنچانا ہے -

نکتہ - از زمین تا آسمان یک در فیض تصور کن کہ باز بودن از تسلیم حلقہ اش
ابدا سر بخواہد پیچید و فراز نمودن ہرگز پیرامون خیالش نتوان گردید بستگی این در دلیل
وسعت آغوش رحمت است و کشادگی این پیشگاہ خجالت دستگاہ فضل و کرامت -
مغفرت تیر بہانہ جو است و کرم تحفت التفات خو اینجا عقدہا سے غفلت بجز آہ
ندامت نتوان کشود دل آگاہ می کشاید درہا نخواہ در یک مژہ باز کردن مدد گاہ می آید - تا
رعونت سر در پیش افگند آداب آشنا نا سر کشی فال خمیدہ نزند مجرا سجادہ شناسد

برخود از غفلت نشتہ را چشم کردہ ام   گر دل از شرم معاصی آب گردد آبہا

حل - زمین سے آسمان تک یہ تصور کر کہ فیض کا ایک دروازہ ہے جسکے حلقۂ تسلیم
سے ابد تک کھلا رہنا سر پھیر لگا - یعنی وہ دروازہ ہمیشہ کھلا رہیگا اور بند کرنا ہرگز اسکے
خیال سکے گرد بھی نہ پھر سکیگا یعنی کبھی بند نہوگا - بند رہنا اس دروازہ کا آغوش رحمت
کے وسیع ہونے کی دلیل ہے یعنی جیسے کسی شخص کو بغل میں لیکر آغوش بند ہو جاتی
ہے اور یہ بند ہونا وسعت شفقت کی دلیل ہوتا ہے اسیطرح اس دروازہ کا بند ہونا
آغوش رحمت کی وسعت کی دلیل ہے اور کھلنا اس پیشگاہ فضل و کرامت کی دستگاہ
کے لئے باعث خجالت ہے یعنی فضل و کرم کا ظرف اسکے بھی خالی ہے لہذا
وہ شرمندہ ہے - مغفرت تیر کی بہانہ جو ہے اور کرم تحفت التفات خو کہ جبتک گناہ نہو
مغفرت میسر نہیں ہو سکتی اور کرم کی عادت التفات ہے کہ ہمیشہ گنہگاروں کی جانب
رہتا ہے - یہان غفلت کے عقدے بجز ندامت گناہ کی ایک آہ کے دل آگاہ کے کھلنے
سے پردہ اٹھا دیتے ہیں اور تیر کے خواب مژگان کی ایک پلک کھولنے میں باہر جاتا
ہے یعنی ذرا سی ہوشیاری میں خواب غفلت رخصت ہو جاتی ہے - غرور کا سر

آنسے والناہی آداب ہے اور سرکشی سے جھکنے کے قابل بازنا ہی محراب عبادت ہے
جسے غفلت سے بہشت کو اپنے اوپر جہنم کر دیا ہے ۔ اگر دل گناہ کی شرم سے
پانی ہو جائے تو گوہر بنجائے ۔

نکتہ ۔ آدمی نہایت افسون امل در تہیج احوال دشمن آسایش خود است اگر در منزل
است فضولی ہوائے سفرش بہ بیابان مرگ دوری وطن میدارد و اگر در سفر است خار خار
سودائے وطن دامنش نمے گزارد نہ در صورت سفر بہرہ یاب کیفیت سفر است و نہ در وطن
وطن با خبر از جمعیت وطن ۔ عالمے در تلاش بیحاصلی نفس گداختہ و جمعی از رد ۔ خلقے
بتردد بیفائدہ رنگ ہستی باختہ و میبازد ۔ نقد عافیت مفت قدر دانے کہ ہر جا جاے
گرم کرد از منتقمات ذوق وطن شمرد و ہر کجا پہلو گذاشت قدم خورسندی بمسکن
مالوف افشرد ۔

حل ۔ آدمی افسون امید کی وجہ سے تمام حالتوں میں اپنی آسایش کا دشمن ہے اگر
منزل میں ہے دوری وطن کی مرگ کا بیابان رکھتی ہے یعنی اس بات پر مرتا ہے کہ کسی
طرح وطن میں جاؤں اور اگر سفر میں ہے جب بھی سودائے محبت وطن کا خار خار
اسکا دامن نہیں چھوڑتا ۔ نہ سفر میں کیفیت سفر کا بہرہ یاب ہے نہ وطن میں جمعیت
(اطمینان) وطن سے باخبر ہے ۔ ایک عالم فضول تلاش میں اپنی سانس کو گلا رہا ہے
اور ایک مخلوق بیفائدہ تردد میں ہستی کا رنگ کھیل رہی ہے ۔ ایک قدر دان جہاں کہیں
جگہ گرم کرے یعنی مقیم ہو نقد عافیت کو جو مفت ملا ہے ذوق وطن کے منتقمات سے
گنے اور جہاں کہیں پہلو چھوڑے (قیام کرے) خوشی کا قدم مسکن مالوف
(عالم بقا) میں جمائے ۔

مقصد آرام است ای کوشش مکن آزار ما — بے دماغان طلب را جادہ ہم سر منزل است

حل ۔ ہمارا مقصد تو محض آرام ہے اسے کوشش ہمکو تکلیف نہ دے ۔ جو لوگ طلب سے بے
دماغ (نا آشنا) ہیں انکے لئے راستہ بھی سر منزل ہے ۔

شعلہ کاران را بجا استد فنا عشق کردن است — ہر کجا عشق است اینجا سوختن ہم حاصل است

حل ۔ جو لوگ شعلہ کار (محبت میں جلنے والے) ہیں انکو فنا کر دینا عشق سمجھنا لازم ہے
جسکا کسان عشق ہے اسکا حاصل جلنا ہے ۔

حل - حرص اور کوشش کے سواد وادی میں کونسی امید پیدا کی کہ مجھے یعنی مجھے
دنیا سے کسی قسم کی آرزو نہیں آسمان ایک اطلس لا دے تا کہ اسکی جھول بنا کر گدھے
کی پیٹھ پر ڈالوں میری امید کا محل تو اس سے اعلیٰ وارفع ہے -

اگر ہم در طلب وفا پہ بنای داغ محبت رضا   دو جہاں را بآتش دل گدازم و طرح یک جگر افگنم

حل - اگر تیرے داغ کی بنیاد پر رضاء الٰہی مجھی وفا کی طلب وہ ہے کہ میں اپنی وفاداری
پوری کروں تو دونوں جہان کو دل کی آگ میں گلا دوں اور ایک نئے جگر کی بنیا ڈالوں
یعنی تیرا داغ غم مجھے اسقدر عزیز ہے -

بسجود اشدن بوفا قرین مگر از سجود ادب کمین   چو سرشک پا کشم جبین کہ بآن نگاہ گذر افگنم

حل - بجز سجدے کے جو ادب کمین ہے یعنی جسکی گھات میں ادب لگا ہوا ہے قرین
وفا ہونا ممکن نہیں تا آن پیشانی کی آنسوؤں کیطرح پاؤں نکالے تا کہ معشوق کے رہگذار پر
گذر ڈالوں (داخل ہوں) یعنی جسطرح سرشک ادب کے ساتھ چلتا ہے اسی
طرح میری پیشانی پاؤں نکالکر چلے -

المیکہ بر جگر آورم بکجا ز سینہ بر آورم   کہ بکوہ اگر گذر آورم ز صداش از کمر افگنم

حل - جو الم کہ جگر پر لاؤں اسکو سینہ سے کہاں نکالوں کیونکہ اگر پہاڑ پر بھی اسکی
گذر لاؤں تو اسکی صدا سے پہاڑ کو کمر سے گرا دوں یعنی پہاڑ کی کمر ٹوٹ جائے -

چہ قدر بعرصۂ آب و گل کندم ہوس ہوس جنگ کہ   شرر از گرد شکست دل کہ بہم آورم سپر افگنم

حل - آب و گل (دنیا) کے میدان میں ہوس کی جنگ مجھے کہاں تک شرمندہ کریگی -
دل کی شکست پانے یا اسکے ریزہ ریزہ ہو جانے سے جو گرد پیدا ہوا اس سے پلکوں
کو بند کروں اور ڈھال پھینکدوں - قاعدہ ہے کہ گرد سے پلکیں جھپک جاتی ہیں -

بہ رہ تحمل نیک و بد ہوس سجود تو میکند   سر خود لغزش از بتر و پا خورد چو بپیش پا نظر افگنم

حل - جس راہ میں نیک و بد (ہر شخص) کا تحمل تیرے سجدہ کرنے کی ہوس کرتا ہے وہاں
میری یہ کیفیت ہے کہ اگر میں سر کو پیش نظر ڈالتا ہوں تو سر پاؤں ہو کر گرتا ہے یعنی
پاؤں کھڑا ہوتی ہیں کہ سر پیش پاؤں ڈالا -

چو حباب بے سر و برم از تری ہوا منصب گہری   مگر انفعال بجا سرم کہ بجوش گہر افگنم

حل - میں منصب گوہری (خواہش دنیا کی ہوا) میں اوس اڑتا ہوں جیسے تری کا

ز خیال تا لب پیچیدہ ایم قدح بہار شکستہ ایم — خوشست آنکہ سیر پری کنی ز طلسم شیشہ نمائیم

حل - ہم نے خیال معشوق کے باعث جیسے آنکھ بند کر لی ہے بہار کا پیالہ توڑ ڈالا ہے سیر گل کو ہیچ سمجھا ہے اے مخاطب تیرے حق میں بھی اچھا ہے کہ میرے طلسم شیشہ نمائی سے پری کی سیر کرے - یعنی میرا خیال ایک شیشہ نما طلسم ہے جس میں پری قید کی گئی ہے تو اس طلسم سے پری کو دیکھ یہ نظر بندوں اور بازیگروں کا ایک گروہ ہے جو شیشہ بازی کا تماشا دکھاتا ہے -

ہوسم ز نالۂ بی اثر چہ مدعا شکند نظر — نہ ز استخوان ہما لو بگیر نشان تیر ہوائیم

حل - میرا نالہ بے اثر ہے کسی نشانہ پر نہیں لگتا میری ہوس کس مدعا کی جانب نظر دوڑ سے - اب میری اس تیر ہوائی (نالہ) کے نشانہ کیلئے ہما کی ہڈیاں (استخوان) کیوں پھر بھی بے اثر ہی رہیگا کیونکہ استخوان ہما پر تیر اثر نہ کریگا مطلب یہ ہے کہ میرا نالہ بلند ہو جاتا ہے مگر بے اثر ہے -

نہ نشیمنی کہ کنم مکان نہ پری کہ بپرم از میان — نکنی بعشوہ امتحان ستم آشیان رہائیم

حل - نہ تو میرے لئے کوئی نشیمن ہے جسکو اپنا مکان بناؤں نہ پر ہے کہ درمیان سے اڑ جاؤں اے مخاطب تو عشوہ امتحان سے مجھے رہائی کا ستم آشیان نہ بنا - یعنی رہا کر دینے سے میرے اڑنے کا امتحان کرنا مجھے ستم کشتہ آشیان میں قید کرنا ہے کیونکہ مجھ سے نہ اوڑا جاتا ہے نہ میرے نشیمن کو کہیں جگہ ہے (ستم آشیان رہائیم) نکنی کا مفعول ہے -

بکجاست رفتن و آمدن کہ بغربتم کشد از وطن — ز فسون صنعت وہم و ظن ہوس جدا ازمائیم

حل - آنا اور جانا کہاں ہے کہ مجھے وطن سے غربت میں کھینچے میں اپنے وہم و گمان کے فسون صنعت سے جدائی کا ہوس آزما ہوں یعنی جدائی کی مجھکو ہوس ہے میں تو بہت چاہتا ہوں کہ کسی طرح وطن سے نکلوں لیکن نہ جانے کی طاقت ہے نہ آنے کی -

بجہان نہ رسیدہ ام ز ہزار پردہ دمیدہ ام — ثمر نہال حقیقتم چمن بہار خدائیم

حل - میں ہزار پردوں سے اگا ہوں تب جلوہ کے جہان میں پہنچا ہوں - میں حقیقت الہی کے نہال کا ثمر اور بہار خدائی کا چمن ہوں (و حدیث الوجود [illegible]

یاری کا عالم اجمالی و تفصیلی)

سر کعبہ گرم فسون بنا دل برہمن چو نقش خون   مگر ز سیر جنون من کہ قیامت ہمہ جائیم

حل - کعبہ کے سر مین میرا ہی فسون عشق ہے اور بتخانہ کا دل برہمن سے میری فسون کا جوش ہے
اے مخاطب تو میرے جنون کی سیر سے نگزر یعنی ضرور سیر کر کیونکہ مین ہمہ جائی قیامت
ہون جسنے عالم امکان پر قیامت برپا کر رکھی ہے

بہ نگاہ حیرت کاملم بخیال عقدۂ مشکلم   نہ جہان قدرت بیدلم نہ زمینیم نہ سمائیم

حل - مین لوگون کی نگاہ مین کامل حیرت ہون اور خیال مین عقدۂ مشکل ہون مین تو
قدرت بیدل کے جہان سے ہون نہ زمینی ہون نہ آسمانی (حقیقت واجب الوجود ہون)

نکتہ - تحریر و تقریر مراتب اکثر موافق فطرت عوام است نہ مطابق ہمت خواص معنی فہم
کہ خواص را بے تکلف الفاظ معنی ہا منظور است و عوام باوجود ایضاح بیان در فہم عبارت
نیز معذور - رتبۂ کلام تا بحضیض نقصان نرسد طبع عوام را از جہل مطلق نرہاند و پرتو آفتاب
تا جبہہ بخاک نمالد زنگ از طبیعت سایہ مرتفع نگرداند - اگر حسن تحقیق بر کمال ذاتی جلوہ
نماید بر ضعیف نگاہان انجمن تصور ظلم است و اگر جمال معنی از کثیف اصلی رنگ نگرداند بر
لفظ آشنایان عالم صورت ستم - درین صورت عالم بدرسۂ حال الحمد ستان قیاس
قال منزہ باید فہمید در رموز غلو نکردہ یقین از حرف و صورت تخیل وہم و گمان
مبرا باید اندیشید -

حل - تحریر اور تقریر اکثر مرتبے عوام کی فطرت کے موافق ہے نہ کہ اُن خواص کے مطابق
جو معنی مقام مین کیونکہ خواص بدون تکلیف کے الفاظ کے معانی دیکھتے ہین اور
عوام باوجود واضح کر دینے بیان کے عبارت کے سمجھنے سے معذور ہین - کلام کا مرتبہ
جب تک نقصان کی پستی مین نہ پہنچے عوام کی طبیعت کو جہل مرکب سے نہ چھوڑائیگا اور آفتاب
کا عکس جبتک خاک پر ماتھا نگھسے سایہ کی طبیعت سے زنگ (تاریکی) دور نکریگا
اگر حسن تحقیق ٹھیک اپنے کمال ذاتی سے جلوہ دکھائے تو انجمن تصور کی ضعیف نگاہون
پر ظلم ہے (کیونکہ وہ اس جلوے کے دیکھنے کی تاب نہین رکھتے) اور اگر جمال معنی
اپنی اصلی کیفیت سے رنگ کو نہ پھیرائے تو عالم صورت کے لفظ آشناؤن پر ستم ہے
(کیونکہ اُنہین معنی کے سمجھنے کی طاقت نہین) اس صورت مین عارفون کے مدرسۂ حال

گو نامتب قیل و قال ابجد سے پاک اور غلو نکردہ یقین کی رموز کو محفل وہم گمان
(اہل دنیا) کے حرف و صوت سے مبرا سمجھنا چاہیے۔

جہان ہم است کز عرض فریب زشت انجا | نگاہ بوالہوس اغیار عاشق یار می بیند

حل۔ یہی محفل (امکان) ہے کہ یہاں خوب و زشت کے فریب سے عاشق کے
اغیار کو بوالہوس کی نگاہ یار دیکھتی ہے یعنی اغیار کو یار سمجھتی ہے حالانکہ سوا
البتہ حسب عاشق کے غیر (رقیب) ہیں اغیار عاشق بیند کا مفعول اور یار
مفعول ثانی اور نگاہ بوالہوس فاعل ہے۔

جہان آبی کہ می بینی طراوت مایۂ گلہا | چو بر آئینہ باشد کلفت زنگار می بیند

حل۔ وہی پانی جو پھولوں کیلئے مایۂ طراوت ہے جب آئینہ پر ہوگا تو آئینہ اس سے زنگ
کی کلفت دیکھیگا۔ بیند کا فاعل آئینہ ہے۔

دل ہر قطرہ گرداب است غواص حقیقت را | تامل در تہ بحر ہر گوہر صد بار می بیند

حل۔ ہر قطرہ کا دل غواص حقیقت (عارف) کے لئے ایک گرداب ہے جس سے وہ حقیقت
کے موتی نکالتا ہے یہاں تامل ہر بحر میں سو بار گرد دیکھتا ہے یعنی رمز حقیقت
سے واقف ہونا مشکل ہے۔

صدا را کوہ ہم دشت است جولانگاہ آزادی | سرشک از نارسائی دشت را کہسار می بیند

حل۔ پہاڑ کتنا اونچا ہے مگر وہ آواز کیلئے جولانگاہ آزادی کا دشت ہے کیونکہ آواز
پہاڑ پر دوڑ جاتی ہے اور سرشک جو نارسا ہے دشت کو بھی پہاڑ جانتا ہے کیونکہ آنسو
نہ دوڑ سکتا ہے نہ بلندی پر چڑھ سکتا ہے۔

حقیقت سطر بیرنگی است کز نقص و کمال خود | یکے اسرار می خواند یکے اظہار می بیند

حل۔ حقیقت الہی میں فی حد ذاتہ کوئی رنگ نہیں وہ بیرنگی کی سطر ہے کیونکہ اپنے
نقص و کمال کے موافق کوئی اسرار سمجھتا ہے اور کوئی عین اظہار جانتا ہے پہلا مرتبہ
ناقص کا اور دوسرا مرتبہ عارف کا ہے۔

یکے را از تپیدن بوئے وحشت ہم نمی آید | یکے در نقش پا ہم صورت رفتار می بیند

حل۔ ایک کو تڑپنے میں بھی وحشت کی بو نہیں آتی ایک نقوش پا ہم کو یہ سمجھتا
ہے کہ گرم رفتار ہیں۔

تفاوت گر نباشد مقتضای ساز فطرت ها　　چرا شکل دو پیکر چشم احول چار می بیند

حل - اگر سامان فطرت تفاوت کا مقتضی نہو تو بھینگے کی آنکھ کیون دو پیکر شکل کو چار دیکھتی ہے -

نفس تا دل خط الفت پرستی ہا عاشق را　　برہمن جادہ تا منزل ہمان زنار می بیند

حل - عاشق کیلئے سانس دل تک الفت پرستیون کا خط (دستاویز) ہے برہمن اپنا راستہ منزل تک وہی زنار دیکھتا ہے - یعنی اسی راستے (زنار) سے منزل مقصود تک پہنچتا ہے -

تو ہم سامان حیرت کن کہ در وحشتگہ فرصت　　خیال آئینہ ہا می آرد و دیدار می بیند

حل - تو بھی حیرت کا سامان پیدا کر کہ فرصت کی وحشتگاہ مین خیال طرح طرح کے آئینے لاتا ہے اور دیدار دیکھتا ہے کیونکہ عاشق کو فرصت کہان اسکو تو فرصت سے وحشت ہوتی ہے پس حیرت کا پیدا کرنا ضروری ہے تاکہ وحشت بھاگ جائے حیرت سکون چاہتی ہے -

نگاہ شوق پیدا کن تماشا ہا تماشا کن　　دو عالم جلوہ است و اثر دشوار می بیند

حل - شوق کی نگاہ پیدا کر اور تماشون کا تماشا کر یعنی دیکھ - دو عالم محبوب حقیقی کا جلوہ ہے مگر جسمیر جلوے کا اثر نہین اسکو مشکل نظر آتی ہے -

نکتہ - حسن اگر بستایش آئینہ پردازد در خور جلوۂ خودش باید ستود و معنی چون بتو لفظ کوشد ہمان رنگینی بہار خود خواہد نمود تنگ توجہ کمال است چہرۂ منظور کلفت نقصان جا برداشتن و شرم میدان آگاہی دامن مرغوب بجز امش تصور اشیا شتن ذرۂ موہوم در غبار ہستی جبہہ تسلیم ناپیدائی میسود گرمی نگاہ آفتابش آئینہ چشمک عروج زود و قطرۂ مردود و ہم در قعر نا کسی ہر شجۂ تمیز نے پیوست برگزیدن اقبال محیطش کلاہ گوہر آرائی شکست پس ذرہ را کہ در آغوش پرتو آفتاب جا دہد کم از ماہش نباید شمردن و قطرہ کہ محیطا سامان بزرگی بخشد جز بدجلگی نام نتوان بردن -

حل - اگر حسن آئینہ کی تعریف کرے تو وہ آپ اپنے جلوے کی تعریف کرنیوالا ہوگا جسکا عکس آئینے مین پڑتا ہے اور معنی جب تحقیق الفاظ کی کوشش کریگا تو اپنی ہی بہار کی رنگینی دکھائیگا کیونکہ معانی الفاظ ہی سے پیدا ہوتے ہین توجہ کمال کیلئے تنگ ہے چہرۂ

پہول کے پیدا نہین ہو سکتی ہے
قید کلفت ہر یک اندازہ شبنم مہر آشنا کیست منظور تو شد کز عالم استغنا نکرد
حل۔ شبنم جو آفتاب کی آشنا ہے قید کلفت کی متحمل نہین یعنی آفتاب کی محبت
مین معدوم ہو جاتی ہے سو جود رہنا اُسکے لئے کلفت ہے کون ہے جسنے تیرا منظور
نظر ہو کر عالم سے استغنا نہین کیا یعنی جسپر تیری نظر پڑیگی دنیا و مافیہا سے مستغنی
ہو جائیگا۔
ہمچنان در حسرت دیدار ہے بالیدگا ہ نالہ ام را جز ہوائی قامت رعنا نکرد
حل۔ نگاہ حسرت دیدار مین بدستور بڑہ رہی ہے مگر دیدار نہین ہوتا میرے نالہ کو بجز
ہوائے قامت دیدار کے کسینے خوبصورت نہین کیا۔ یعنی نالہ اگر دل سے نکلتا ہے
تو صرف ہوائے قامت مین۔
غبار باشم بہر تپیدن ہزار بیداد می نگارم بسطر فرسود خامہ ما ز خون فریاد می نگارم
حل۔ مین لفظ فریاد ہزار مرتبہ لکہون مگر ہر تڑپنے مین غبار ہونگا یعنی فریاد بے اثر ہے اور
تڑپنا فضول ہے۔ میرا قلم سطر مین گہسا ہوا ہے پہر بہی فریاد لکہہ رہا ہون یعنی قلم ساکت ہے
اور مین فریاد لکہنا چاہتا ہون۔
بمکتب طالع آزمائی ندارم از جانکنی رسائی قفای زانوی نارسائی دماغ فرہاد می نگارم
حل۔ مین طالع آزمائی کو مکتب مین جانکنی سے رسائی نہین رکہتا۔ یعنی چاہتا ہون کہ
جانکنی کرون مگر نہین کر سکتا۔ اب نارسائی کے زانو کے پیچہے فرہاد کا دماغ لکہہ رہا ہون
پیچہے زانو کے تختی وغیرہ رکہکر لکہنے کی مشق کرتے ہین مجہ سے فرہاد کی طرح جانکنی تو
نہ ہو سکتی صرف فرہاد کا دماغ یعنی دماغ لکہہ رہا ہون یعنی خیالی جانکنی مین مصروف ہون
اگر بسپہر مشق تا رسد ز نقاش آن تبسم زپردہ دیدہ تا بمژگان حیرت آباد می نگارم
حل۔ اگر نقاش کے ذریعہ سے شوق کا تبسم تا رسد (جو قلم کے سر مشق پر پہنچ جائے
تو پہر دیکہو کہ پردہ چشم سے لیکر مژگان تک کیا کیا حیرت آباد کی تصویر نقش کرتا ہون
مگر چونکہ وہ معدوم ہے لہذا تبسم بہی معدوم ہے ورنہ مین دنیا کو حیرت کا تماشا دکہا
دیتا۔ تا رسو سے مراد مژگان ہے جو دوسرے مصرعہ مین مذکور ہے۔
ز سطر عنوان عجز مالی بیاد مکتوب شوقِ خالی ز آشیان شکستہ بالی پری بصیاد می نگارم

حل ۔ یا خدا میری سطر عنوان سے جس کو عجز نے مل دیا ہے مکتوب شوق کبھی خالی نہو ۔ میں شکستہ بالی کے آشیان سے صیاد کو ایک پر لکھہ رہا ہون ۔ میرا مکتوب شوق شکستہ بالی کا پر ہے یعنی میں صیاد کا اسیر ہونا چاہتا ہون اگرچہ میرے بال و پر ٹوٹے ہوے ہیں ۔

تغافلت کرد پامال آنچنان نگریم چرا نالم   فراموشی بهار رنگ حالم فراموشت باد آرد نگارم

حل ۔ تیرے تغافل نے مجھے پامال کر دیا ہے میں کیونکر نہ رووں کیونکر نالہ نہ کرون ۔ اب یہ لکھہ رہا ہون کہ خدا کرے میرے رنگ حال کی فراموشی تجھے فراموش ہو فراموشی کا فراموش ہونا یاد دلانا ہے یعنی تو مجھے یاد کرے ۔

نہ گرد ناچو هم از سواری نہ رنگ میخواهم از بهار   شکستہ کلک اعتبارم بلوح ایجاد می نگارم

حل ۔ نہ میں کسی سوار کی گرد ڈھونڈھتا ہون نہ کسی بہار سے رنگ چاہتا ہون میں تو اعتبار کا شکستہ قلم ہون جس سے لوح ایجاد پر کیڑے مکوڑے کھینچ رہا ہون یعنی میں ایک فضول اور بے اعتبار ہستی ہون ۔

دماغ نظمی ندارم اکنون کہ ریزم از نوک خامہ بیرون   ز نبض دل جست مصرع خون بہ پیش فصاد می نگارم

حل ۔ میں نظم کا دماغ نہیں رکھتا کہ قلم کی نوک سے اُس کو باہر نکالون ۔ دل کی نبض سے مصرع خون کو دیکھا ہے جسکو فصاد کے سامنے رکھہ رہا ہون ۔ یعنی اشعار میرا خون دل ہیں جو خود بخود جوش مارتے ہیں فصاد کو نشتر لگانے کی بھی ضرورت نہیں ۔ مطلب یہ ہے کہ بلا تحریک تحرک مضامین پیدا ہو رہے ہیں ۔

برون ز گرد نمود ماندم از اسم دارم همی مسمی   هنوز نقشی ز بال عنقا بصفحه پی می نگارم

حل ۔ میں گرد نمود سے باہر آگیا ہون یعنی مجھہ میں نمود کی گرد بھی نہیں مگر اپنے اسم سے مسمی کا علم رکھتا ہون کہ اسم تو ہے مگر مسمی نہیں (ہستی کا نام ہی نام ہے وجود نہیں) گویا صفحۂ دہر پر بال عنقا سے ایک نقش لکھہ رہا ہون ۔ جب بال عنقا معدوم ہے تو نقش بھی معدوم ہے یاد بھی باقی نرہیگی ۔

بہ نقش تحقیق ما رعشہ دو قلم خط ساده رنگ بستم   و بیکلہ این خامہ در شکستم هزار بار دمی نگارم

حل ۔ میں تحقیق حقیقت الہی یا حقیقت وجود کا نقش لکھنے میں رعشہ دست ہون یعنی میرے ہاتھہ میں رعشہ ہے لکھہ نہیں سکتا ۔ جس وقت تحقیق کا یہ قلم توڑ ڈالون گا نقش بنا دونگا

جیسے ہزار نقاشی پیدا کر دونگا جس ترکیب سے نقش پر رنگ باندھ رہا ہوں یہ امر اسی طرح ہوا ہے۔

یعنی عرفان الٰہی کا حصول ادراک اور عقل سے غیر ممکن ہے ان آلات کو معدوم کر دینا چاہئے۔

درین دبستان یقینی کامل نخواندم مضمون نقش باطل کمالم این بس که نام بیدل بخط استاد می نگارم

حل۔ دنیا کے مکتب میں کامل سبق سے یعنی نقش باطل کا مضمون نہیں پڑھا میرا کمال یہی تو کافی ہے کہ بیدل کا نام استاد ازل کے خط و قلم سے لکھ رہا ہوں جو کبھی باطل نہ ہوگا۔

نمی سزد در جہان فطرت بخون شبہہ و شک فرو رفتن چو نقش جریدہ تا کی بہوس نوشتن و حک زدن

حل۔ تجھے یہ بات لائق نہیں کہ جو ہر فطرت ہو کے اپنے کو شبہہ و شک کے جنون میں ڈالے۔ یعنی دنیا محض شک اور شبہہ (تخییل) ہے اور جوہر فطرت وجود یقینی ہے اور یہ لائق ہے کہ مثل (صحیفۃ الناس) کی طرح ہوس کا دفتر محض نفسانی ہوس سے خود ہی لکھا اور خود ہی مٹا ڈالے۔ یعنی دنیا کی بیہودگیوں سے باز آنا اور جوہر فطرت وجود سے کام لینا چاہئے۔

ز بیاد ہر گشادہ لبت نقل بادہ کہ میکشد کہ از ان زہر حرف تبسمت ہزار پستہ نمک زدن

حل۔ تیرے لبوں کی یاد میں نقل بادہ (کباب و گزک وغیرہ نمکین چیزوں) کا کام کون لیتا ہے کیونکہ تیرے حرف تبسم سے ہزار پستے پر نمک لگانا ممکن ہے۔ یعنی اگر تیرے تبسم کا حرف زبان پر آیا اور نمک لگے ہوئے ہزار پستے موجود ہو گئے معشوق کے تبسم سے یہ بات حاصل ہوتی ہے۔

ز رشک قامت و جلوہ ہای چہ جنونت نتیجہ نشوی که دریدہ جیب غم پنبہ بر کپنک زدن

لغت۔ کپنک۔ اون کا موٹا کپڑا جس کو غریب لوگ موسم سرما میں اوڑھتے ہیں۔

حل۔ تو وہ جنون کا بادشاہ ہے کہ جنون نے تیری طبیعت سے جوش مارا کہ تیری جیب تعین (صبر و سکون) کو نام سے پیر روئی لگا دئے کہ غم نے پھاڑ ڈالا۔ یعنی جب تیرا رشک غیرت عشق ہے تو دنیا کے اسباب آسائش سے کیا واسطہ۔ مصرعہ ثانیہ میں دریدہ کا فاعل غم پنبہ بر کپنک زدن ہے۔

چہ ظہور کرد سپاہ تو چہ خفا بتغافل جاہ تو   بکشاد و بست نگاہ تو در آز ملک و ملک زدن

حل۔ تیری سپاہ حسن نے کیسا ظہور کیا ہے اور تیرے تغافل جاہ نے (اس تغافل نے جو تجھے عاشقون سے اپنے جاہ کے باعث ہے) کیسا ظلم کیا ہے کہ تیری نگاہ کی بست وکشاد مین انسانون اور فرشتون کی حرص کا دروازہ کھلنا کھٹانا موجود ہے۔ یعنی تیری نگاہ بست وکشاد ملک وفلک کو اپنے حسن پر فریفتہ کرتی ہے۔

بجہان رنگ فنا اثر غم امتحان دگر مبر   بہ محک ما ستم ست اگر زر گل رسد بجک زدن

حل۔ جہان رنگ مین جو فنا اثر ہے کسی کے امتحان کا غم نہ سمیٹ۔ جو لوگ رنگ فنا کے محرم ہین اگر انکا زر گل کسوٹی پر کسنے کیلئے پہنچے تو بڑا ظلم ہوگا کیونکہ انہون نے تو رنگ کا خوب امتحان کرلیا ہے کہ وہ فانی ہے اور وہ اس راز کے محرم ہو گئے ہین

ز مزاج ہیچ خلق دون نجلست طعنہ گر فسون   نشوی جراحت مردہ را ہوس آزمائی کلک زدن

لغت۔ کلک بفتحتین فصاد کا نشتر اور پچھنا اور منحوس اور نامبارک اور بلا اور سختی اور درد سر اور بالفتح آغوش اور بالضم دنبے کی نرم اون۔

حل۔ تیرے خلق دون (عادت کمینہ) کا مزاج ایسا ہیچ اور گندہ ہوگیا ہے کہ خود طعنہ اپنا فسون دم کرنے کے وقت شرمندہ ہے کہ میرا اثر رائگان جاتا ہے مردے کے زخم پہ نشتر مارنے سے تیرا ہوس آزما ہونا فضول ہے کیونکہ اس سے خون نہین نکل سکتا۔ یعنی کمینہ عادتون نے تیرے مزاج کو مردہ کر دیا ہے۔

اثر دماغ رعونت شدہ ننگ پستی و ذلت   بکجا ہست گوشہ زانوی کہ توان علم بفلک زدن

حل۔ تیری رعونت کے دماغ کا اثر پستی و ذلت کے لئے ننگ ہوگیا ہے یعنی تیری ذلت مین وہ پستی نہین جو تیری رعونت مین ہے گوشہ زانو (کنج تنہائی) جس مین دو زانو بیٹھکر تیرے واسطے اللہ کر سکا کہان ہے جسکے ذریعہ سے آسمان پر جھنڈا گاڑ سکے غرور کا انجام تو پستی ہے کیونکہ بڑے بول کا سر نیچا (ناظرین دقت اور نزاکت پر غور کرین)۔

دگر از رہ عالم دعا کہ بکام فرصت لبقا   نتپیدہ است بسر زخم ما گل انتظار کمر زدن

حل۔ اے قاتل تو اپنے مطلب دعا سے نگزر یعنی اپنا مدعا پورا کر کیونکہ فرصت کو بقا نہین۔ یعنی دنیا مین فرصت بہت کم ہے ہمارا زخم جو اپنے سر پر کلاہ کی طرف گل کا منتظر سا رہا ہوا ہے تو وہ گویا ایک چمن ہے پس تو اس

چمن کی سیر کر۔ مطلب یہ ہے کہ کار وکاکاری زخم لگانے میں تامل نہ کر۔ ناظرین بہت غور سے سمجھیں۔

پڑ و ہم ہرزہ عنان عمر و بسر را بپاغرق گمان مشو　　ز شناوری بحر گمان برو بخیال باطل حک زدنی

حل۔ وہم کے پیچھے بیہودہ مت دوڑ۔ دہوکے سے گمان میں غرق مت ہو دریائے گمان کی شناوری یعنی خیال باطل کی حک کرنے کو جا۔ یعنی دنیا محض ایک شک اور دہوکا ہے اس سے نکل جا۔

عذر ای حسود جنون حسب که بحکم الٰہی ادب　　اثر یکہ بیدل ما زند تو نیست کم ز کتک زدن

لغت۔ کتک بالضم لاٹھی یا سونٹا۔

حل۔ اے حاسد تو جنون حسب ہے یعنی تیرا حسب (نسل) ہی جنون ہے۔ بیدل ادب سے خبردار ہے وہ ادب اور تہذیب کے ساتھ جو اثر ڈالیگا وہ تیرے حق میں سونٹا مارنے سے کم نہیں۔

نکتہ۔ حکم الفقراء کنفس واحدۃ بمناسبت محرمیت کلی ہست یعنی حضور نشاء وحدت کہ دران مقام ساز اعتبار رنگ مغائرت نیافتہ است و توہم دوئی پردۂ یکتائی نشگافتہ بحسب لطافت آشنائی آن مرتبہ ہرگاہ بمبالغہ توصیف غیرہم کوشیدہ اند فی الحقیقت خود را در نقاب اشارتش پوشیدہ اند واگر تار الیش عبارتے پیرواختہ اند جز طرح شہود معنی نینداختہ و بیگانگی طبایع عام از یکدیگر باعتبار تشخصات جزوی ہست یعنی امور عالم کثرت دریں چہار سو جز اجناس مخالفت اشکال و اثقال برہم نچیدہ اند غیر اسباب سود و زیان منہر من اظہار نرسیدہ لسبب کثافت نمائی این مواقع اگر ہمہ چشم بر صورت خود میکشا یند چون عکس آئینہ غیر از نقش دوئی مشاہدہ نمی نمایند و ہر چند سر بجیب خود فرو می برند چون شعلہ قدم جز بکام اژدہا نمے سپرند اینجا متفق ہست کہ ناقص طبعان و لبستان کوفی از فہم کاہی در پیشگاہ الہی معذور اند و پست فطرتان طبائع ادنی در درک حقائق اعلیٰ معذور۔ کیفیت معنی از لطیف مطلق چہ نماید و رنگ عکس را از صفاء آئینہ چہ پردہ کشاید۔

حل۔ یہ حکم کہ فقراء نفس واحد کی مانند ہیں کلی محرمیت مناسبت سے ہے (یعنی عارف دوسرے عارف کے حال کا محرم ہے (ولی را ولی میشناسد) مراد نشاء و

کے حالات وحشت دیکھ کر مجنوں لیلیٰ سے پوچھنا فضول ہے۔

محرمان حال ہم در بزم حالی سودہ اند زین گل فرسودہ بلبلان سخن پیدا کنید

حل۔ جو لوگ محرم حال ہیں وہ بزم حال ہی میں آسودہ ہیں تو ان لوگوں کا حال نہ پوچھ

جیسے کہ گل از حد فرسودہ اور بلبلان سخن [illegible] ہوس بیجا ہیں۔

فکر شو تا پی بری از نیرنگی معنی نشان از نگہ غیر از سراغ رنگ صورت ما مپرس

حل۔ تو بہت فکر کیا تاکہ معنی کی نیرنگی کا نشان مل سکے نگاہ ظاہر بین سے رنگ صورت

کے سراغ سوا کچھ نہ پوچھ۔ یعنی چشم ظاہری کو وہ کہاں ملیگی اور باطن نیرنگی معنی کو۔

ہر کس اینجا از مقام خویش میگوید خبر جز حدیث گاو و خر از اہل دنیا مپرس

حل۔ یہاں ہر شخص اپنے اپنے مقام کے موافق اپنی ہی کہیگا اہل دنیا سے گاو خر کے قصوں

کے سوا کچھ نہ پوچھ۔

نکتہ۔ آدمی ریشۂ استعداد نیست کہ بیاری اتفاق عناصر قابل اعتبار نشو و نما و

معنی ادراکی بہ ترکیب اخلاط و امزجہ مستعد نقوش چون و چرا۔ درجات استعداد از نشۂ

شیونات ذاتیہ و افعال و آثار صفات ابنا مراتب شمار ترقی و تنزل است ولایزال درعرض

مدارج نقص و کمال سبب اعتبار دور و تسلسل نقیبان عالم کثرت جمعی فروع گلستان

ظہور را بآزادگان جہان وحدت کہ اصول ثمرۂ متصل بانقطاع مناسبتی نیست در کمال

جدائی و کثافت پرستان وادی آب و گل را بلطافت محرمان گلشن جان وصل نقصان

مواصلتی است در نہایت بیمرفتی و ناشناسائی جہال عوام در عالم حقائق ابلہی نارسائی

و ناتوانی است و بیگانگی خواص از وضع کثرت اثر لوچی است نہ نادانی پوشیدہ نیست

کہ کثرت تنزل مراتب وحدت است و وحدت معراج حقیقت کثرت اگر صاحب [illegible]

نیر دانش بے نیاز بیا [illegible] منصب عزت است مقیم آستان را دوری نسبت صدر از

نارسائی ہمت و قصور فطرت باللہ کہ محرم حقائق موجودات نہ و فرقہ کہ متعلق صور کونیہ

نہ مخصوص صوریہ پس ہر فرد [illegible] از افراد دفتر الہی و کوئی محیط اسرار خود است بلکہ ہر غیر و شقہ

رسد کہ از خود بر آید و این نیز کہ از خود بر آمدہ بہ دیگرے تواند رسید نشاید۔

حل۔ آدمی استعداد کا ایک ریشہ ہے جو عناصر کے باہمی اتفاق (آتش و آب و باد و خاک) سے

قابل اعتبار نشو و نما ہے اور وہ اپنے ادراک کا معنی ہے جو اخلاط اربعہ (بہر و رت

رطوبت - حرارت - یبوست سے نقوش چون و چرا کیلئے مستعد ہے - استعداد کے درجات ذاتی شانون اور افعال و آثار صفات کے نشے سے ہیٹنبہ۔
ترقی و تنزل کے شمار کے مراتب ہین یعنی جسقدر استعداد ہوگی اسیقدر انسان ترقی کریگا - اور ہمیشہ مدارج نقص و کمال کے پیش نظر نہین سبے اختیار ہوگا - عالم کثرت کے قیدیون یعنی نخلستان ظہور کی شاخون کے دور و تسلسل کو جہان وحدت کے آزادون کے ساتھ جو شعور کے پھل کی جڑین ہین حد درجہ کی جدائی ہین مناسبت کا انقطاع ہے یعنی دنیا دارون کو جہان وحدت کے آزادون (اہل اللہ) سے مطلق مناسبت نہین ہوتی اور وادی آب و گل کے کثافت پرستون (دنیا دارون) کو گلشن جان و دل (عرفان الہی) کے محرمان لطافت سے مواصلت کا نقصان نہایت بے معرفتی اور ناشناسائی ہین ہے یعنی دنیا دار نہ اہل اللہ کو پہچان سکتے ہین نہ اُنسے ملسکتے ہین - عالم حقائق ہین عوام کی جہالت نارسائی اور ناتوانی کے باعث سے ہے اور کثرت کی وضع (طرز) سے خاصان وحدت کی بیگانگی ایک توجہ خاص کا اثر ہے نکہ نادانی - یعنی خاصان وحدت اپنی توجہ بجانب کثرت مبذول نہین کرتے - اور یہ بات پوشیدہ نہین کہ تنزل مراتب وحدت کا نام کثرت ہے اور وحدت حقیقت کثرت کی معراج ہے اگر کوئی صدر نشین اپنی چوکھٹ کی جانب متوجہ نہو تو یہ بات اُسکے منصب عزت کی بے پروائیون سے ہے اور جو شخص چوکھٹ پر مقیم ہے اگر وہ صدر سے دور ہے تو اُسکی ہمت کی نارسائی اور اُسکی فطرت کا قصور ہے - جو گروہ کہ حقائق موجودات کا محرم ہے وہ عین حقائق ہے اور جو گروہ کہ دنیا کی صورتون سے علاقہ رکھتے ہین وہ محض صورت ہین - پس ہر فرد افراد دفتر الہی اور کونی سے آپ اپنے اسرار کا دریا ہے (اپنے اسرار پر حاوی) ہے وہ غیر کی کُنہ تک اُسوقت پہنچے کہ اپنے آپ سے نکلے اور یہ کبھی نہ ہوگا کہ اپنے سے نکلکر دوسرے تک پہنچے (ورنہ وحدت وجود باطل ہوگی)

گر ز رز پوشیدہ است اسرار گل ۔۔۔ چون نہ بینی راز رز ہست و گل و ل سنت

مثال - اگرچہ شراب کے اسرار انگور نے جوش مارا ہے مگر جب تو غور سے دیکھیگا تو انگور انگور ہے اور شراب شراب ہے -

در ہمہ از ریشۂ ہست ایجاد گل ۔۔۔ ریشۂ یک ریشۂ ہست و گل گل است

حل - اور اگرچہ پھول کی ایجاد ریشہ سے ہے لیکن ریشہ ریشہ ہی ہے اور پھول پھول ہے۔

گرچہ اجزا غیر ہم گل کردہ اند — ہیئت مجموعی اینہا گل است

حل - اگرچہ پھول میں ایسے اجزا نے ظہور کیا ہے جو ایک دوسرے کے غیر ہیں یعنی اُسی میں پتیاں اور پنکھڑیاں ہیں اور اُنہیں دانے بیج وغیرہ ہیں تاہم ان سب کی مجموعی ہیئت درحقیقت گل ہے۔

ہیچکس محرم نوای غیر نیست — ہر یکے در گلشن خود بلبل است

حل - کوئی شخص غیر کا محرم نوا نہیں ہر شخص اپنے گلشن میں آپ بلبل ہے۔

سخت بے پرواست حسن از بسکہ گر — مد ابرو بے نیاز از کاکل است

حل - حسن باہم ایک دوسرے سے بے پروا ہے۔ ابرو کا مد کاکل سے بے پروا یعنی ابرو ٹیڑھی ہی خم ہے اور کاکل میں بھی مگر ابرو خم کے حاصل کرنے میں کاکل کی محتاج نہیں۔

چہ دارد این گیرودار ہستی کہ از پی نام و ننگ خوردن — شکست آئینہ جمع کردن فریب تمثال رنگ خوردن

حل - ہستی ناپائدار کی گیرودار کیا شے رکھتی ہے یہی کہ سو نام و ننگ میں گلنا۔ یعنی برائے نام ہستی ہے مگر چونکہ فانی ہے لہذا باعث ننگ ہے اسکے سوا اور کیا شے رکھتی ہے آئینہ کی شکست (بے ثباتی) کا جمع کرنا اور تمثال رنگ کا فریب کھانا ہے۔ یعنی آئینہ بالآخر ٹوٹیگا اور اُسکو زنگ لگیگا پس اُس سے دل لگانا تمثال رنگ کے فریب میں آنا ہے۔

خوش است از ترک خودنمائی دمی ز ننگ ہوس برآئی — بکسوت ریش روستائی زشانہ

حل - تیرے حق میں اچھا یہ ہے کہ خودنمائی کو چھوڑ کر ایک دم ہوس دنیا کی ننگ سے نکلے۔ دہقان کی ڈاڑھی پر شانہ سے تھپیڑ کھانا کبتک۔ یعنی کنگھی سے ڈاڑھی کی آرائش میں کبتک مصروف رہیگا۔

شرر تا سر ز خود برآرد نہ روز بیند نہ شب شمارد — دماغ کم فرصتان ندارد غم شتاب و درنگ خوردن

حل - شعلہ تاکہ اپنے سے سر نکالے یعنی فنا ہو جاوے نہ دن دیکھتا ہے نہ رات گنتا ہے وجہ یہ ہے کہ کم فرصتوں کا دماغ جلد و دیر کا غم نہیں رکھتا یعنی فوراً فنا کی منزل مقصود پر پہنچ جاتے ہیں مطلب یہ ہے کہ فنا ہو نہیں ہستی مثال شعلہ کی سی ہے جسے مطلق مہلت نہیں۔

حل۔ چشم عرفان زاپی کے تماشا کیلئے پلکون کا دروازہ بند کر۔ یعنی آنکھیں بند کرکے مراقب ہو اور عافیت (اطمینان قلب) کے مینا سے ایک جام لی اور اپنے عیش پر ناز کر۔

مشکن جام آبرو بہ پیش سنگ ساز آرزو   عرق احتیاج را ز مینا ے آز کن

حل۔ آرزوں کی تیشہ آبرو کا جام مت توڑ اور چونکہ اہل احتیاج کو التجا کے وقت شرم آتی ہے لہذا عرق احتیاج کو اپنے شیشۂ آز کی شراب بنا۔ یعنی اپنے کو محتاج بنا اور محتاج رہنے میں خوش ہو اور کسیکی التجا نہ اٹھا۔

وابستہ الفت نہ بر سرم کہ حیثیت وجود شوی عالم   گرہ دستۂ دل ز ہم بمژہ بگشا و وا کن

حل۔ اپنے اوپر اتنا ظلم نکر کہ تو جستجو میں مشہور ہو جائے اور دستۂ دل میں جو گرہ پڑی ہوئی ہے اپنی پلکیں ایک دوسرے سے جدا کرکے اس گرہ کو کھول ڈال۔ یعنی تیرے مقصد میں گرہ نہیں بلکہ دستۂ دل میں گرہ ہے جب تو آنکھیں کھولیگا یعنی عرفان الہی پر ظاہر و تفکر کریگا وہ گرہ خود بخود کھلجائیگی۔

بچہ افسانہ مائلی کہ ز تحقیق غافلی   تو تماشا مقابلی ز خیال احتراز کن

حل۔ تو کون سے افسانہ پر مائل ہے کہ تحقیق اسقدر غافل ہے تو تماشا مقابل ہے (صفت مرکب) یعنی تماشا قدرت تیرے سامنے ہے اپنے وان کے خیال سے احتراز کر۔

نہ ظہور لیست نے خفا نہ لقا نہ ستی نہ فنا   بہ تخیل حقیقتے کہ نداری مجاز کن

حل۔ نہ کوئی شے ظاہر ہے نہ پوشیدہ ہے نہ لقا ہے نہ فنا ہے تو جو حقیقت اپنے تخیل میں نہیں رکھتا اسکو مجاز قرار دے لے۔ یعنی اصل حقیقت وجود تو تجھے معلوم نہیں پس مجاز پر اکتفا کر کیونکہ عالم شہود فقط مجاز ہے نہ کہ حقیقت۔

چو غبار شکستہ در سر راہ نشستہ ام   قدمی بہ زمین گذار و مرا سر فراز کن

حل۔ میں ٹوٹے ہوئے غبار کی طرح تیرے سر راہ میں بیٹھا ہوں ایک قدم زمین پر رکھ اور مجھے سر بلند کر۔ مطلب یہ ہے کہ قدم رکھنے یا ٹھوکر مارنے سے غبار بلند ہو جاتا ہے۔

بہ ادائے تکلمے بفسون تبسمے   شکرے را قوام دہ نمکے را گداز کن

حل۔ ایک تکلم کی ادا اور ایک تبسم کے فسون سے شکر کو قوام دہ۔ اور نمک کو گداز۔ معشوق کے کلام میں شیرینی اور تبسم میں نمک ہوتا ہے۔

اُٹھہ نہین سکتی آگاہی (ادراک) بیخبری کی سرمنزل پر سوتی ہے اور یہ مقام نگاہ تامل
کو آغوش مین دباتا ہے یعنی نگاہ کو دیکھنے مین تامل کرنا پڑتا ہے ہوش و حواس بیخودی
کے گہوارے مین سوئے ہوئے ہین پس جس بساط مین قافیۂ شعور کا اسقدر تنگ ہو اور
شہود کا ساز اسقدر غائبیت آہنگ ہے یعنی اُسکی آواز غائب ہے کون مفت اپنی نظر بیداری
کے منظر بینی اُٹھائے تاکہ تماشا (نظارہ) جو سرمایہ (قوت بصارت) نہین رکھتا
اُسکو رائیگان نہ مار دے۔ ذوق الٰہی کے فرصت شناسون کے لئے ہی انجمن مین
آنکھون کے زخمونکا بہر جانا سخت تکلیف ہے اور موئے مژگان کا پریشان نکرنا سخت
ماتم ہے یعنی یہان تو بیداری ہی بیداری ہے آنکھین اور پلکین بند نہین ہوتین ہمیشہ
کہلتی رہتی ہین پس عارفان الٰہی فرصت دیدار کو غنیمت سمجھتے ہین اُنکے لئے سونا کہان

سبکساری ہی ہست از آب دیدہ ترک سرگرانی کن   نگہ را اندکی روشن سواد جلوہ خوانی کن

حل۔ سبکساری آب دیدہ سے حاصل ہوتی ہے سرگرانی کو چھوڑ۔ نگاہ کو تہوڑی دیر
کیلئے دوست کے جلوہ کی کتاب پڑھنے سے روشن سواد کر (قاعدہ ہے کہ جب چشم پر
پانی چھڑکا جاتا ہے تو نیند کی سرگرانی جاتی رہتی ہے۔

زندگانی ہمواری خواب پیش از مرگ در گور است   بہ بیداری علاج چشم زخم زندگانی کن

حل۔ خواب کا مضمون کب تک سمجھے پیش از مرگ زندہ درگور کریگا کیونکہ خواب بھی
اہل اللہ کے نزدیک ایک قسم کی موت ہے۔ زندگی کے چشم زخم (زخم چشم) کا علاج
بیداری سے کر۔

درون بیضہ جز افسردگی دیگر چہ پیدا شد   چمن ہا تحت پرواز ست سعی پرفشانی کن

حل۔ انڈے مین افسردگی کے سوا کیا ہوتا ہے چمن تیرے پرواز کے تحت مین ہین پرون
کو کشادہ کر اور اُڑنے کی سعی کر یعنی غافل نہو اور چمن عرفان پر پرواز کر۔

نگاہ حیرت و سر بگریبان تفکر تحقیق خود افتادن است نہ از سرگرانیہای بیخبری درد سر
زانو دادن۔ و مدعای تامل بہ کنہ معنی وا رسیدن است نہ غبار مژگان بر سر بینش پاشیدن
معنی اگر تحریر حقیقت اشیا است و حقیقت اشیا بقدر عرض صورت چہرہ کشا۔ درین تما
کدہ مضمون تخیل خواب بر طبیعت نباید گماشت و بفریب تفکر دامن شہود از چنگ فرصت
نباید گذاشت جلوہ بے نقاب را بخیال مشاہدہ نمودن از نازکیہای محرومی نگاہ است

وا ز معنی کمشوف نشد تراشیدن دلیل وقتہا سے فطرت کوتاہ ۔

حل ۔ سرگریبان ہونے سے مقصد اپنی تحقیق کی فکر میں پڑنا ہے تاکہ جس طرح جانگی
سرگرانیوں سے سر زانو کو درد میں مبتلا کرنا ۔ اور تامل (تدبر و تفکر) سے مدعا معنی
کی کنہ پر پہنچنا ہے نکہ مژگان کا غبار بصارت کے سر پر ڈالنا ۔ تفکر کے معنی حقیقت اشیاء
پر غور کرنا ہے اور اشیاء کی حقیقت بقدر پیش ہونے صورتوں کے پردہ کشا ہے یعنی
جس قدر صورتیں سامنے آئینگی اسی قدر حقیقت عرفان کا انکشاف ہوگا ۔ اس تماشاگاہ
دنیا میں تخیل کے افسون سے طبیعت پر خواب کو ۔ آغاز کرنا چاہیے اور فریب تفکر
سے شہود کا دامن فرصت کے چنگل سے چھوڑنا چاہیے ۔ جلوہ بے نقاب کو خیال
میں مشاہدہ کرنا محرومی نگاہ کی تراکیب ہیں اور جو معنی ظاہر ہیں ان سے معنی تراشنا
فطرت کی قوتوں کی کوتاہی کی دلیل ہے ۔

زچیدہ ترک ہوس تا کی غنودن ہنر است　　ورنہ اینجا رگ خواب از مژہ نزدیک تر است

حل ۔ آنکھوں کیلئے ہوسوں کی ہوسوں کا ترک کر دینا ہنر ہے ورنہ یہاں تو خواب کی
رگ پلکوں سے بھی نزدیک تر ہے یعنی غفلت ہر وقت گھات میں ہے ۔

غنچہ افسردہ دلی غنچہ ندارد در بار　　وضع گل آئینہ پرداز بہار دگر است

حل ۔ غنچہ اپنے قبضہ میں بجز افسردہ دلی کے کچھ نہیں رکھتا ۔ گل کی وضع ایک اور
ہی بہار کی آئینہ پرداز ہے یعنی پھول ایک دوسری بہار دکھا رہا ہے ۔

غافل از ظاہر آفاق نباید بودن　　آخر اے بیخبر این بزم طلسم دگر است

حل ۔ ظاہر آفاق (عالم صورت) کے مشاہدے سے غافل نہ ہونا چاہیے آخر اے بیخبر
یہ تو صورتوں کے طلسم کی محفل ہے جو دیکھنے ہی کیلئے پیدا ہوئی ہے ۔

طرہ بہوا افشان و بشکست تر آفرین　　طرہ با آئینہ باز کن گل عالم دگر آفرین

حل ۔ اے معشوق اپنے طرہ کا سر ہوا میں جھاڑ یعنی طرہ کو ہوا میں کھول اور شکست
سے ایک خفتن پیدا کر ۔ آئینہ میں آنکھ کھول اور ایک دوسرے عالم (عالم حسن) کا
پھول پیدا کر یعنی جب آئینہ دیکھ کر بناؤ سنگار کریگا تو حسن کا کچھ اور ہی عالم ہوگا ۔

ز حضور عشرت بیش و کم نہ بہشت خواہم و نے ارم　　بخیال داغ تو تا ابد تو بہار من جگر آفرین

حل ۔ میں کم یا زیادہ عشرت کے حضور سے نہ بہشت چاہتا ہوں نہ باغ ارم ۔ میں تو

تیر سے داغ محبت کے خیال مین قانع ہون تو تیر سے لئے جگر پیدا کر۔ یعنی مین ایسا
جگر کہان سے لاؤن کہ تیر سے داغ کا متحمل ہو سکے پس مجھے جگر کی ضرورت ہے
جو تیر سے تو داغ ہی ملے۔ اسی پر اتنک قانع ہون ؎

بکمال خالق ہستی نہ زمین رسید نہ آسمان   چو صدف چہ دید انشا ز حقیقت گہر آفرین

حل ۔ خدا تعالی کے کمال تک نہ زمین کی رسائی ہے نہ آسمان کی ۔ اسکی وجہ یہ ہے
کہ صدف کو گوہر پیدا کرنے والے کی ماہیت معلوم نہین پس وہ گہر آفرین کا کیا نشان
دے سکتی ہے صدف تو گوہر پیدا کرنیکا آلہ یا ظرف ہے ۔ وہ گوہر آفرین کی صنعت
کو کیا جانے ۔

ز فضولی دو ہم و گمان چہ تپیدی ای جہان تن   در احولی ہوس فکن دو چشم یک نظر آفرین

حل ۔ وہم و گمان کی فضولی سے تم ۔ تو جہان تن مین کیا کر رہا ہے ۔ محض ہوس سے
احولی (بھینگا پن) کا دروازہ نہ کھٹکھٹا دو آنکھون سے ایک نظر پیدا کر ۔ یعنی
وہم و ظن دوئی ہے اور واجب الوجود کو عالم کثرت مین وحدت سے دیکھنا علم الیقین
اور عین الیقین ہے ۔ جہان تن کا وجود محض وہم و ظن ہے ۔

منشین چو مطلب دیگران بغبار منت قاصدان   رقم حقیقت رنگ شو ز شکست نامہ آفرین

حل ۔ دوسرون کے مطلب کیطرح قاصدون کے غبار مین مت بیٹھ یعنی معشوق
تک نامہ پہنچانے کیلئے قاصدون کا ممنون نہ ہو ۔ رنگ حقیقت کی رقم بنجا اور خط کی شکن سے
پر پیدا کر یعنی شوق کا پر لگا کر معشوق حقیقی تک جا پہنچ (حقیقت رنگ) رقم کی صفت
ہے یعنی وہ رقم جسکا رنگ (خط لکھنے کی سیاہی) حقیقت الہی ہے ۔

سر و برگ راحت ایمن چمن بخیال ما نکند وطن   چو غبار گم زدہ گو فلک سر ما بزیر پر آفرین

حل ۔ چمن دنیا کی راحت کا سامان ہمارے خیال مین جاگزین نہین ہوتا یعنی دنیا کی
راحت ہمارے خیال مین بھی نہین آتی ۔ اسے مخاطب آسمان سے کہتا ہے کہ بھٹکے
ہوئے غبار کیطرح ہمارا سر پرون کے نیچے پیدا کرتا کہ ہم آرام سے بیٹھے رہین ۔ قاعدہ
ہے کہ جب غبار مین گم ہو جاتا ہے تو وہ اڑ نہین سکتا ۔ جانور تو جبھی اڑیگا کہ پرون سے
اپنا سر نکالیگا اور آرام کے وقت جانور پرون مین اپنا سر رکھتے ہین ۔

چہ نشست عالم بیخبری ز طرب شکاری غفلتی   چو چنار روز کف تہی ہمہ جا بہ بر کمر آفرین

لغت۔ بہار بالفتح وہ چرمی دستانہ جو شکاری لوگ شکار کے وقت ہاتھ میں پہنتے ہین۔

حل۔ عالم بے بری (دنیا) ایک چمن ہے جو عافیت کا طرب شکار ہے یعنی عافیت سے
جو طرب حاصل ہوتی ہے دنیا اسکو شکار کرتی ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا مین حقیقی عافیت (فرحت)
نہین نہ اس چمن سے کوئی پھل حاصل ہوتا ہے تو شکار کیلئے بجائے اسکے کہ ہاتھ مین
دستانہ پہنے چنار کی طرح خالی ہاتھ جا اور دستانہ کمر پہ پیدا کر۔ یعنی فضول۔ چنار کو نہ
تو پھل آتا ہے نہ اسکے پتون پر جو پنجہ انسان کے ہمشکل ہوتے ہین پوست ہوتا ہے بلکہ
پوست صرف کمر پہ ہوتا ہے۔ یعنی دنیا تو خود عافیت کی طرب شکار ہے تجھے اس سے
کیا شکار ملسکتا ہے جسطرح چنار تہیدست ہوتا ہے تو بھی تہیدست رہ۔

ز سحاب این چمنم مپرس و بگذر ز عشوۂ رنگ و بو — بتو التماسی گر ہمہ ام دو سہ خندۂ گل بسر آفرین

حل۔ میرے اس چمن (دنیا) کے سحاب کا حال مجھ سے کچھ نہ کہہ یعنی اس قصے کو جانے دے
اسکے رنگ و بو کے عشوے سے بھی درگذر۔ اے مخاطب مین تجھ سے یہ التماس کرتا ہون
کہ گریہ کر اور اپنے سر پر دو تین گل خندہ لگا یعنی خوش ہو کیونکہ لوگ جب چمن کی سیر
کو جاتے ہین تو ٹوپیون یا پگڑیون مین پھول لگا لیتے ہین مطلب یہ ہے کہ دنیا کے چمن کا
تماشہ حقیقی خوشی نہین بلکہ محبوب حقیقی کی یاد مین رونا اصلی خوشی ہے۔

سر زلف عربدہ شانہ کن نگہی بفتنہ طراز کن — روشی جنون بہانہ کن بہ غبار من سحر آفرین

حل۔ اے معشوق اپنے سر زلف مین عربدہ (جنگجوئی) کی کنگھی کر ایک نگاہ سے جو
فتنہ پردازی مین مشہور ہے دیکھ اور وہ روش (چال) جو جنون کیلئے بہانہ ڈھونڈتی ہے
یعنی دنیا کو مجنون کرتی ہے چل اور میرے غبار سے صبح پیدا کر یعنی چلنے مین غبار کو
ٹھوکر سے اڑا۔ چونکہ غبار مین سفیدی نمایان ہوتی ہے لہذا اسکو صبح سے تعبیر کیا ہے
ناظرین شعر کیسون پر غور کرینگے تو پورا لطف اٹھائینگے۔

بکلام بیدل اگر رسی مگذر ز جادۂ منصفی — کہ کسیت بہر طلب زر تو صلۂ دگر مگر آفرین

حل۔ اگر بیدل کے کلام تک تیری رسائی ہو تو بجز انصاف کے دوسری راہ سے نگذر
کیونکہ اے مخاطب بجز آفرین کے تجھسے دوسرا صلہ کوئی نہین مانگتا۔ فی الحقیقت بیدل کی
نازک خیالی کا صلہ دنیا مشکل ہے۔

ز رہ ہوس بنشین کہ رسم نفسے ز خود نرسیدہ ام — ہمہ جیب تہمت نکہار دم بہ جہت سر نکشیدہ ام

حل - مین راہ ہوس سے مجھ تک کب پہنچ سکتا ہون جبکہ دم بھر بھی اپنے سے نہین بھاگتا یعنی خودی کو ذرا بھی ترک نہین کیا مین تمام حیرت ہون کہان جاؤن جبکہ تیری راہ مین سر بھی نہین نکالا -

ہمہ ترک ساز طرب گیرم ز جام نشہ طلب کنم گل باغ شعلہ نچیدہ من من داغ دل نچشیدہ من

حل - تمام سامان طرب کو چھوڑ دون کس شیشے سے نشے کا جام طلب کرون کیونکہ باغ شعلہ سے نہ مینے کوئی پھول چنا نہ داغ کا مزا چکھا یعنی عشق کے مصائب نہین جھیلے شعلے باغ کے پھول ہین جنسے طرب حاصل ہوتی ہے اور داغ دل نشے کا جام ہے جس سے کیف ملتا ہے - دوسرا مصرعہ پہلے مصرعہ کا بیان اور تفصیل ہے

چو گل آن نگہ نسخۂ صد چمن ز نقاب جلوہ کشودہ تو چو شراب آنکہ عشرت عالمی ز گداز خود طلبیدہ من

حل جیسے پھول کی طرح نقاب جلوہ سے صد چمن کے نسخے کھولے ہین وہ تو ہے یعنی نقاب جلوہ سے سو چمن کا نسخہ کھولتا تیری بہار حسن کا ایک پھول ہے اور جیسے شراب کیطرح ایک عالم کا عیش اپنے گداز سے طلب کیا ہے وہ مین ہون - یہ قاعدہ ہے کہ شراب کو جبتک گداز نہین ہوتا اور کو سرور عیش نہین ملتا - مطلب یہ ہے کہ تو اپنے نقاب جلوے سے عالم کو سرور کر رہا ہے اور مین اپنے گداز دل کی شراب سے دنیا کو مست کر رہا ہون - کیا خوب تقابل ہے -

چہ بلا ستمکش غیرتم چہ قدر نشانۂ حیرتم کہ شہید خنجر ناز تو شدہ عالمی و تپیدہ من

حل - مین کس بلا کی غیرت کا ستمکش اور کسقدر حیرت کا نشانہ ہون کہ ایک عالم تیرے خنجر ناز کا شہید ہو گیا ہے اور مین ابھی تک تڑپ ہی رہا ہون - یعنی رشک سے کیون مر نہین گیا -

تو بمحفلی شدہ در دگر ز نثار شعلۂ غیرتش ہمہ اشک گشتہ برنگ شمع ز چشم خود نچکیدہ من

حل - اے محبوب تو نے کسی محفل مین منہ نہین دکھایا کہ مین اُسکے شعلۂ غیرت کی تاب سے شمع کی طرح ہمہ تن اشک بنکر اپنی آنکھون سے نہین ٹپکا - یعنی تو جس محفل مین گیا ہے مین رشک سے شمع کیطرح جلا ہون -

مئی جام ناز و نیاز را اگر نگشت خمار چرا ز سر جفا نگذشتۂ تو و در وفا نرسیدہ من

حل - جام ناز و نیاز کی شراب اگر خمار پیدا نہین کرتی تو اے معشوق تو ابتک ظلم سے

لیون باز نہین آیا اور مین کیون وفا کے دروازے سے نہین بہاگا - یعنی ناز کا یہ خاصہ ہے کہ معشوق ظلم کرے اور نیاز کا یہ خاصہ ہے کہ عاشق وفا سے باز نہ آئے -

چو نگاہ گرم ہر طرف کہ گزشتہ محمل ناز تو — چو دل گداختہ از پیت برکاب اشک دویدہ ام

حل - نگاہ گرم کی طرح جس طرف تیرا محمل ناز گذرا ہے مین دل گداختہ کی طرح تیرے پیچہے پیچہے اشک کی رکاب مین دوڑا ہون یعنی آنسو آگے آگے اور مین اُنکے پیچہے پیچہے -

تو و صد چمن طرب نگہ من و شبنم نگہ آبرو — بہ بہار عالم رنگ و بو ہمہ جلوہ تو ہمہ دیدہ ام

حل - تو ہے اور طرب نگہ کے سو چمن ہین مین ہون اور شبنم ہے جو صرف آبرو سے نگہ ہے دشبنم مین بجز نگاہ حیرت کے کچہ نہین ہوتا اسے معشوق عالم رنگ و بو کی بہار مین تو ہمہ تن جلوہ ہے اور مین ہمہ تن مثل شبنم آنکہ ہون - یعنی تیرا کام جلوہ پردازی اور میرا کام نظارہ بازی اور رونا ہے -

نہ جنون سینہ دریدنی نہ فسون مشق تپیدنی — بسواد درد نوآگہم الفی ز نالہ کشیدہ ام

حل - مجھے نہ سینہ چاک کرنیکا جنون ہے نہ تڑپنے کی مشق کا فسون ہے مین تو سواد درد مین کچہ ہی ہجے کرتا ہون - مینے تو ابہی نالہ کا صرف ایک الف کہینچا ہے یعنی نوآموز نو مشق ابجد خوان ہون -

چو سحر نیامدہ در نظر دم فرصت نفس آنقدر — کہ ز ہم بہار شگفتگی بطراوت گل چیدہ ام

حل - مجھے صبح کی طرح سانس کا دم فرصت اتنا بھی نظر نہین آیا کہ چٹکے ہوئے پہول کی طراوت کے پاس شگفتگی کا حصہ لیجاون - یعنی پہول توڑنے کی فرصت تو کہان چُنا ہوا پہول بہی شگفتہ دلی سے نہین اُٹھا سکتا - مطلب یہ ہے کہ جسطرح صبح کو سانس لینے سے فرصت نہین ملتی اسیطرح دنیا مین مجھے شگفتہ دلی کی جو سیر چمن سے حاصل ہو فرصت نہین - زندگی کی ناپائداری اور ہستی موہوم کی بے ثباتی کا رونا ہے -

بکہ ام گہ دل کہ شکست نواکشان تغنم خجل — چو جرس بہ بہر شکست دل سخنی ز خود نہ شنیدہ ام

حل - کہ ایسا ایسا دل کا توڑنے والا نغمہ ہے کہ مین اُسکے باعث ہمصفیرون کے سامنے شرمندہ ہوا ہون کیونکہ مینے خود اپنے وجود سے مثل جرس سوائے شکست دل کے کوئی آواز نہین سُنی - جب خود میرے لئے میری آواز دلشکن ہے تو ہمصفیرون کی کیون دلشکن ہوگی - جرس جب بجتا ہے تو اپنے ہی دلکو توڑتا ہے -

من بیدارم ز غفلتہائے چشم بند افسون دل   ہمہ جا از جلوۂ من شہرت است و ہیچ جا نرسیدہ من

حل — مین بیدار ہون اور غفلت کا غم کیونکہ افسون دل نے میری آنکھ بند کر رکھی ہے — ہر مقام میرے جلوے سے مشہور ہے اور مین کہین بھی نہین پہنچا — یعنی میری شہرت تو ہر جا ہے مگر مین غافل ہوا ہون —

شگفتہ چشم پوشیدہ ہر چند فردوس در قفس دارد و آئینہ دار کوری است و مژگان خوابیدہ اگر ہمہ اقبالش چراغ زیر دامن باشد دلیل بے نوری است اگر بخیہ ہای مژگان از ہم نمیتوان گسیخت نمک گریہ برین زخمہا باید ریخت و اگر زین چیہ افسردہ شمع نگاہے نتوان افروخت بطمع نگی زاغ و زغن باید فروخت —

حل — جو شخص مراقب ہے اسکی بند آنکھ اگرچہ فردوس کو اپنے قفس مین رکھتی ہو اندھے پن کی آئینہ دار ہے یعنی اندھی ہے (کیونکہ اعیان ثابتہ اور وحدت فی الکثرت کے نظارے سے محروم ہے) اور سوئی ہوئی (غافل) مژگان اگر تمام اقبال اسکا چراغ زیر دامن ہو یعنی مراقبہ کے انوار سے روشن ہو بے نوری کی دلیل ہے — اگر پلکون کا بخیہ ادھڑ نہین سکتا یعنی پلکین خواب غفلت کے باعث کہل نہین سکتین تو یہ زخم ہین ان پر آنسوؤن کا نمک بکھیرنا چاہیئے تاکہ کہل جائین (ورنہ بند زخم اندر ہی اندر بڑھکر ہلاکت کا موجب ہوگا) اور اگر بجھی ہوئی شمع کی چربی سے آنکھ روشن نہین ہوسکتی تو چیلون اور کوؤن کے طمع کے ہاتھ اسکو فروخت کر دینا چاہیئے —

چشم خواب آلود کاشانہ بغفلت در بستہ است   سیل اگر غافل شود آتش درین بنیاد ریز

حل — غافل آنکھ ایک کاشانہ ہے جسکا دروازہ بند ہے اگر ایسے گھر کے ڈھانے سے سیلاب غافل ہو تو اسمین آگ لگا — تاکہ جلکر تباہ ہو جائے —

ور ہمہ آئینہ دار گوہر راز دل است   یک کف خاکش کن و در رہگذار باد ریز

حل — اور اگر وہی چشم خواب آلود گوہر دل کی آئینہ دار ہے — پھر بھی اسکو خاک بنا کہ ہوا کے رہگذر پر بکھیر دے یعنی اگرچہ عجائبات کثرت سے جو در حقیقت وحدت کی تفصیل ہے غافل ہے خواہ اسمین کیسے ہی اوصاف ہون مگر برباد کر دینے کے قابل ہے —

رنگہا در پردۂ تحریک مژگان خفتہ است   ہرچہ میخواہد دلت زین پردہ بہزاد ریز

حل — طرح طرح کی رنگ تحریک مژگان کے پردے مین سوتے ہین جو کچھ تیرا دل

چاہیے بہزاد کے اس پردے سے رنگ گرا یعنی پلکوں کے موقلم سے صفحۂ دل پر نقاشی کرے

مدعا اینست کز سعی نظر غافل مباش　　　　ہر اشر ہائی تماشا ہر چہ با دا باد ریز

حل - مدعا یہ ہے کہ نظر کی سعی سے غافل نہ ہو اور خواہ کچھ ہی ہو تماشا کے پیچھے پیچھے نظر ریزی کر -

نکتہ - از بزرگے پرسیدند خواب افضل است یا بیداری - فرمود افضلیت بمعنی فوقیت است و فوقیت غالبیت - ہرگاہ کیفیت نسخۂ وجود کہ منقوش رموز این دو حقیقت است بمطالعہ امتحان درآید و تامل جمع بجمال درس تحقیق آرا یابد عبارت ناتوانی ما مغلوب بے تامل روشن است و معنی قوت غالب گفتگو سے لب بہرہ -

حل - ایک بزرگ سے پوچھا سونا افضل ہے یا جاگنا - فرمایا جب کیفیت نسخۂ وجود کی جو ان دونو حقیقتوں (خواب و بیداری) کی رموز سے منقوش ہے امتحان کے مطالعہ میں آسکے اور تامل ان دونو کے اجتماع کو درس تحقیق کے خیال میں آراستہ کرے تو جو ناتوانیاں مغلوب ہیں انکی عبارت بے تامل روشن ہے اور جو قوت غالب ہے استدلال کیلئے جنبش لب کی ضرورت نہیں کیونکہ سوتا انسان بول نہیں سکتا -

بیداری میان دو خواب ہستیم　　　　گرد تخیل دو سراب استیم

حل - میری ہستی کیا ہے دو خوابوں کے مابین ایک بیداری اور دو سراب کی گرد تخیل ہے اول تو سراب پھر سراب کے تخیل کی گرد - بے ثباتی کا کتنا ثبوت ہے کہاں اللہ دو خوابوں سے مراد دو عدم ہیں کہ ہر ممکن پر طاری رہتے ہیں - ایک عدم سابق دوسرا عدم لاحق - ہستی ان دونو کے درمیان ہے -

از لطمۂ دو موج حبابی دمیدہ است　　　　یعنی طلسم نقش بر آب ہستیم

دو موجوں کے تلاطم (یعنی عدم سابق اور عدم لاحق) سے ایک حباب پیدا ہوا ہے مراد یہ ہے کہ میری ہستی ایک نقش بر آب طلسم ہے -

مغلوب آفتاب شد سایہ سایہ نیست　　　　اندیشہ کہ در چہ حساب استیم

حل جب سایہ پر آفتاب غالب ہو گیا تو سایہ سایہ نہ رہا - فکر کرنا چاہئے کہ میری ہستی کس حساب میں ہے -

روشن نشد از نسخۂ من جز سواد دوم　　مضمون حیرت ست چه کتاب ستم یا بینم

حل - میرے نسخۂ وجود سے بجز سواد وہم کچھ روشن نہوا یا خدا میری ہستی کونسی کتاب کا مضمون حیرت ہے۔

سرمایہ وقف غارت امید محو یاس　　یا رب چه جنس خانہ خراب ست ہستیم

حل - تمام سرمایہ وقف غارت اور تمام امید محو یاس ہے - یا رب میری ہستی کیسی خانہ خراب جنس ہے کہ کسی مصرف کی نہیں۔

نکتہ - غیب مطلق مرتبہ ایست کہ باعتبار مفہوم مجاز حقیقت الحقائقش نامیدہ اند وغیب اضافی نشا ارکہ بسبب لطافت تمام عالم ارواحش معین گردانیدہ وغیب متمثل لطافتے موسوم بمثال بحکم میلان کثافت آرائی - وغیب مصور کیفیتے منقوش اجسام بمقتضائے کمال کثافت یعنی ختم مرتبہ پیدائی - پس غیب مطلق یعنی حقیقت الحقائق خفا در خفا مستلزم اشیاء است مشعر حقیقت ذات وغیب اضافی خفا در معین نفی اثبات مطلق اسماء وصفات - غیب متمثل اشتباہ نبوت ظہور - وغیب مصور شہود یقینی حسن وشعور۔

حل - غیب مطلق ایک مرتبہ ہے جسکا نام باعتبار مفہوم مجاز کے حقیقت الحقائق رکھا ہے یعنی حقیقت الحقائق وہی غیب مطلق ہے کیونکہ تمام حقائق وہی اور خیالی ہیں جنکا سلسلہ غیب مطلق تک پہنچتا ہے اور غیب اضافی یعنی وہ غیب جو دوسری شئے کی نسبت سے غیب ہے ایک انشا ہے جسکو بسبب لطافت کے تمام عالم ارواح مقرر کیا ہے - یعنی روحیں بہ نسبت اجسام کے غائب ہیں اور غیب متمثل ایک لطافت ہے مثال یعنی عالم مثال سے موسوم کی گئی ہے مگر درحقیقت تجرد امثال کی جنکا میلان کثافت آرائی کی جانب ہے۔

یعنی عالم ناسوت کا انکشاف ایک کثافت ہے جو سب سے پہلے عارف پر طاری ہوتی ہے گویا عارف اس غیب متمثل کی کثافت کو آراستہ کرتا ہے کیونکہ یہ سب ما سوا اللہ ہیں - اور غیب مصور یعنی وہ غیب جو عارف کے تصور میں آئے ایک کیفیت ہے جو بمقتضائے کمال کثافت یعنی مرتبۂ ظہور کے ختم پر منقوش اجسام ہوتی ہے یعنی بصورت اجسام نظر آتی ہے جو حقیقت عین ذات کے خبر دینے والی ہے - اور

غیب اضافی ایک خفاء معین ہے جو مطلق اسماء و صفات کے اثبات کی نفی کرتی ہے اور غیب متمثل ثبوت ظہور کا اشتباہ ہے یعنی عارف جب اس مرتبہ پر پہنچتا ہے تو اسپر ظہور ذات کا ثبوت مشتبہ ہو جاتا ہے اور غیب مشہور حسن اور شعور کا شہود یقینی جانتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہے غیب ہے مگر اسکا ظہور طرح طرح سے ہوتا ہے چنانچہ اشعار ذیل میں تشریح کرتا ہے۔

ہمہ غیب است شہود اینجا نیست ۔۔ ہمہ اخفاست وجود اینجا نیست

حل۔ سب غیب ہے شہود یہاں نہیں ۔۔ سب اخفا ہے وجود یہاں نہیں

اصل ہر سوسن و گل نیرنگی است ۔۔ جز ہمیں سرخ و کبود اینجا نیست

حل۔ ہر سوسن اور گل کی اصل نیرنگی فریب ہے ۔۔ یہاں اس سرخ اور نیلے رنگ کے سوا کچھ نہیں

شعلۂ خاکستر محض است آخر ۔۔ جز دمی گرمی و دود اینجا نیست۔

حل۔ شعلہ آخر خاک محض ہے ایک دم۔ (تھوڑی) دیر کی گرمی و دود کے سوا یہاں کچھ نہیں۔

شیوۂ جلوۂ مطلق دیدن ۔۔ آنکہ این پردہ گشود اینجا نیست

حل۔ جلوۂ مطلق کا دیکھنا ممکن نہیں جس شخص نے یہ پردہ کھولا یعنی جلوۂ مطلق دیکھا وہ یہاں (دنیا) میں نہیں۔

اعتبارات ہمہ اوہام آمد ۔۔ تو عدم باش وجود اینجا نیست

حل۔ تمام اعتبارات فقط اوہام ہیں۔ تو عدم (معدوم) ہو وجود یہاں نہیں۔

نکتہ۔ سررشتہ علاج ہر مرضی بدوائی بستہ است و تدبیر اصلاح ہر طبیعے بظہور ہر کیفیت وابستہ ثمر خام را بے حق شکستن از شاخ جدا نتوان کرد و آتش سنگ را بجہد کوفتن بشعلہ نتوان آورد۔

حل۔ ہر مرض کے علاج کا سررشتہ ایک دوا کے ساتھ بندھا ہوا ہے اور ہر طبیعت کی اصلاح کی تدبیر کیفیت کے ظہور سے متعلق ہے۔ یعنی صفرا کا علاج اور ہے سوداء کا اور۔ کچے پھل کو عمداً توڑ کر شاخ سے جدا نہیں ہو سکتا اور جب تک پتھر کوٹا نہ جائے اس سے آگ نہیں نکل سکتی مثلاً سنگ چقماق۔

تا چشم بصیرت نکشادست کسے ۔۔ گردن بہ ملامت [illegible]

مے دان بیقین کہ در مرض غانہ دہر ما ✧ بیمرگ رضا بہ تپ نداد است کسے

حل - جبتک کسینے چشم عبرت نہین کھولی - اطاعت کی گردن نہین جھکائی - یعنی انسان عتاب و عذاب کے خوف سے اطاعت کرتا ہے - یقین کرکہ بغیر موت کے کوئی شخص تپ پر رضامند نہین ہوتا - یعنی تپ کو وہی شخص منظور کریگا جو موت کا طالب ہوگا -

نکتہ - غافل از معنی میگفت کہ سخن درمن اثر ندارد - گفتند از اثر ما سے سخن است مدعا سخن بنسبت کہ ازین معنی حیرت بدرس تغافل نباید ساخت و ازین نسخۂ نیرنگ بمطالعہ بے تأمل نباید پرداخت -

حل - ایک شخص جو معنی سے غافل تھا کہتا تھا کہ سخن مجھہ مین اثر نہین رکھتا یعنی مجھہ پر سخن کا کچھہ اثر نہین پڑتا - جواب مین کہا گیا کہ اثر کا نہ ہوتا ہی سخن ہی کا اثر ہے مدعاے سخن یہ ہے کہ حیرت درس کے معنی سے جسکا نام اثر کا نہونا ہے غافل نہونا چاہیئے کیونکہ حیرت بھی معنی رکھتی ہے اور اس نسخۂ نیرنگ (سخن) سے بغیر تأمل کے مطالعہ مین مشغول نہونا چاہیئے - یعنی ہر سخن کوئی نہ کوئی معنی اور اثر رکھتا ہے - مراد عارفون کا سخن ہے -

نہ ہمین صورت صدا پردۂ ساز سخن است ✧ خامشی جز اثر پردۂ راز سخن است

حل - صرف یہی صورت و صدا ساز سخن کا پردہ نہین بلکہ خامشی پردۂ راز سخن کے اثر کے علاوہ ہے - یعنی خاموش ہو جانا ہی سخن کا ایک دوسرا اثر ہے - جو شخص خاموش ہو جاتا ہے یہ سخن ہی کا تو اثر ہے -

چشم کو تا بتأمل نظری باز کند ✧ کہ حقیقت ز اسیران مجاز سخن است

حل - آنکھہ کہان ہے تاکہ تأمل سے دیکھے کہ حقیقت مجاز سخن کے قیدیون سے ہے یعنی مجاز مین حقیقت قید ہے -

کشاد چشمی نشد نصیبم بسیر نیرنگ این دبستان ✧ نگہ بحیرت گداخت اما نکرد روشن سواد مژگان

حل - اس دبستان (معرفت الہی) کے سیر نیرنگ کے واسطے مجھے آنکھہ کا کھولنا نصیب نہوا حیرت مین نگاہ گل گئی لیکن اسنے سواد مژگان کو روشن نکیا یعنی علم حاصل نہوا -

فتیلہ سوزان شعلہ مستم نگر بہستی ز نقش آتش ✧ چہ طاق آئینہ تو بودن اے نگہ دارم چشم حیران

حل - ہم تیری بزم کی شمع نہین بن سکتے مگر اس صورت مین کہ اپنی ہستی کو آگ لگا دین یعنی فنا ہو کر باریاب بزم ہو سکتے ہین اگرچہ ہم چشم حیران رکھتے ہین پھر بھی تیرا آئینہ نہین بن سکتے - یعنی تیری قبولیت کے لائق کسی طرح نہین

خرد مند ہوس شکار است ورنہ چشم شوق مجنون   بجز غبار خیال لیلی کجاست آہو در بیابانہا

حل - عقل کیا شئے ہے ہوس کی شکار کرنے والی کمند ہے ورنہ چشم شوق مجنون مین خیال لیلے کے غبار کے سوا اس جنگل مین ہرن کہان ہین - مجنون کو ہرن اسلئے عزیز ہے کہ وہ لیلے کا ہمچشم ہے مگر اس جنگل مین اسکا بھی پتا نہین حل ن

عدم باین نشانی رنگ گلشنی داشت کز نیض ہوا   چو بال طاوس ہر کہ دیدم ز بیضہ داشت بدامان

حل - عدم باوصف اسکے کہ اسکے رنگ کا کوئی نشان نہ تھا تاہم وہ ایسا گلشن اپنے قبضہ مین رکھتا تہا کہ اسکی ہوائی تاثیر سے جس شئے کو مینے دیکھا بال طاوس کی طرح بیضہ کے دامن مین پہول رکھتا تھا - بال طاوس کا نقش بیضے کی شکل ہوتا ہے اور اسمین خود بخود رنگ پیدا ہو جاتا ہے یعنی عدم خود بے نشان ہے مگر اسکا اثر یہ ہے کہ ہر شئے کو بانشان کر دیتی ہے - یعنی وجود مین لاتی ہے - دنیا مین تمام موجودات عدم سے آتی ہین -

خیال آشفتگی تحمل اگر شود صرف یک تامل   دل غبار تو صد چمن گل نگاہ مور تو صد چراغان

حل - خیال جو آشفتگی تحمل ہے یعنی آشفتگی (پریشانی) کا تحمل کرتا ہے اگر ایک تامل میں صرف ہو تو غبار کا دل سو چمن اور چیونٹی کی نگاہ سو چراغ بنجائے - یعنی غبار مین چمن اور چیونٹی کی نگاہ مین چراغان نظر آئے -

بکشت بیحاصلی بجز خاک کشتن فشاندن نتوان بباد داد   ہوس متاع اگر د خرمن جمع گندم از لب نان

حل - دنیا مین کشت بیحاصلی پر جسکی خاک کو برباد کرنے کے سوا کچھ نہین کر سکتے - ہوس نے گندم کے تبسم کا لب نان سے کسقدر خرمن جمع کیا ہے - یعنی ہوس کو کشت بیحاصلی سے بجز اسکے کچھ نہین ملا کہ تو دگندم سے لب نان سے اسکی سعی پر تبسم کیا کہ دیکھا ! تجھے کچھ حاصل نہوا -

حصول دانش نہ اوج عزت نہ لاف فضل و ہنر شوکت   گرفتم امور سروری کجاست کیفیت سلیمان

حل - نہ دانائی کا حصول ہے نہ عزت کی بلندی نہ بزرگی کی شیخی نہ دبدبہ کا پیش کرنا -

اسے مورنے قبول کیا کہ تو پر لگالیگی مگر سلیمان کی کیفیت کہاں ہے یعنی تو پر
لگانے سے سلیمان نہیں بن سکتی

رگ تخیل سوال کردن نمی فشردن منت دامن ۔۔۔ چو ابر تا بلند رفتن بجز عرق کن این غبار بنشان

حل۔ سوال کرنا ایک رگ تخیل ہے اور ایک نم کا نچوڑنا دامن کا سرمایہ ہے یعنی
مانگنا محض ایک خیال ہے دامن کو تھوڑی سی طراوت کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ ابر
کیطرح کبتک بلند جاتا۔ تو ندامت کا عرق اس غبار ہوس کو بجھا کیونکہ ابر میں عرق
ندامت کے سوا کچھ نہیں وہ بلندی پر جاتا ہے اور ہوا یا بخارات سے اپنے دامن میں تھوڑی
سی نمی لیتا ہے اسکے سوا کچھ نہیں۔ انسان کی ہوس کی بھی یہی کیفیت ہے۔

ہوا گر عاشقی کہ اے بیدل لبش چنان قرب ہمکناری ۔۔۔ ببوسہ گاہ بیاض گردن ز دور لب حسرت گزد گریبان

اے بیدل معشوق کے لب لعل کا بوسہ لینے کی کسکو خواہش ہو کہ باوصف ایسے قرب
ہمکناری کے بیاض گردن کے بوسہ کیلئے دور سے خود گریبان لب حسرت کاٹ رہا
ہے۔ یعنی جب معشوق کے گریبان کو بھی بیاض گردن کا بوسہ نہیں مل سکتا باوصف
اسکے کہ وہ اس سے ہمکنار ہے تو لب لعل کا بوسہ کسکو مل سکتا ہے۔

سر نقش پا بلند رسید از شکوہ خرام او ۔۔۔ کہ ہلال غرہ بر زمین کشید ز تبسم لب بام او

حل۔ معشوق کے نقش پا کا سر اسکے شکوہ خرام سے ایسی بلندی پر پہنچ جاتا ہے کہ
جب معشوق کا لب بام ہلال کی پستی پر ہنستا ہے تو ہلال زمین پر خط عجز کھینچتا ہے کہ جو بلندی
اسکی نقش پا کو حاصل ہے مجھے حاصل نہیں۔ کسقدر نازک کلام ہے ناظرین بہت
غور سے سمجھینگے تب مزہ آئیگا۔

اگر از زمین بہوا رسم وگر از سمک بسما رسم ۔۔۔ بدل رمیدہ کجا رسم کہ رسم بفہم مقام او

حل۔ اگر میں زمین سے ہوا تک اور ماہی زمین سے آسمان تک پہنچوں اپنے دل رمیدہ
کیساتھ کہاں تک پہنچوں کہ معشوق کے مقام (مرتبہ) تک پہنچوں۔ یعنی دہان تک
میری رسائی کسیطرح ممکن نہیں۔

بہ تبسمے نمک آرزو چہ زخم ہی تپاند قدر ۔۔۔ کہ ہنوز تیغ تبسمے نکشیدہ سر ز نیام او

حل۔ نمک اور بد آرزو کر رہے ہیں کو تساز خم لگا ہے کہ اسقدر تڑپ رہے ہیں ابھی
تک تو معشوق کی تیغ تبسم نے اپنے نیام سے سر بھی نہیں نکالا۔ یعنی جب محض آرزو

یہ حالت گذرگئی ہے تو تبسم ہر گیا نوبت ہو گی۔

ز سراغ منزل ذوالنشان چہ اثر بہ تنگ فضای دل   کہ بہ ہر قدم سپر افگند چو نفس بر آئینہ گام او

حل ۔ منزل ذوالنشان کے سراغ سے دل کی تنگی و تاریکی کیا اثر لیجائیگی کہ جیسی سانس آئینہ میں چلنے سے عاجز ہو جاتی ہے اسی طرح قدم تنگی و تاریک دل عاجز ہے جب آئینہ پر پھونک مارتے ہیں تو تھوڑی دیر کیلئے ایک غبار سا چلتا ہوا نمایاں ہوتا ہے مگر پھر معدوم ہو جاتا ہے۔

ز شکوہ جلوہ ندانمش سر در بہ تنگی آشیانہ طلب   بزبان موج گہر زدم در التماس بہ بام او

حل ۔ چونکہ معشوق کا جلوہ پر شکوہ تھا میں سمجھ ہی نہ سکا کہ آشیانہ طلب کا پیش کردن جبین اسکا جلوہ پر شکوہ ہوتا ہے میں نے موج گہر کی زبان (اشک) سے التماس کا دروازہ اسکے بام پر کھٹکھٹایا یعنی اسقدر رویا کہ موج اشک اسکے بام تک پہنچی ۔ موج گوہر سے اشک مراد لینا استعارہ بعید ہے مگر حضرت بیدل کی ادا ہے۔

بجز اینکہ خاک عدم بہ سر فگند و گر چہ کند نفس   رسیدہ دیدہ بہ جلوہ اش چو زبان بہ حرکت نام او

حل ۔ بجز اسکے کہ کوئی اپنے سر پر خاک ڈالے (معدوم اور فنا ہو جائے) اور کیا کر سکتا ہے جسطرح زبان حرکت کرکے اسکے نام تک نہیں پہنچ سکتی اسی طرح آنکھیں اسکے جلوے تک نہیں پہنچ سکتیں۔

نفست بہ سینہ شکستہ بہ در جنبش مژہ بستہ بہ   نشود کہ رم کند از نظر چو نگاہ وحشی رام او

حل ۔ تیری سانس سینے میں ٹوٹی ہوئی بہتر ۔ تیری پلکوں کی جنبش کا دروازہ بند بہتر ۔ ایسا نہ ہو کہ معشوق کی نظر (نظارہ) سے عاشق اسطرح رم کرے (بھاگے) جسطرح معشوق کی نگاہ جو وحشی رام (وحشی کے مطیع کرنے والی) ہے شوق کے باعث ہر وقت رم کرتی ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ عاشق کی سانس بھی معشوق کی یاد میں رہے اور نگاہ بھی ٹکٹکی باندھ کر اسکو دیکھتی رہے رم کرنا تو معشوق کی نگاہ کا کام ہے جو وحشیوں کو بھی مطیع کرتی ہے نہ کہ عاشق کی نگاہ کا اسکا کام تو ہر وقت محو نظارہ رہنا ہے یہاں نظر کے معنی دیکھنے کے ہیں جب ناظرین غور سے ہر بار ہر نظر ڈالینگے تو سمجھینگے اور مزا اٹھائینگے

ہمہ اوست ساز فسون مکن بہ خیال آینہ فزون مکن   ز نیاز و ناز جنون مکن کہ ہوای ما نہ بہ سلام او

حل ۔ ہمہ اوست کو اپنے فسون کا ساز نہ بنا یعنی یہ فریب نہ دے کہ ہر شی وہی ہے اور ہمہ اوست

ہے آئینے کے خیال مین اپنا خون نکر کہ ہر شئے واجب الوجود کا آئینہ ہے جسمین اُسکا عکس نظر آتا ہے ناز و نیاز کے جنون مین مبتلا نہو۔ بھلا کیا ہماری دعا اور کیا ہمارا اسلام یعنی اُسکو نہ ناز کرنے کی حاجت ہے نہ ہمارے نیاز کی پروا ہے۔

بسواد انجمن ادب مژہ باز کردن بیدلم کہ نزد نفس چراغ کس سحر آفرینی شام او

حل۔ مین انجمن ادب کے سواد (اطراف) مین ہمہ تن بیدل کا مژہ باز کردن بنا ہوا ہون یعنی جسطرح شرم اور لحاظ سے بیدل انجمن ادب مین پلکین کھولتا (دیکھتا) ہے مین بھی اسیطرح دیکھتا ہون کیونکہ بیدل کی شام نے جو صبح کی پیدا کرنے والی ہے کسی کے چراغ کو پھونک مارکر نہین بجھایا حالانکہ صبح کیوقت چراغ کو بے ضرورت اور فضول سمجھکر بجھا دیتے ہین مگر بیدل ادب کے اقتضا سے ایسا نہین کرسکتا کیونکہ آخر وہ چراغ انجمن ادب ہی کا تو ہے۔ یعنی مین ادب کرنے مین بیدل کا متبع ہون۔

نکتہ۔ ورود سخن نزول ملائک است از عرش حقیقت دل بظہور آبا د عالم تصرف و تدبیر و کار فرمائی اعیان ممکنات بحکم کمال قدرت و تاثیر ہرجا از عشق دم زد آتش در بنائے تصور انداخت و ہرجا از حسن ادا نمود آئینہ خانۂ تحریر پرداخت۔ با فسون صیادی فطرتش عنقائے غیب آشنایان معنی رشتہ برپائے تحریک نفس و با پیمائے جرس آہنگی نظرتش قافلہ اسرار تقدس جادہ پیمائے مطالب عشق و ہوس۔ نسیم گلشن طبعش تا بشورش پر سے افشاندہ اژدہائے ست مردم خوار و زلال چشمۂ التفاتش تا پہلوے موج گردانده طوفان آتشی ست بے زنہار تلاش عبارات طعن از اثر درشتیش خشن کارگاہ دلگیری تفحص معنی خلق از ظہور ملائمتش حریر کسوت آفاق تسخیری۔ با نثار گوہر آبدارش گوشہا گنجخانہ ودیعت اسرار و باحساس پرتو وعدہ اش دیدہا آمادۂ مطلع دیدار۔ اگر انجمن ہست بے حضورش از آئینہ داران عالم تصویر و اگر خلوت ہست بی خیالش از نوابہائے او ہام تعبیر۔ ہرچہ منقوش عبارت اوست از صفحۂ ہستی بیرون و آنچہ موسوم عبارت او یک قلم عدم مضمون تا بیکہ ملکت گیر و دار امکان از سایہ پروردگان وسعت بال او ست و عذر لیبکہ رنگ و بوئے بہار اعیان از گلفروشان کیفیت مقال او۔ قوت پرواز مقاصدش ارادۂ حقیقت بے نشان و شوخی بال مطالبش تحریک زبان حضرت انسان۔

محل طبائع مین سخن کا ورود فرشتون کا نزول ہے حقیقت دل کے عرش سے
ظہور آمادہ عالم تصرف وتدبیر ہین ۔ یعنی سخن بمنزلہ فرشتون کے ہے جو دل کو
عرش سے دنیا مین اترتے ہین تاکہ دنیا کے تصرف وتدبیر مین مصروف ہون اور
یہ ظاہر ہے کہ دنیا کا انتظام بدون سخن (کلام) وتکلم کے ممکن نہین اور سخن کا
ورود بحکم کمال قدرت وتاثیر کے اعیان ممکنات کی کارفرمائی ہے سخن نے جہان
کہین عشق سے دم مار تصور کی بنیاد دیگا گویا آگ ڈالدی اور جہان کہین حسن کی
ادا دکہائی حیرت کا آئینہ خانہ آراستہ کیا یعنی سخن عشق خیالات مین آگ لگا دیتا ہے
(جوش پیدا کر دیتا ہے) اور جب حسن کی ادا دکہاتا ہے یعنی حسن کی داستان سناتا
ہے تو حیرت مین ڈالدیتا ہے اُسکی فطرت کی صیادی کے افسون سے غیب آشنایان
معنی (شعراء حکماء) کا عنقا سانس کی تحریک کا رشتہ بر پا ہے ۔ یعنی سخن سانس
کے ذریعہ سے ادا ہوتا ہے اور عنقا سے معنی کو رشتہ بر پا (قید) کرلیتا ہے اور اُسکی
فطرت کی جرس آہنگی (آواز جرس) سے اسرار تقدس کا قافلہ مطالب عشق وہوس
کا جادہ پیما ہے سخن کے گلشن لطف کی نسیم اگر ایک پر جہاڑے ایک مردم خوار
اژدہا کی پہنکار ہے اور اُسکے چشمہ التفات کا میٹھا پانی جب موج کے پہلو کو پہرا دے
(گردش دے) تو ایک طوفان آتش ہے جس سے پناہ نہین یعنی سیری نہین ہوتی
اور تشنگی طلب بڑہتی ہی رہتی ہے ۔ عبارات طعن (نکتہ چینی) کی تلاش سخن کی
سختی کے اثر سے دلگیری کے موٹے اور سخت کپڑے کی کارگاہ ہے یہ قاعدہ ہے
کہ طعن سے انسان دلگیر ہوتا ہے ۔ معنی خلق (نرمی) کی جستجو اُسکی ملائمت سے ظہور
سے آفاق تسخیری کے لباس کا حریر ہے یعنی سخن ملایم سے عالم مسخر ہوتا ہے ۔ سخن
کے گوہر آبدار کے بکہیرنے سے کان ودیعت کے گنج خانے ہین اور اُسکے وعدہ
کا پرتو محسوس کر لینے سے آنکہین مطلع دیدار بننے پر آمادہ ہین اگر محفل ہے بے حضور
سخن عالم تصویر ہے آئینہ دار ورن سے ہے یعنی ساکت اور اگر خلوت ہے بدون
خیال سخن کے ایسے خوابون مین سے ہے جنکی تعبیر محض اوہام ہین ۔ سخن کی عبارت
کا جو کچہہ منقوش ہے صفحہ ہستی سے باہر ہے اور جو کچہہ اُسکی عبارت کا موسوم ہے
وہ بالکل عدم المضمون ہے (مراد کلام نفسی ہے جو ذات باریتعالی کی صفت ہے)

سخن ایسا ہما ہے کہ گیرو دار امکان کی سلطنت اسکی وسعت بازو کے سایہ پرورد ان
مین سے ہے اور سخن ایسی بلبل ہے کہ اعیان ثابتہ کی رنگ و بو اسکی کیفیت اقبال
کے گلفروشون مین سے ہے ۔ اسکے مقاصد کی قوت پرواز ایک لطیف نشان حقیقت
کا ارادہ ہے اور اسکے مطالب کی شوخی کی بازو حیرت انسانون کی زبان کی تحریک ہے

چیست انسان حرف و صوتی فارغ از نطق و بیان　　جلوۂ نیرنگی در پردۂ حیرت عیان

حل ۔ انسان کیا شے ہے ایک حرف و صوت ہے جو نطق اور بیان سے فارغ ہے
یعنی کلام نفسی کا جزء ہے جسکی صدا (کن) ہے اور نیرنگی کا ایک جلوہ ہے جو پردۂ
حیرت مین عیان ہو رہا ہے کیونکہ انسان عالم صغیر ہے جسکی صفات و کمالات دیکھکر
حیرت طاری ہوتی ہے ۔

یک نفس پرواز آہنگش ز ہستی تا عدم　　یک قدم جولان خرامش بی نشان تا با نشان

حل ۔ اسکی آواز کی پرواز کی ایک سانس ہستی سے عدم تک ہے اور اسکے ارادے کے جولان
کا ایک قدم بے نشان سے بانشان تک (امکان سے لیکر وجوب تک) ہے ۔

شوخی مضمون او حرف عبارتہا خاص　　غیب در دل روح در فکر و مثال اندر زبان

حل ۔ اسکے مضمون کی شوخی خاص عبارتون کا حرف ہے ۔ غیب اسکے دل مین روح (مجردات)
اسکے فکر مین اور مثال (عالم برزخ) اسکی زبان ہے ۔

زین صدا تمثال بال افشان دو عالم زیر و بم　　زین نفس طینت عیان صد رنگ پیدا و نہان

حل ۔ اس صدا کی تصویر سے زیر و بم کے دو عالم بال افشان ہین اور اس آواز
کی طینت واسطے سے ظاہر اور پوشیدہ سو رنگ عیان ہین ۔ یعنی انسان کے
نطق مین یہ صفت ہے ۔

نسخۂ اسرار تحقیقش اگر برہم زنی　　چون سخن جز معنی محضش نیابی در میان

حل ۔ اگر تو انسان کی تحقیق اسرار کی کتاب الٹ پلٹ کر دیکھیگا تو جس طرح سخن
مین معنی کے سوا کچھ نہین ہوتا تو اسی طرح بجز معنی (اسرار باطن) کے اسمین
کچھ نپائیگا ۔

آب گشت اندیشہ زین افسون نیرنگی مپرس　　سوخت بینائی ازین افشا حیرت مخوان

حل ۔ فکر پانی ہو گیا اس افسون نیرنگی کی حقیقت کچھ نپوچھ ۔ دیکھنے سے بینائی جلگئی

اس افسانۂ حیرت سے کچھہ نہ پڑھہ ۔

از طلسم خاک طوفان سخن سحرست و بس ــ نیست جز اعجاز ہر جا سرمہ بردار و فغان

حل ۔ طلسم خاک (انسان) سے سخن کے طوفان کا اٹھنا ایک جادو ہے اور بس ۔ شور جو ہر جگہہ سرمہ حاصل کرتا ہے (خموش ہو جاتا ہے) ۔ یہ اعجاز کے سوا کچھہ نہیں ۔ خاک سے سخن کے طوفان کا اٹھنا انسان کا ناطقہ بند کر دیتا ہے ۔

نکتہ ۔ نفس رحمانی کہ باصطلاح اہل تحقیق منشاء الہی کاینش نامیدہ اند و مصدر حقائق موجودات کلی و جزئی معین گرواندیدہ فی الحقیقت حقیقت سخن ہست ۔ عالم غیب و ارواح وامثال و اشباح کہ عناصر ظہور کیفیات او ست دائر ۔ و لایزال در ہر مرتبہ باعتبارے خاص شوخیہائے تعینش بمنزلہ جزء ناریست بانوار ہویت مطلق پیوستہ کہ مدرکہ را دستفہام آن کیفیتے محض توہم کردن ہست و ارواح یعنی جزء ہوائیش معنی بسیطہ را احاطۂ تعقل آوردن ۔ در مثال بحکم جزء آبی افسانۂ امواج عبارات شنیدن و در اشباح بغلبۂ جزء ترابی نقوش کماہیتش محسوس دیدن ۔ بتلاش تشخص ظہورش در ہر مقامیکہ قدم شوق مینہاید بقدر توہم مراتب خود را باسمی داسمے ستایند چہ اجسام و چہ عناصر و چہ اجرام ۔

حل ۔ نفس رحمانی (مطمئنہ) جسکو اہل تحقیق کی اصطلاح میں کلی منشاء الہی کا نام دیتے ہین اور جسکو حقائق موجودات کلی و جزئی کا مصدر متعین کیا ہے وہ در حقیقت سخن ہے ۔ (سخن سے یہان مراد یاایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک الآیہ ہے) و در سخن عالم غیب اور ارواحون اور امثال یعنی برزخ (اور اشباحون) میں جنکی کیفیتونکا ظہور عناصر میں دائر ہے اور ہمیشہ ہر مرتبہ میں ایک خاص اعتبار کے ساتھہ اُسکے تعین کی شوخیان سائر ہین ۔ عالم غیب اُسکے لئے ایک جزء ناری ہے جو ہویت مطلق کے انوار سے ملا ہوا ہے ۔ یعنی سخن غیب سے نازل ہوتا ہے اور اُسمیں آگ کا اثر ہے جو واجب الوجود کی ہویت مطلق کے انوار یعنی اُس ذات کے انوار سے جو قدیم الذات ہے جو صفات سے معرا ہے ملا ہوا ہے کیونکہ قوت مدرکہ کو اُسکے سمجھنے میں محض ایک کیفیت کا توہم کرنا ہے یعنی قوت مدرکہ کو بجز ایک وہمی کیفیت کے کچھہ ادراک نہین ہوتا ۔ اور ارواح جو سخن کے اجزاء ہوائیہ ہین اُنکو ایک بسیط معنی کا جسمین ترکیب و تجزیہ کو دخل نہین تعقل کرنا ہے کیونکہ ارواح ابسط کیلئے

موافق اسیئہا ہی موزون ہین اور امثال ہین چونکہ سخن کے اجزا ء مائیہ ہین لہذا
انکو موزون عبارات کا افسانہ سنتا ہے اور اشباح (عکس یا سایہ اشیاء اور اجسام)
مین بسبب غلبۂ جز و خاکی کے اسکی حقیقت کے نقوش کا محسوس دیکھتا ہے تکہ اصل
حقیقت کی اسکے سخن ظاہر کی تلاش مین جس مقام مین قدم شوق دوڑتا ہے بقدر
توہم مراتب کے ساتھ موسوم کیا جاتا ہے خواہ اجسام ہون خواہ عناصر ہون خواہ
اجرام ہون یعنی سب سخن ہی کی تلاش مین ہین اور سخن ہی نے سب کا نام جدا
جدا رکھدیا ہے (ہم لکھ چکے ہین کہ سخن سے مراد کلام نفسی ہے جو جناب باری
کی صفت ہے جسکا ظہور کن فیکون ہے اور یہی سخن انبیاء کیلیئے وحی اور اولیاء
کے لئے الہام ہے)

آن نغمۂ بے نشانی پردۂ راز ✤ کالسان زنوا سے او ست مخرج پرداز
درآئنۂ جماد موج رنگ است ✤ درطبع نبات بو بحیوان آواز

حل - وہ پردۂ راز کا بے نشان نغمہ جسکی آواز سے انسان مخرج کا آراستہ کرنیوالا ہے
جمادات (لعل وجواہر) کے آئینے مین رنگ کی ایک موج ہے اور نباتات مین
خوشبو اور حیوانات مین آواز ہے -

نکتہ - آتش در طبع جماد مرفی آن حقیقت ہست چراغ افروز خلوتخانۂ غیب - و ہوا
در مزاج نبات نفس زدن آن اسرار الہی سرمایۂ ارواح بے شبہ و ریب -
صدا در طبیعت حیوان نحو و مثالش در ہر عرض مراتب و مدارج - و سخن در ذات
انسان شہود جمالیش کسوت آراستہ و سازگاہ مخارج - پس آفاق فضائے سخن
است اما نا مفتوح - و انسان عبارت آن در کمال تصریح و وضوح - ہرگاہ اہل
انسان کہ گنجینۂ اسرار الہیہ و عناصر ہست وز انوی خیال باطن و ظاہر تحقیق
آن نفس توجہ کارد نقاب بیچ در اتصالش از نفائس موہومہ خود بر میدارد - یعنی
نفس رحمانی در میان نیرنگی ما دہ ظہور اسما ہست و در فضاء ارادت تکلم بہ لطیف
نشاء ارواح بال کشا ست از کام و زبان میل تراوش بہ نقابہ کیفیت تلاش حاصل
است و چون در صورت تعلق و سادہ مرئی میگردد عالم اجسا منش منزل -
حل - جمادات کی طبیعت مین جو آگ ہے (پتھر مین آگ ہوتی ہے) یہ اس حقیقت

الہی کی تجلی ہے جو خلوتخانۂ غیب کی چراغ افروز ہے یعنی ہم اُسکی حقیقت سے
واقف نہیں اور ہوا نباتات کے مزاج مین کیا ہے بے شک و شبہہ سانس
مارنا (چٹکنا) نام اُن اسرار یعنی ارواح کی کلیون کا ہے یعنی نباتات کیلئے بھی عالم
ارواح ہے اور حیوان کی طبیعت مین صدا کیا شئے ہے غرض مراتب و مدارج
کی تمہید مین اُسکے عالم برزخ کی نمود ہے یعنی جب حیوان بولتا ہے تو عالم برزخ
مین جو کچھہ اُسکا مرتبہ اور درجہ ہے اُسکو ظاہر کرتا ہے اور انسان کی ذات مین سخن
کیا شئے ہے اُسکا شہود جسمانی دستگاہ مخارج کے لباس کا آراستہ کرنیوالا ہے یعنی
سخن سے انسان کے مخرج آراستہ ہوتے ہین ۔ سخن کا ہی شہود جسمانی ہے پس
تمام دنیا سخن کا مجمع ہے لیکن غیر مفتوح ۔ یعنی کسی پر کھلا نہین ۔ اور انسان کیا ہے
اس نسخہ کی عبارت ہے کمال تصریح اور فصاحت کے ساتھ لکھی ہوئی ۔ جبوقت
انسان کا تامل جو سوالیہ و عناصر کے اسرار کا گریبان اور باطن و ظاہر کے خیال
کا زانو ہے (اسرار یا تو گریبان مین سر دینے یا زانو پر سر رکھنے (مراقبہ) کرنے سے
منکشف ہو سکتے ہین) اس نسخہ کی تحقیق مین نفس توجہ کو مقرر کرتا ہے اُسکے
تمام مراتب کا نقاب وہی موہومہ نفیس اشیاء کے چہرے سے اٹھاتا ہے یعنی
سخن سے بہتر کوئی شئی اوسکو نفیس معلوم نہین ہوتی ۔ یعنی ذات انسانی جہان
نیرنگی مین ظہور اسماء کا مادّہ اور میدان ارادت کا عالم مین فشار ارواح کی وسعت مین
بازو کھولنے والا ہے یعنی انسان اسماء الہی کا ظہور اور عالم ارواح کی باتین کرنے
والا ہے جب تالو اور زبان سے تراوش سخن کی رغبت کرتا ہے عالم برزخ کی کیفیت
اُسکو حاصل ہے اور جب خطوط اور سطور کی صورت مین دیکھا جاتا ہے تو عالم اجسام
اُسکی منزل ہوتی ہے مطلب یہ ہے کہ انسان جس شئے سے عبارت ہے وہ
حرف سخن ہے جو مختلف صورتون مین ظاہر ہوتا ہے ۔

بیت

معنی نگیرد از دل ما نقش ذکر دوام او	چو نگین نشد که فرو رود ز بخود داغ نام او

حل ۔ مین سنگدل اُسکے ذکر دوام کو حضور سے کیا اثر اخذ کرون یعنی باوصف اسکے
کہ مین ہر وقت اسکی یاد کرتا ہون پھر بھی میرے پتھر جیسے دل پر قساوت کے باعث
کچھہ اثر نہین ہوتا یہ بات مُیسر نہوئی کہ مین اسکے نام کی خجالت سے نگین کی طرح

اپنے ہی میں گرہ ہو جاؤں - نگین مہر کا ہوتا ہے کسی نام کا اسیر کندہ ہونا گویا اپنے
وجود میں دھنس جانا ہے - مجھے یہ بات بھی نصیب نہوئی -

سخن آب گشت و باری تشنگاں فہمی نہ شد   تنک ناز حسرت موج مے نرسید تا خط جام او

حل سخن پانی ہو گیا مگر معشوق کی رمز فہمی سے ایک عبارت بھی نہ چھیری (نہ لگی) موج مے کے تنک و ناز کی حسرت خط جام تک نہ پہنچی - خط جام وہ ہے جہانتک شراب بھری جاتی ہے یعنی یہ معلوم نہوا کہ معشوق نے کیوں تبسم کیا حسرت رہگئی -

نہ سرے کہ سجدہ بنا کند نہ لبی کہ برگ ثنا کند   بکدام مایہ ادا کند عدم ستمزدہ وام او

حل نہ سر ہے جس سے سجدہ کرے نہ لب ہے کہ ثنا کا سامان کرے ایک عدم (یعنی معدوم) جو ستمزدہ ہے کس مایہ سے اسکا قرض (سجدہ اور ثنا) ادا کرے معدوم تو کچھ بھی نہیں کرسکتا -

سر خاک اگر بہوا رسد چو نظر کنی بہ پا رسد   نرسیدم اعتبار کہ بعالم از در و بام او

حل - خاک کا سر اگر ہوا پر پہنچیگا جب تو غور سے دیکھیگا تو آخر گر کر پاؤں کے نیچے پہنچیگا میں ایسی عمارت پر نہیں پہنچا جسکے در و بام تک پہنچنے کا فخر کر دوں -

تگ و پوی بیہدہ یافتم بہزار کوچہ شتافتم   ز دراز نفس نشگافتم کہ رہم بگرد خرام او

حل - بیہودہ تگ و دو اختیار کی ہزار کوچے میں دوڑا سانس سے ایک دروازہ چیرا یعنی راہ پیدا نکی کہ معشوق کے گرد خرام تک پہنچتا

بہوا سرے نکشیدہ ام بہ نشیمنی نرسیدہ ام   ز پر شکستہ تنیدہ ام بخیال حلقۂ دام او

حل - نہ میں ہوا میں اڑا نہ کسی نشیمن تک پہنچا محض خیال میں اپنے ٹوٹے ہوئے پروں سے اسکے دام کا حلقہ (یعنی دام) تن رہا ہوں کہ اسمیں پھنس جاؤں یعنی میں اپنے پھنسنے کیلیے اپنے ٹوٹے ہوئے پر سے دام بنا رہا ہوں -

نہ دماغ دیدہ گشودنی نہ سر فسانہ شنودنی   ہمہ را ربود غنودنی بکنار رحمت عام او

حل - نہ آنکھیں کھولنے کا دماغ ہے نہ داستان سننے کا خیال ہے (قصہ سننے سے نیند آجاتی ہے) اسکی رحمت عام کی بغل میں نیند سب کو لگی ہے مزے سے پڑے سو رہے ہیں -

ز حسد بمہر سپہری ادنی بعروج فطرت بیدلی   تو مسلم ملکوت شو کہ بہ حریف کلام او

حل - اسے کینے تو حسد سے فطرت (طبیعت) بیدل کے عروج تک نہین پہنچ سکتا - اب معلم الملکوت (شیطان) بجا کیونکہ تو بیدل کے کلام کا مدمقابل نہین نکلتا - درچارسوی کیفیات ظہور کہ ہر فرد از افراد انسانی با حقیقت خود سودا است پنہانی و معاملہ ایست وجدانی باہمہ زیانکاری نقد انفاس در جیب ہر معاملہ نفعے است متمکن و در طبع ہر سودا سودے متضمن - اینجا نالہ بہ تعمیر رواج نرسیدہ تا قیمت دل نقصان شکست نبرد نگاہے دوکان تحیر نچیدہ تا قماش جمعیت مژگان برہم نخورد - بگردش رسیدن ہر ساغر سے مقدمۂ ظہور کیفیتے ہست و بانقلاب رنگ نشستن ہر وضعے تمہید وقوع خاصیتے -

حل - چارسوی کیفیات ظہور (امکان) مین کہ ہر فرد کو افراد انسانی سے اپنی حقیقت کے ساتھ ایک پوشیدہ سودا اور ایک وجدانی معاملہ ہے باوصف تمام نقصان نقد انفاس کے ہر معاملہ کی جیب مین ایک نفع برقرار اور ہر سودا کی طبیعت مین ایک فائدہ ملا ہوا ہے یعنی صرف انفاس بے یاد الٰہی بیہودہ جاری ہین - باقی نفع ہی نفع خیال کیا جاتا ہے یہان نالہ رواج کی تعمیر تک نہین پہنچا یعنی نالہ کو اُسوقت تک رواج نہین ہوتا جبتک دل کی قیمت شکست کا نقصان نہین اُٹھاتی یعنی نالہ بے اثر جاتا ہے اور دل ٹوٹتا ہے اور کسی نگاہ نے اسوقت تک تحیر کی دوکان آراستہ نہین کی جبتک مژگان کا اسباب تجارت برہم نہین ہوا یعنی پلکین کھولتے ہی حیرت طاری ہوتی ہے ہر ساغر کا گردش کرنا ایک کیفیت کے ظہور کا مقدمہ ہے اور ہر وضع کا انقلاب مین جوش مارنا ایک خاصیت وقوع کی تمہید ہے یعنی عالم امکان مین جو کچھ ہے شہود وجود ہے اور یہ سب اُسکے خواص ہین -

ہر دل از نالہ بہار اثرے میخواہد رشتہ پیرائی ہر تخم پرے میخواہد

حل - ہر دل نالہ سے اثر کی ایک بہار چاہتا ہے اور ہر تخم کی رشتہ پیرائی ایک پر چاہتی ہے کہ اسی اُڑ جاے -

ہر کجا نکہت گل پیرہن رنگ درید نیست پوشیدہ کہ از خود سفرے میخواہد

حل - جس جگہ پہول کی خوشبو نے رنگ کا پیراہن پہاڑا درنگ سے باہر نکلی یہ بات

پوشیدہ نہیں کہ اسے بیٹھے سفر کرنا چاہتی ہے۔

اضطراب پر و بال آئینۂ پروازی ست　　　بازگردیدن مژگان اثری میخواہد

حل۔ پر و بال کا مضطرب ہونا پرواز کا آئینہ ہے یعنی اس سے اُڑنا صاف معلوم ہوتا ہے۔ پلکوں کا کھلنا ایک اثر چاہتا ہے یعنی پلکیں بلا وجہ نہیں اُٹھتیں۔

قطرہ ہر گاہ کشد سر بہوای نیسان　　　شوق جمعیت وضع گہر سے میخواہد

حل۔ قطرہ جب نیسان کی ہوا میں سر نکالتا ہے تو اسکا شوق وضع گوہر کی جمعیت چاہتا ہے یعنی حالت انتشار سے گذر کر گوہر بنجاتا ہے۔

ہر کجا چشم پر و مژدۂ دیداری ہست　　　ہر کجا دل تپش آرد خبر سے میخواہد

حل۔ جہاں آنکھ پھڑکی ہے ایک دیدار کا مژدہ ہوتا ہے اور جہاں دل تڑپتا ہے وہ ایک خبر چاہتا ہے۔

برق ہر جلوہ تقاضائی نازدگر ست　　　عرض خورشید غبار سحرے میخواہد

حل۔ ہر جلوے کی برق ایک اور ہی ناز کی تقاضائی ہے آفتاب کا نکلنا صبح کا غبار چاہتا ہے (شعاع میں غبار کے ذرے اُڑتے ہیں۔)

نکتہ۔ توجہ خاطر بالفت فقر از علامات لطافت طبع است یعنی دماغ خلقت درین فشا و بحسب فرط نزاکت تاب کدورت اسباب نیاید و تعلق ضمائر بہ محبت جاہ از دلائل آثار کثافت کہ بار کلفت گیر و دار غیر از دوش خشونت بر نمے دارد۔ امّا بے توہم لطافت کثافت شخص حقیقت را در ہر صفت جز پاس ناموس ظہور متصور نیست از آثار حسّ جاہ آرائش بسا دعظمتش در پیش است و از اوضاع رغبت مدعا حصول سر منزل راحت خویش۔

حل۔ فقر کے ساتھ دل کی توجہ لطافت طبیعت کی علامات سے ہے یعنی خلقت کا دماغ اس معاملہ میں نزاکت کی زیادتی کے موافق کدورت اسباب دنیوی کی تاب نہیں لاتا یعنی جو لوگ لطیف طبع ہیں انکو دنیوی اسباب عیش کی تاب نہیں ہوتی اور دلوں کا تعلق جاہ دنیوی کی محبت کے ساتھ آثار کثافت کے دلائل سے ہے یعنی طالبان جاہ دنیا کثیف الطبع ہوتے ہیں کیونکہ گیر و دار کا بار کلفت بجز دوش خشونت کے کوئی نہیں اُٹھا سکتا لیکن بغیر وہم لطافت و کثافت کے حقیقت والے

(عارف) کو ہر صفت مین عجز ناموس ظہور قدرت کے کسی کا پاس منظور نہین اُسکو آثار حب جاہ سے بساط عظمت قدرت کی آرایش درپیش ہے اور طرح طرح کی رغبت سے اپنی سر منزل کی راحت کا حصول اُسکا مدعا ہے - یعنی عارف ہر حالت مین منزل مقصود پر پہنچنا چاہتا ہے اسکو لطافت وکثافت سے کچھ کام نہین -

حقیقت ہر کجا آہے ست آزادی ست منظورش
بہر جا داغ بجوشد فراغ کردہ مسرورش

حل - حقیقت جہان آہ ہنگی ہے اُسکو آزادی منظور ہے جہان داغ جوش مارتا ہے ایک فراغت اُسکو خوش رکھتی ہے یعنی جب داغ ناکامی لگ گیا اطمینان حاصل ہو گیا -

نظر بر خویش واکرد است اگر بیند ببیدا لیش
بجیب خود فرو رفتہ ست اگر یابند مستورش

حل - اگر اسکو برملا دیکھتے ہین تو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ آپ اپنے کو دیکھتا ہے اور اگر اُسکو پردے مین پاتے ہین تو یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ اپنی جیب مین اُتر گیا ہے - یعنی ناظر و منظور اور شاہد و مشہود وہی ہے -

غرور عجز اینجا نے نیاز غیر پیدا شد
سلیمانی بخود می ناز د از جمعیت مورش

حل - یہان غرور عجز کو غیر کی پرواہ نہین ہوتی اُسکی چیونٹیون کی جمع ہونے پر سلیمانی اپنے اوپر ناز کرتی ہے یعنی عارف کے غرور عجز کا یہ مرتبہ ہے -

نگہ شوق جہان بینش تغافل ذوق تسکینش
ادب مینا تمکینش جنون پیمانۂ شورش

حل - اسکی نگاہ اک جہان بین شوق ہے یعنی چاہتی ہے کہ جہان کو دیکھے اُسکا تغافل ذوق تسکین ہے یعنی اُسکو تغافل ہی سے تسکین ہوتی ہے ادب اسکی تمکنت کا شیشہ اور جنون اُسکے پیمانہ کا شور ہے -

ضیا را کہ می بینی حضورش دارد اینجا ئے
سراب را کہ می بینی سیاہی میکند نورش

حل - جس پیالے کو تو جانچتا ہے وہ اُسکے حضور کا اشارہ کرتا ہے اور جس سراب کو تو دیکھتا ہے اُسکا نور اُسکو سیاہ کرتا ہے یعنی دھوکے کو اُسکا نور مٹا دیتا ہے -

نکتہ - روح انسانی جوہر لیست بسیط و بحسب لطافت بر جمیع اشیاء محیط - ہر گاہ نفس تعلق اعتبار سے بند و بترکیب کیفیات عنصری پیوند و مشاہدۂ نقشہا دستگاہ اصلی توجہ اش مصروف این اندیشہ میدارد کہ از ہر چہ از مراتب اعتبار کوئی ہست باحتیاط در تصرف آرد ناچار خود را محتاج جمیع اشیا می یابد و سبب احتیاج

بطلب حصول آن سے شتابد خواہ آن اشیا از امور ذہنی باشد مثل معلومات
حقائق و معانی و خواہ از اسباب خارجی مثل محسوسات دستگاہ امکانی۔ دوست
داشتن ہر چیز پیش دلیل احتیاج ہست۔ محتاج ہر چہ بدست آرد مفت می شمارد
اما رفع احتیاجش در ہیچ حالتے ممکن نیست کہ تا ترکیب جزئی باقی ہست احرام
بساطت کلی نمیتوان بست و تا کثافت جسمانی متصور ہست بہ لطافت روحانی نمیتوان
پیوست اینجا معلوم شد کہ این جوہر مقدس جمعیت از دست داد خود را در صورت
فراہم آوردن اسباب بے جوید و تا بسر منزل تنزہ پیوستن ہمان ہر جادۂ اضطراب
سے پوید۔

حل۔ انسانی روح ایک جوہر غیر منقسم ہے اور لطافت کے باعث جمیع اشیا
پر محیط۔ جب اسکا نفس اعتبار کا تعلق باندھتا ہے اور کیفیات عنصری کی
ترکیب سے ملتا ہے اور مشاہدہ نقصان دستگاہ اصلی کا اسکی توجہ کی سعی کو اس
اندیشہ مین مصروف رکھتا ہے (یعنی دنیا سے جب اسکا تعلق ہوتا ہے تو وہ
اسمین اپنے اصلی دستگاہ معرفت الہی کا نقصان دیکھتا ہے) کہ جو کچھ مراتب
اعتبار کونی سے ہے احتیاط کے ساتھہ اپنے تصرف مین لاوے ناچار اپنے
کو تمام اشیا کا محتاج پاتا ہے اور بے اختیار اسکے حصول کی طلب مین دوڑتا
ہے خواہ وہ امور اشیاء ذہنیہ سے ہون مثل معلومات حقایق و معانی کے اور
خواہ اسباب خارجی سے ہون مثل محسوسات دستگاہ انسانی کے۔ اسکا
ہر شے کو دوست رکھنا احتیاج کی دلیل ہے محتاج کے ہاتھ مین جو کچھ آتا ہے
وہ اسکو مفت تصور کرتا ہے لیکن اسکی رفع حاجت کسی حالت مین ممکن نہین
جب تک جزئی ترکیب باقی ہے وہ بساطت کلی کا احرام نہین باندھ سکتا یعنی
دنیا مین آکر نفس انسانی بسیط نہین رہ سکتا اور جب تک کثافت جسمانی متصور
ہے روحانی لطافت سے نہین مل سکتا۔ یہان معلوم ہوا کہ یہ مقدس جوہر جسنے
جمعیت کو کہو دیا ہے اپنے کو اسباب کے فراہم لانے کی صورت مین ڈھونڈھتا
ہے اور تنزہ ذات کی سر منزل پر پہنچنے تک مضطرب رہتا ہے ؎

ہر کسے کو دور ماند اصل خویش ٭ باز جوید روزگار وصل خویش

چہ نقشہا کہ نشد جلوہ گر ز پردۂ شوق — چہ رنگہا کہ ندارد طلسم غنچۂ ذوق

حل۔ کونسے نقش پردۂ شوق سے جلوہ گر نہین ہوئے غنچۂ ذوق کا طلسم اپنے اندر کیا کیا رنگ نہین رکھتا یعنی عارف ہر شئے مین صفات الٰہی کا جلوہ دیکھتا ہے

ہمین نفسی کہ غبار تعلق وہمی است — ہزار پیچ و خم آوردہ شد بگردن طوق

حل۔ یہی سانس کہ وہی تعلق ممکنات کا غبار ہے اُسکے طوق بنانے مین ہزار پیچ و خم ڈالے گئے ہین یعنی سانس اگرچہ بے حقیقت ہے مگر اُسکے تعلقات کا طوق بہت مضبوط ہے جس سے رہائی نہین ہو سکتی۔

سواد جوش تمنا چہ آسمان چہ زمین — نوای زیر و بم آرزو چہ تحت چہ فوق

حل۔ کیا آسمان اور کیا زمین سب جوش تمنا کا سواد ہے کیا تحت اور کیا فوق سب آرزو کے زیر و بم کی آواز ہے یعنی ہر شئے انسان کے مدعا کیلئے بنائی گئی ہے۔

شدہ عمری کہ نشاندہ ام بہ آستین اشک چکیدہ — دلی ز نالۂ بی اثر گرہ بہ رشتہ بریدہ

ترکیب۔ مصرعہ اولی کے نشاندہ کا مفعول مصرعہ ثانیہ ہے۔

حل۔ مدتین ہوئین اشک چکیدہ کی گھات مین جیسے اپنے دل کو جسکا نالہ بے اثر ہے بٹھا رکھا ہے یعنی جب نالہ مین اثر نہین اور رشتہ کی گرہ نہین کھلتی اور اسلئے مجبور ہو کر اُسکو رشتہ سے کاٹ ڈالا ہے تو بجز اسکے کہ ایسی حالت مین روؤن اور کیا کر سکتا ہون۔

بکجاست آنکہ دسترسی کہ کنم ز طاقت دل نفسی — چو حباب میکشم از ہوس عرقی بہ دوش خمیدہ

حل۔ مجھہ مین وہ دسترس کہان ہے کہ طاقت دل سے ایک سانس ہی لے سکون یا طاقت دل کا دم بھرون۔ مین تو حباب کیطرح محض ہوس سے اپنے دوش خمیدہ پر عرق کھینچتا ہون یعنی بے طاقتی کے باعث نادم ہون۔

من برق سیر جنون قدم بکدام مرحلہ اوفتم — کہ چو شمع شد ہمہ عضو من کف پای آبلہ دیدہ

حل۔ مین کہ برق سیر اور جنون قدم ہون کونسی منزل پر گرون کیونکہ تمام اعضا مثل شمع آبلہ دیدہ کف پا بنے ہوئے ہین شمع کی بتی سفید اور تیل مین پھولی ہوئی آبلہ کی مانند ہوتی ہے یعنی جب ہر عضو آبلہ دار کف پا بنا ہوا ہے تو مین کیونکر چل سکتا ہون۔

زخمارِ فطرتِ نارسا بدو جام شعلہ فسون برآ زدہ شور مستیم این صلا زدماغ نشہ رسیدہٗ

حل ۔ فطرت نارسا کے خمار سے دو جام پینے کے ساتھ جو شعلۂ فسون ہے باہر آ ۔ یعنی معرفت الٰہی کی شراب پی اور اپنی نارسا فطرت سے نکل ۔ شور مستی نے دماغ سے جو نشہ رسیدہ ہے یہی آوازہ مارا ہے ۔ یعنی جسطرح مین شرابِ عرفان سے مست ہون تو بھی اسیطرح مست ہو ۔

حذر از فضولیِ عز و شان کہ مبادا در دمِ امتحان ہوسِ نقش نگین غم خورد پشت دست گزیدہٗ

حل ۔ عز و شان کی فضولی سے احتراز کر ایسا نہو کہ امتحان کیوقت تیری ہوس نقش و نگین سے ویسا ہی غم کہائے جیسے ہاتھ کی پشت کا کاٹا ہوا غم کہاتا ہے یعنی آخر مین افسوس کرنا پڑے نگین کے نقش سے شہرت ہوتی ہے مگر اسکو بالآخر افسوس سے پشت دست کاٹنا پڑتا ہے ۔ نگین کا نقش خود کٹا ہوا ہوتا ہے امتحان یعنی مرنے کے بعد صرف نگین باقی رہجاتا ہے مگر فضول کیونکہ مہر اسیوقت تک کام کی ہے جبتک انسان زندہ ہے ۔

بخیالِ گوشۂ عافیت چو غبار ہرزہ فسردہ ام بکجاست ہمت وحشتے کہ رسم بدامن چیدہٗ

حل ۔ مین گوشہ عافیت کے خیال مین غبار کیطرح فضول افسردہ ہون وحشت کی ایسی ہمت کہان ہے کہ اُڑکر کسیکے چنٹ دار دامن تک جا پہونچے تا کہ یہی گوشہ عافیت بنجائے ۔

ز وداعِ فرصتِ پر فشان بکدام نالہ دہم زبان مگر این جریدہ رقم زنم بخطِ غبار رمیدہٗ

حل ۔ فرصت پر پھڑپھڑاتی ہوئی رخصت ہوگئی ۔ اب مین کونسا نالہ زبان سے نکالون ۔ یعنی نالہ کرنے کی بھی فرصت نہین مگر اب اپنا دفتر خطِ غبار رمیدہ سے لکھون (غبار بھی رسیدہ بہلا کیونکر لکھنا ممکن ہے)

بفنا شود مگر آشکار اثرِ سجود دوام من ز جبینِ سجدہ نہفتہ ام غبارِ ہر زمین نکشیدہٗ

حل ۔ میرے دائمی سجدہ کا اثر شاید فنا ہونیکے بعد ظاہر ہو ۔ سجدے سے جو مینے خط زمین پر نہین کہینچا اُسکو دنیا سے اپنی پیشانی مین چھپائے ہوئے ہون ۔ یعنی مین اپنے سجدے کو کسی پر ظاہر کرنا نہین چاہتا ۔ کیونکہ یہ ریا ہے اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے کہ ریا شرک ہے ۔

ز قبول معنی دلنشین ہم آنقدر بہ اثر قرین	کہ گوش من نشد آفرین سخن ز کس نشنیدہ ٔ

حل - معنی دلنشین کے قبول کرنے سے ہین اثر سے اتنا ہی نزدیک نہین کہ میرے کان مین کسی کا سخن جو مینے اب تک نہین سنا آفرین کہہنچے - یعنی میرے سخن دلنشین کو نہ کوئی قبول کرتا ہے نہ داد دیتا ہے مصرعہ ثانیہ مین آفرین کشد کا مفعول اور سخن زکس نشنیدہ فاعل ہے -

نہ ز شور انجمنم خبر نہ بشوخی چمنم نظر	مژہ چو چشم کشودہ ام بغبار رنگ پریدہ ٔ

حل - نہ مجھے شور انجمن کی خبر ہے نہ چمن کی شوخی پہ میری نظر ہے مین اڑے ہوئے رنگ پریدہ کے غبار مین چشم کشودہ کی پلک ہون یعنی متحیر ہون - مژہ چو چشم کشودہ ام دراصل مجو مژہ چشم کشودہ ہے - ضرورت شعری سے مضاف اور مضاف الیہ کے مابین حرف تشبیہہ حائل ہو گیا -

من بیدل از چمن وفا چو دل شکستہ دمیدہ ام	ثمر نہال ندامتم بہزار نالہ رسیدہ ام

حل - مین بیدل چمن وفا سے ٹوٹے ہوئے دل کی طرح اُگا ہون مین نہال ندامت کا ثمر ہون اور ہزار نالون سے پہنچا ہون یعنی نالون نے ندامت کے سوا کچھہ حاصل نہین کیا -

نکتہ - اینکہ عالم میخوانیم صفحۂ دل مطالعہ کردہ ایم وآنچہ آشنا میدانیم سطر نگاہ بتحیر آوردہ - دل اجتماع کیفیات علوم ہست و علوم ادراکات معانی نا مفہوم - وسوسہ از خود تراشیدن ہم صنعتے ہست و اوہام برخود بستن نیز قدرتے - در وادی ظہور تلاش کسب باغربت ہست نہ اظہار غیبت - ہر قدر توانی در لباس کوش - ونا ممکن ہست خود را در خود بپوش -

حل - جس شے کو ہم عالم کہتے ہین وہ صفحۂ دل ہے جسکا ہمنے مطالعہ کیا ہے یعنی عارف کے دلمین سب کچھہ موجود ہے دل کیا شے ہے - کیفیات علوم کا اجتماع ہے اور علوم کیا ہین معانی نامفہوم کے ادراکات ہین یعنی جو شی معلوم نہین ہوتی وہ ادراک سے معلوم ہو جاتی ہے از خود وسوسہ تراشنا ہی ایک صنعت ہے اور اپنے اوپر وہم باندھنا ہی ایک قدرت - کیونکہ وسوسہ اور وہم ہی علم کی قسمین ہین جو آخیر مین علم الیقین اور حق الیقین ہو جاتے ہین ظہور کی وادی مین کسب کی تلاش

غربت (سفر) سے وابستہ ہے یہ تک غائب ہونیکا اظہار بھی کسی ہو اور تلاش (...)
سے ہر شے ہوتی ہو جاتی ہے تلاش کرنا اس بات کا اظہار ہے کہ وہ شے
غائب ہے ہر چند یابندہ تلاش کرنے والے کو جب کوئی شے ملتی ہے تو وہ
پہلے سے حاضر و موجود ہوتی ہے ورنہ اسکا ملنا محال ہو جاتا ہے [illegible]
اخفاء راز میں کوشش کیا اور چھپانا [illegible]
الغرض [illegible] باقی [illegible] ہو گئی۔

با شوخی لباس مجازی مستور پیدا باش   در عالم شہود ز غیر زبان غیب پیدا باش

حل - شوخی لباس (اظہار حال) کے ساتھ ستر غیب (مراقبہ) اور عالم شہود میں اسرار غیب پیدا کر۔

ناز حقیقی ہست نیاز مجاز ما   پیچیدہ شوق موسیٰ و درد شعیب ما

حل - ہمارے مجاز کا نیاز حقیقت کا ایک ناز ہے گویا لپٹا ہوا (چھپا ہوا) موسیٰ کا شوق اور شعیب کا درد ہے۔

ہنگامہ خیال دوئی گرم کردہ ایم   ما ہیم عرض آئینہ گو جلوہ غیب باش

حل - ہمنے تو دوئی کے خیال کا ہنگامہ گرم کر رکھا ہے۔ ہمکو تو آئینہ پیش کرنا چاہیے اور ہمیں - اگرچہ جلوہ غائب ہو۔ یعنی آئینہ اور جلوہ سے کو ایک سمجھنا چاہیے۔

نکتہ - حل کردن رموز غیب و شہادت موقوف بر تجربہ دل ہست کہ ہر چند نگاہ کنند
این پردہ ہست ہیولیٰ ہست و باطل - ہمان حرکت بے نشان بر زبانہا بیان ہست
و در دیدہ نا شناسائی - و ہمان قدرت پنہان در قدمہا رفتار و در پنجہ ہا گیرائی - بقدر
جنبش انفاس شامل حرکات نبض امکان ہست و باندازہ تامل نظر غواص حقیقت
اعیان - آغاز از ازل تا انجام ابد پے سپر اندیشہ ہدایت و نہایت اوست امواج
محیط تا ادوار سپہر مسخر اطاعت و سرایت او - سلسلہ قدرت اش چون جوہر آئینہ
بر افعال و آثار پیچیدہ و ریشہ تصرفش در طبع ظلمت و انوار دویدہ - چہ غفلت و چہ
آگاہی و چہ کونی و چہ الٰہی ہر جا طبیعت از آئینہ تمثال حقائق یافتہ اند دل آنجا بمطالعہ
حقیقت خود پرداختہ ہست و ہر کجا از تحقیق بے جرئش دیدہ بحکم بے نیازی نظر بر
کیفیت خود نینداختہ گشتہ کہ نقاب امور امکانی از پردہ تحقیق دل کشودہ بہ شوخی ہر

اندیشہ قبل از وقوع بیان در طبیعت انفاس اعیان مشاہدہ نمودہ اند - چون توجہ
اکثر خلائق مصروف اشتغال ظاہری است نسخۂ حقیقت دل را از شیرازہ بہم خوردگی چارہ
نیست و گرنہ پنہان کہ نگاہ محرم اشارۂ نگاہ ہست و دست از مساس دست آگاہ
دلہا نیز آئینۂ ارادۂ ہم توانند بود و از تامل ہم نقاب اسرار یکدگر توانند کشود -

حل - رموز غیب و حاضر کا ظاہر ہونا دل کی تحریک پر موقوف ہے یعنی اگر دل کسی شی
کا انکشاف چاہتا ہے تو وہ غائب ہے اور چاہتا ہے تو حاضر ہے - کیونکہ جو شی پردۂ دل سے
نہیں چھیڑی گئی (ظاہر نہیں ہوئی) نامعلوم اور باطل ہے - دل کی وہی بے نشان
حرکت زبانوں پر بیان ہے اور آنکھوں میں نہاں ہے - اور وہی چھپی ہوئی قدرت پاؤں
میں رفتار اور ہاتھ کے پنجوں میں گرفت ہے اور وہی قدرت بقدر بخشش انفاس کے
حرکات نفس امکان کو شامل ہے - اور بانداز تامل نظر کے اعیان ثابتہ کی حقیقت
کی خواص ہے یعنی اُنکی حقیقت کی تہ تک پہنچی ہے ازل کا آغاز اور ابد کا انجام تک
اُسی قدرت کے اندیشہ بدایت و نہایت کے پیچھے پے سپر (چلنے والا) ہے اور دریا
کی موجیں اور آسمان کے چکر اُسیکے احاطے اور اثر کے مسخر ہیں - دل کی قدرت کا سلسلہ
آئینہ کی جوہر کی طرح افعال اور آثار پر لپٹا ہوا ہے اور اُسکے تصرف کا ریشہ سانس
کی طرح ظلمت و نور کی طبیعت میں دوڑا ہے - کیا غفلت اور کیا آگاہی اور کیا گمرہیاں
اور کیا الہیات ہر جگہ ایک طبیعت کو عارفوں نے تمثال حقائق کا آئینہ پایا ہے
یعنی ہر شے کی طبیعت میں ایک حقیقت موجود ہے دل وہان اپنی حقیقت کے
مشاہدہ میں مشغول ہے اور جہان کہیں دلکو تحقیق سے بےخبر دیکھا ہے بے پروائی کے
حکم سے اُسنے نظر اپنی حقیقت پر نہیں ڈالی - یعنی جو دل حقائق اشیاء میں اپنی
حقیقت نہیں دیکھتا وہ خود اپنے سے بےخبر ہے جس جماعت (عرفاء) نے امور امکانی
کا انقلاب تحقیق دلکے پردے سے کھولا ہے انہوں نے ہر اندیشہ کی شوخی کو وقوع
بیان کے قبل انفاس و اعیان کی طبیعت میں مشاہدہ کیا ہے - یعنی قبل از بیان
اُنکو معلوم ہے کہ ہر شے اپنی طبیعت میں کیا اُدھیڑبن رکھتی ہے - چونکہ اکثر
خلائق کی توجہ اشتغال ظاہری میں مصروف ہے اسلیئے حقیقت دلکے نسخے کو پراگندگی
سے چارہ نہیں یعنی دلکی حقیقت منتشر ہو جاتی ہے معلوم نہیں ہو سکتی - ورنہ

جس طرح نگاہ اشارۂ نگاہ کی محرم ہے اور ہاتھ اپنے چھونے سے آگاہ ہے دل بھی ایک دوسرے کے ارادہ کا آئینہ ہو سکتا ہے اور تامل سے بھی ایک دوسرے کے اسرار کا نقاب کھول سکتے ہیں۔ یعنی جب انسان ایک دوسرے کے ارادے کو نظر ان سے معلوم کر لیتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ دل جسمیں اسقدر قدرت ہے کسی حقیقت کو معلوم نکر سکے۔

افسوس کہ ما دامن پندار گرفتیم   خورشید عیان بود شب تار گرفتیم

حل۔ افسوس ہے کہ ہمنے پندار (وہم) کا دامن پکڑا۔ خورشید عیاں تھا مگر ہمنے شب تار اختیار کی۔

از غفلت دل معنی ز پردہ نہان ما   صد جلوہ در آئینۂ زنگار گرفتیم

حل۔ دل کی غفلت سے وہ معنی جو بالکل بے پردہ تھے چھپ رہے ہمنے جلوؤں کا زنگار کے آئینہ میں ظاہر ہونا چاہا۔

در گلشن تحقیق نشستیم بتقلید   اینہا ہمہ رنگ ست کہ دیوار گرفتیم

حل۔ ہم گلشن تحقیق میں تقلید کیساتھ بیٹھے یعنی تحقیق ہی کی تو اوروں کی تقلید سے یہ ہمنے رنگ کو پکڑا ہے یا دیوار کو۔ یعنی سہارا تو دیوار ہے کہ دیوار کے رنگ کے

جان بود کہ ما جسم نمودیم تصور   گل بود کہ با کج نظران خار گرفتیم

حل۔ جسکو ہمنے جسم تصور کیا وہ جان تھی اور جسکو ہمنے خار سمجھکر پکڑا وہ پھول تھا

عالم ہمہ یک نسخۂ آثار شہود است   غفلت چہ فسون خواند کہ اسرار گرفتیم

حل۔ عالم آثار شہود کا ایک نسخہ ہے یعنی اسمیں حقیقت وجود عیاں ہے غفلت نے کیا افسون پڑھا کہ ہمنے اسرار کو پکڑا۔ (یہاں تو حضرت بیدل بظاہر مذہب وحدت الوجود کی نفی اور مذہب وحدت شہود کا اثبات کرتے ہیں) فافہم۔

آوارۂ اوہام نمودیم یقین را   یعنی ز تامل رہ رفتار گرفتیم

حل۔ ہمنے یقین کو آوارۂ وہم کر دیا یعنی وہم سے یقین کو کھو دیا۔ یعنی ہمنے تامل سے چلنے کی راہ بند کر دی۔

سودای وہم است تخیل۔ چہ توان کرد   از تنگی دل خانہ ببازار گرفتیم

حل۔ تخیل وہم کا سودا خریدنے والا یا وہم کا دیوانہ ہے ہمنے دل کی تنگی سے

تو نے تو ابھی دفتر کے لکھنے کی مشق ہی نہیں کی کہ لکھنا شروع کر دیا ۔ یعنی تو بیہودہ ظاہر
کیوں ہوتا ہے ۔ یہیں مارا مارا پھرتا ہے کبھی حرم میں ۔

بقبول صورتے اثر نکشد انفعال فسردگی — چہ قدر مصور تیرگی کہ چو سنگ بار ہمی کشی

حل ۔ جو تصویر بالکل بے اثر ہے اسکے قبول کرنے سے افسردگی (دون ہمتی) کی
خجالت کیوں کھینچتا ہے تو عبرت کا مصور یعنی اوروں کیلئے اپنی دون ہمتی سے کسقدر
کرنے والا ہے کہ پتھر کی طرح بت کا بوجھ کھینچتا ہے ۔ قاعدہ ہے کہ پتھر کی جو صورت
بنائی جاتی ہے اُس سے پتھر پر کچھ اثر نہیں ہوتا ۔

کسے از پری کہ گسستہ پر ز چہ ننگ دام و قفس کشد — بسیاہیی کہ ہوس کشد بدماغ سوختہ ام کشی

حل ۔ جس شخص کے پاس ایسا پر ہے جسکو مکھی کھینچتی ہے وہ کس لئے جال اور
قفس کا غم کھینچے کیونکہ مکھی کو دام و قفس میں کون پکڑتا ہے پس جس سیاہی (خواہش
دنیا) کا غم ہوس کھینچتی ہے تو اسکو اپنے سوختہ دماغ میں نہ کھینچ ۔ یعنی خواہش
دنیا کو خیال میں نہ لا ۔

ز تو اے سپند صورت مغتنم نفسے ز ہوس فسون عمل بدم — چو حباب سعی کمال کن کہ نفس بپیکر خم کشی

حل ۔ تیری صورت مغتنم ایک رمق ہے یعنی اپنی ایک رمق زندگی کو غنیمت جان
تو حباب کی طرح جو اپنے پیکر خم میں سانس لیتا ہے تو اسکو کچھ کام ہی نہ سمجھ ۔ یعنی
اپنی ایسی جلد فنا ہو جانیوالی زندگی کو غنیمت جان ۔ اس سے زیادہ کیا چاہتا ہے ۔

بخیال غربت ہمہ وطن مپسند دوری بے اثر وطن — عرق است حاصل علم و فن کہ بیاد عالم ام کشی

حل ۔ وہم وطن کی مسافرت میں وطن سے اپنی جدائی پسند نہ کر ۔ یعنی بیگانوں میں نظر کر
میں وطن چھوڑ کر تحصیل علم و فن کرونگا کیونکہ علم و فن کا ماحصل عرق ندامت ہے
جو یاد عدم کے خمار سے پیدا ہوتا ہے یعنی عرق ندامت باقی رہ جائیگا اور علم
و فن معدوم ۔ مطلب یہ ہے کہ زمانہ میں حصول علم و فن کا کوئی قدر
دان نہیں ۔

اگرت دلیل رہ وفا بمروتی کند آشنا — بدر آمدن تفی از حیا بسر کہ خار قدم کشی

حل ۔ اگر راہ وفا کا رہبر تجھکو مروت سے آشنا کرے تو جو کانٹا تو اپنے پاؤں سے
نکالے اسکو زمین پر نہ گرا کیونکہ وہ اور دوسرے کے پاؤں میں چبھیگا ۔ یعنی اپنے

ساتھ اس خوف سے بیداری نکر کہ اوروں کو برائی نہ پہنچے۔

بہ یقین معرفت الٰہیان نفکر سے بزم گمان   چو کشف نگر بجہان تا بہ دی بہ فکر گم کشتی

حل - ہیں گمان نہ کر کہ تیری فکر ان لوگون کے یقین تک پہنچیگی جو معرفت
الٰہی سے آگاہ ہیں یعنی یہ سمجھ یعنی یقین کا وہی مرتبہ حاصل ہو جائیگا جو انکو حاصل ہے
ہان تو کچھوے کیطرح روزی کی تلاش میں جائیگا اور اپنا سر پیٹ میں چھپا لیگا۔
مطلب یہ ہے کہ فکر سے ... کو معرفت خدا حاصل نہیں ہوتی۔

بہ رنگ آئینہ جوہر ... نسخہ ای از دل   ... تا اگر بہ نفس جای رقم کشتی

حل - تیری بغل میں آئینہ معرفت کے جوہر سے دل ایک نسخہ لکھنے والا اور قابل ہے پس
اسی سے کام لے ورنہ اگر تو ایک سانس بھی بجائے رقم کھینچیگا تو تیرا نامہ اعمال سیاہ
ہو جائیگا کیونکہ پھونک مارنے سے آئینہ سیاہ (مکدر) ہو جاتا ہے - یعنی معرفت
اور یاد الٰہی کا کام ہر وقت دل سے لے۔

گذر از تردد بی اثر کہ نمی رسی بہ منصب بال و پر   چو نہال صبر کن آنقدر کہ بپا خفتہ علم کشتی

حل - بے اثر تردد سے گذر - تو بال و پر کا منصب حاصل نکریگا پودے کی طرح
اتنا صبر کر کہ پاے خفتہ تمام کھینچے - پودے کے پاؤن خفتہ ہوتے ہیں اور وہ چل نہیں
سکتا مگر صبر کی بدولت اپنا جھنڈا اسقدر بلند کرتا ہے۔

نہ دمید صبح ازین چمن کہ نہ بست صورت ...   حذر از مآل تردد کہ نفس گداز ی و نم کشتی

حل - چمن دنیا میں کوئی صبح ایسی طلوع نہیں ہوئی کہ شبنم پیدا نہ کرتی ہو - پس ایسے
تردد سے خوف کر کہ تو اپنی سانس گلا دے اور مآل کار ایک نم پیدا کرے -
صبح کے وقت شبنم پیدا ہوتی ہے -

من و بیدل ناتوان چہ ہم آنقدر بدلت گران   کہ چو بوی گل دم امتحان ز ترازوی نفسم کشتی

حل - میں عاجز اور ناتوان بیدل تیرے دل پر اسقدر بھاری نہیں کہ تو امتحان
کے وقت مجھکو بوے گل کیطرح سانس کی ترازو میں تولے - یعنی میں ناتوانی
کے باعث بوے گل سے بھی زیادہ سبک ہوں -

نکتہ - آئینہ تحقیق مظہر است کہ ہرچہ از عالم غیب بشہادت خواہد رسید و آنچہ از خفا
بظہور خواہد آمد ... این ہمہ مخفی اسرار است و مرآت علامات و آثار

او عقل با پریدن چشم پیش از گل کردن تقدیر خیر و شر و طپیدن دل قبل از ظهور اسباب
نفع و ضرر چون عقل جزئی بحسب اکتساب علوم امکانی مملو ست از اعتبار مراتب
شک و یقین و محشی بعبارات او نام شبهه و تلقین در حکم تحقیق تا گریبان شمار
شمار نمیدید در انکشاف رموز یقین بے اختیار تغیر نگاری اگر راهی بخلوت اسرار
حلقهٔ تغیر نمی گردید و اگر عقدهٔ شهادت می کشود سر رشتهٔ تقریر نمی تنید تنقیح حقائق
بے واسطهٔ عقل پرتو کشوف هست و توجهات امتیاز در شغل حجاب آرائی مصروف
مانع شهود حقیقی همین معلومات عقل جزئی است که از ظهور یکدیگر کسب شده عقل
کلی بر کیفیت آن اصلا چشم نگشوده

حل - تحقیق کا آئینہ یہ خبر دینے والا ہے کہ جو شے عالم غیب سے عالم ظہور میں پہنچی
اور جو کچھ پوشیدگی سے ظاہر میں آئیگا اُسکی حقیقت خدا نمائی کے اسرار کی تجلی اور اُسکی
قدرتوں کی علامات و آثار کا آئینہ ہوگی مثلاً آنکھ کا پھڑکنا خیر و شر کے وقوع سے پہلے
اور دل کا تڑپنا اسباب نفع و ضرر کے ظہور سے پہلے - جبکہ عقل جزئی دنیا نام سوا
سیکھنے علوم امکانی کے مراتب شک و یقین کے اعتبار سے بھری ہوئی ہے اور
عبارات اور نام شبہہ اور تلقین سے محشی ہے تو تحقیق کے حکم میں یہ سب گریبان
کا شمار کرنا اور انکشاف رموز یقین میں بے اختیار ایک قسم کی تغیر نگاری (تغیر
کا لکھنا) ہے اگر عقل جزئی کوئی راہ اسرار کی خلوت میں پاتی تو وہ تغیرات
کا حلقہ نہ بنتی کہ ابھی کچھ ہے اور ابھی کچھ اور اگر عقدہ شہادت (حقیقت
عالم شہود) کی گرہ کھول سکتی تو محض تقریر کا سر رشتہ نہ تنتی یعنی عقل تقریر کے سوا
کچھ نہیں - تمام حقیقتیں بے واسطہ عقل کے پھر کھلی ہوئی ہیں اور توجہات امتیاز
حجاب آرائی کے شغل میں مصروف ہے یعنی جسقدر عقل [illegible] ہے
[illegible] شہود حقیقی کی مانع یہی عقل کی جزئی معلومات
ہیں جو ایک دوسرے کے ظہور سے تو نے سیکھی ہیں - عقل کلی نے اسکی کیفیت
پر اصلا آنکھ نہیں کھولی یہ سب خرابیاں عقل جزئی کی ہیں -

فرمایا کہ دو کان [illegible] وا کردہ ایم　　خورشید تیرہ سودا کردہ ایم

حل - فرمایا ہے کہ [illegible] ظلم کی دو کان کھولی - اپنے آفتاب (حب دنیا) کا سودا

کیا جو چیتھڑا اک میں ملا ہوا ہے یعنی تاریک ہے۔

کثرت پیش از تمیز ما وحدت بود — آئینہ شدیم عکس پیدا کردیم

حل۔ کثرت ہماری تمیز سے پہلے وحدت تھی۔ ہم خود آئینہ ہوئے اور عکس پیدا کیا۔ آپ ہی ناظر آپ ہی منظور بنے۔

نکتہ۔ باہمہ بے تعینی غیر عبارت تعین ماست یعنی حصول توہم پیدائی عین اصطلاح بے صفتی یعنی تغافل از ضارع خود نمائی۔ صفت بے ذات معدوم است تالکی باید غیر موجود و ذات بے صفت موہوم۔ چیزے نمیتوان نمود۔ ہر جا موہوم صفات ہستیم ذاتیم و اگر ہمہ ذات با ہم آمدہ ایم صفاتیم۔

حل۔ غیر کی تمام بے تعینی کیسا مراد ہمارا تعین ہے۔ یعنی غیر موجود نہیں ہیں ہم موجود ہیں اور وہ غیر کیا صرف ظہور کے حصول کا توہم اور بے صفتی کی عین اصطلاح۔ یعنی خود نمائی کے اوضاع سے تغافل۔ یعنی ہمکو واجب الوجود کے ظہور کا توہم ہے کہ وہ موجود ہے یا نہیں حالانکہ وہ موجود ہے اور یہ وہم بے صفتی کی اصطلاح ہے۔ یعنی اُسکی ذات بغیر صفت کے جلوہ گر ہے ورنہ ذات اور صفت میں دوئی ہو گی ذات بغیر صفت کے معدوم ہے غور کرنا چاہئے اور صفت بغیر ذات کے موہوم۔ اگر صفت نہیں تو کچھ معلوم نہ ہوگا مطلب یہ ہے کہ ذات عین صفات اور صفات عین ذات ہیں جہاں کہیں ہم صفات کے موسوم ہیں (ذات ہیں) اور اگر ہم ذات ہی ذات کے موسوم ہیں تو صفات ہیں۔ یعنی کسی کا اسم سے موسوم ہونا بھی صفت ہے۔

گہر و محیط تو ہیچ نہ سفر گزین نہ اقامتی — قدم و حدوث تخیلی نہ شکستگی نہ سلامتی

حل۔ تو توہم کا گوہر اور دریا ہے نہ مسافر ہے نہ مقیم ہے۔ تو قدم و حدوث کا تخیل ہے نہ شکستہ ہے نہ سالم ہے۔

چمنت حقیقت بے خزاں وطنت طرب گہ جاوداں — الم بخود نبری گماں کہ تو عبرتی نہ ندامتی

حل۔ تیرا چمن ایک بے خزاں حقیقت ہے تیرا وطن ہمیشہ کی طرب گاہ ہے تو اپنے کو کسی تکلیف کے پہونچنے کا گمان نکر کیونکہ تو نہ عبرت ہے نہ ندامت ہے۔ تکلیف کے پہنچنے سے عبرت ہوتی ہے اور ساتھ ہی ندامت۔ اسلئے کہ تکلیف کسی برے کام کا نتیجہ ہوتی ہے۔

بفلک فروغ تو در نظر بزمین بہار تو جلوہ گر — نچمن سحاب و بگل سحر ہمہ جا ظہور کرامتی

حل - آسمان مین تیری روشنی سامنے ہے زمین پر تیری بہار جلوہ گر ہے تو چمن
کیلئے ابر ہے اور پھول کے لئے صبح ہے الغرض تو سب جگہ کرامت کا ظہور ہے -

چو ز خود بخود نظری کنی ز خودی خود دگری کنی ۔۔۔ تو مگر چنین ہنری کنی کہ بگویمت چہ علامتی

حل - تو اگر آپ اپنے مین نظر کرے تو خودی سے گزر کر اپنے کو دوسرا بنائے
کسطرح ایسا ہنر کرتا کہ مین کہون کہ تو کیا علامت ہے یعنی کس شے کی علامت ہے -

بہ بیان بکمال شریعتی بعمل شکوہ طریقتی ۔۔۔ بخیال خبر حقیقتی تو قیامتی تو قیامتی

حل - تو بیان مین شریعت کا کمال ہے تو عمل مین طریقت کا شکوہ ہے تو
بھلا خیال کے اعتبار سے حقیقت ہے تو قیامت ہے تو قیامت -

نکتہ - معنی کرم در جمیع احوال ابر در طبائع کوشیدن است و در ہمہ اوقات
بر غمہا دلہا جوشیدن - بے نوایان را بدرہم و دینار نواختن - و بیماران را بعیادت
و مداوا خورسند ساختن - امداد نابینایان بدستگیری عصا و اعانت گم گشتگان
بتحریک رہنما - آبلہ پایان را تکلیف رفتار نمودن و بیدماغان را بصحبت دعوت
نفرمودن پیش ناتوانان ترک اظہار توانائی و در چشم معلسان تغافل از فلاح خود
آرائی - بر قبور تکبیر گفتن و فاتحہ خواندن - و در زمین ہائے خشک آب پاشیدن
و نہال نشاندن - غائبان را بہ نیکی یاد کردن - و حاضران را بمدارا امداد کردن - القصہ
بقدر طاقت زبان جز بغرض فوائد نیاراستن و بوسع امکان از ہیچ کس غیر از عذر
نخواستن ازین عالم با ہرچہ پردازند از شیوہ ہائے جود و سخا است و ازین دشت
آنچہ از دست برآید از شیوہ ہائے مروت و وفا

حل - کرم کے معنی ہر حالت مین طبیعتون کا خوش کرنا ہین اور ہر وقت دلون
کے رنج دہی کرنے مین جوش مارنا - محتاجون کو درہم و دینار سے نوازنا اور بیمارون کی
بیمار پرسی اور معالجہ سے خوش کرنا - لاٹھی سے اندھون کی دستگیری کرنا - اور گم
گشتون کو راہ پر لانے کی مدد دینا - آبلہ پایون کو چلنے کی تکلیف نہ دینا اور بے
دماغون یعنی ناخوشون کو صحبت مین نہ بلانا - ناتوانون کے آگے توانائی کا اظہار نہ
کرنا - مفلسون کی آنکھ مین خود آرائی کی اور فلاح سے تغافل کرنا - قبرون پہ تکبیر

کہنا - فاتحہ پڑھنا - خشک زمینون مین پانی چھڑکنا - پودے لگانا - غائبون کو نیکی سے یاد کرنا - حاضرون کو مدارات سے مدد دینا - القصہ بقدر طاقت تہیدستان کو فائدہ پونچانے کی غرض سے سوا آراستہ نکرنا اور حتی الوسع کسی سے سوا سے عذر کے نچاہنا - یعنی سبب عذر خواہی کرنا - اس عالم سے جس شے کے ساتھ مشغول ہون جود وسخا کے شیوون سے ہے اور اس جنگل سے جو کچھ ہاتھ سے برآئے مروت ووفا کے شیوون سے ہے -

بیدل دارد بطبع اہل ہمت ✤ آثار سخا جلوہ بچندین صورت
برتیخبران پند بمحتاجان سیم ✤ برخوردان لطف با بزرگان خدمت

حل - بیدل اہل ہمت طبائع مین کتنی ہی صورت سے جلوہ کے آثار دکہاتا ہے بیخبرون کو نصیحت محتاجون کو چاندی - چھوٹون پہ مہربانی - بزرگون کی خدمت -

نکتہ - تمثال ظہور در آئینہ خیال دیدن - کیفیت صور در ہیولیٰ مشاہدہ نمودن ست ونقاب آتش در طبیعت سنگ کشودن - چون مدرکہ را باین جنس وقائع اکثر معاملہ امتحان است ودر عالم بیداری تعبیر ہاے تخیل سود وزیان - بحکم تقابل دونفا کہ یکے درنہایت مرتبہ ضعیف است ودیگرے در کمال درجہ قوت نتیجہ متدلے بحصول مے پیوندد وبحسب اتفاق کیفیتے نقش مے بندد - گاہ مطابق ارادہ معتبر وگاہ مخالف - واز ینجاست کہ اختلاف احکام تعبیر در خواب انبیا نیز یافتہ اند باآنکہ این طائفہ را درچنین مثال رموز ظہور حضور کہ ختم تجلیات کماہی است مشہود ست ودر جلوہ گاہ کیفیات صور پنہان اسرار مثال کہ قرب لطافت حقیقی از آئینہ دارنمود - پس مصور مثالی کیفیتے ست کہ بہ تفتیش چشم کشودنی رنگ اثرے ازان در نمیتوان یافت وجز بہان بستگی مژگان نقاب تماشا بایش نمیتوان شگافت صورت وقوع بعضے ازان احوال از غرائب وقائع فہمیدن ست وظہور آثار آن معانی از نوادر اتفاقات اندیشیدن -

حل - ظہور احوال کی صورت کا خیال کے آئینہ مین دیکہنا ہیولے مین صورتو کی کیفیتون کا مشاہدہ کرنا ہے (یعنی خیال مین تمام صورتین جلوہ گر ہو سکتی ہین جسطرح موم سے جو تصویر چاہین بنا سکتے ہین) اور آگ کا پردہ پتہر کی طبیعت

کہولنا ہے (پتہرین آگ ہر وقت موجود ہے جب چاہین نکال سکتے ہین) چونکہ
قوت مدرکہ کو اس قسم کے وقایع سے اکثر امتحان کا معاملہ ہوتا ہے اور عالم
بیداری بین سود وزیان کے تخیل کی تعبیرین معلوم ہوتی رہتی ہین - بحکم تقابل دو
نشاؤن کے جنمین سے ایک نشا نہایت ضعیف ہے اور دوسرا کمال قوی -
ایک معتدل نتیجہ حاصل ہوتا ہے اور بحسب اتفاق ایک کیفیت نقش باندہتی
ہے - کبہی مطابق ارادے کے معتبر اور کبہی مخالف - یہی وجہ ہے کہ خواب
بین تعبیر کے احکام کا اختلاف انبیا نے بہی پایا ہے باوصف اسکے کہ اس گروہ
کو عین عالم مثال (برزخ) مین صورتون کے ظہور کی جو تجلیات حقیقی کی ضم کرنے
والی یامظہر ہین مشاہدہ کی گئی ہین اور صورتون کی کیفیت کے جلوہ گاہ مین اسی
طرح عالم مثال کے بہید جو لطافت حقیقی کا قرب ہے آئینہ کیطرح نمودار
ہین مثالی صورتین ایک کیفیت ہین کہ آنکہہ کہولنے کی تفتیش سے کسی رنگ
کا اثر اُس سے نہین پا سکتے اور سوا اُسی بند کرنے نقاب تماشائی پلکون کے اُسکا
دروازہ نہین کہول سکتے - یعنی حواس ظاہری کو معطل کر کے مراقب ہو اور
حواس باطنی کو کام مین لاؤ - تب معرفت کا جلوہ نظر آئے اُسکے بعض احوال
کا سمجہنا نادر وقائع کا سمجہنا ہے اور اُسکے معنی آثار کا ظہورنا در اتفاقات قدرت
کا سوچنا ہے -

شاہد قدرت کہ اخفا و نمود او یکی ست ۔۔۔ در جہان غیب دیگر در شہادت دیگر است

حل - شاہد قدرت جسکی پوشیدگی اور ظہور دونون ایک ہین وہ جہان غیب مین
اور اور جہان ظاہر مین اور ہے -

از ورق گردانی تجدید نیرنگی مپرس ۔۔۔ لطف یک معنی لغرض ہر عبارت دیگر است

حل - تجدید نیرنگی کی ورق گردانی کی کیفیت کچہہ نہ پوچہہ ایک ہی معنی کا لطف
ہر عبارت کے پیش کرنے مین اور ہے - یعنی ہر عبارت کے ایک ہی معنی
مین نیا لطف ہے -

بے نیاز یہاست اینجا انحصار جلوہ نیست ۔۔۔ شاہ ما در انجمن دیگر بخلوت دیگر است

حل - یہان تو بے نیازیان ہین کسی شے پر جلوہ منحصر نہین - ہمارا بادشاہ انجمن

مین اور ۔ خلوت مین اور ہے ۔

جلوہ ہا دارد مقام اعتبارات وجود　　رنگ ہا در آئینہ گو دیدہ صورت دیگر ہستی

حل ۔ اعتبارات وجود کا مقام بہت سے جلوے رکھتا ہے بہار رنگ اگرچہ کسی نے آئینہ مین دیکھا مگر صورت اور ہے (ممکن مین واجب الوجود ہے) ۔

محرم نیرنگ شوخی ہای کثرت نیستیم　　اینقدر دانم کہ ہر جا شخص وحدت دیگر ہستی

حل ۔ ہم شوخیون کی کثرت کے نیرنگ سے ناواقف ہین ۔ ہان مین اسقدر جانتا ہون کہ شخص وحدت ہر جگہہ اور ہے ۔

عبث اے دشمن تحقیق دل از وسوسہ خستی　　ہمہ مین آئینہ بودی بچہ امید شکستی

حل ۔ اے دشمن تحقیق تونے اپنا دل وسوسہ سے عبث زخمی کیا تو خود اسی آئینہ مین تھا کس اُمید پر تونے آئینہ کو توڑا یعنی وسوسہ (بدگمانی) نے تجھکو کھو دیا تو خود اس آئینہ مین موجود تھا یعنی تیری صورت مین واجب الوجود تھا ۔

چہ خیال است بقدر جسد آزاد نشستن　　اے آشفتہ دماغ تو شدی غرہ کہ رستی

حل ۔ بقدر جسم آزاد (تارک الدنیا) ہوکر بیٹھنے کا کیا خیال ہے اُمید کا دماغ پریشان ہوگیا تو مغرور ہے کہ مین چھوٹ گیا ۔ یعنی گوشہ نشین ہو جانے سے خدا نہین ملتا اور نہ تو آزاد ہو سکتا ہے ۔

مثل موج و گہر آئینہ دار است درینجا　　گرہ دام تو گردید کمندیکہ گسستی

حل ۔ یہان موج اور گہر کی مثل سامنے ہے ۔ یعنی ایک دوسرے سے جدا نہین جس کمند کو توڑکر تونے قید سے نکلنا چاہا ہے وہی تیرے دام کی گرہ بنگئی ہے ۔ یعنی آزادی ہی قید ہوگئی ۔

بتماشاگہ فرصت نشوی محو فسردن　　نفس آئینہ غبار است درین کوچہ کہ ہستی

حل ۔ تماشاگاہ فرصت مین افسردگی مین محو نہو ۔ جس کوچہ مین تو موجود ہے وہان سانس غبار کا آئینہ ہے یعنی ہر وقت اُڑتا ہے (فنا ہوتا ہے) پس تو فرصت کو غنیمت جان اور قدرت کا تماشا (نظارہ) کر ۔

نگہے صرف تامل ننمودی چہ کند کس　　قدح ناز تو لبریز وداع است تو مستی

حل ۔ تونے ایک نگاہ بھی تامل مین صرف نہین کی ۔ تیرے ناز (غرور) کا جام

وداع ہونے کو لبریز ہے اور تو مست یعنی غافل ہے - پس کوئی کیا سر دھکے مار سکے -

چو نفس مغتنم انگار پریشانی وحشت — کہ بگردد دو جہان آب زدی گر تو نشستی

حل :- سانس کی طرح وحشت مین پریشان رہنے کو غنیمت جان سانس ہر وقت چلتی اور کودتی رہتی ہے کیونکہ اگر تو بیٹھ جائیگا تو دو جہان کی گرد پر پانی چھڑکیگا

نگہ آئینۂ تحقیق نشاید مژہ بستن — قدر از خیرگی چشم بخورشید پرستی

حل - تحقیق کا آئینہ دیکھ - آنکھ بند کرنا مناسب نہین - آفتاب پرستی سے آنکھون کے خیرہ ہو جانیکا خوف کر -

من اگر با ہمہ کوشش بکناری نرسیدم — تو ہم ای موج درین بحر چہ بستی چہ شکستی

حل - مین اگر باوصف تمام کوشش کے کنارے پر نہ پہونچا - اے موج تو نے بھی اس دریا مین کیا باندھا اور کیا توڑا -

نفسے چند غنیمت شمر از دل نگذشتن — چہ قدر مرحلہ طی شد کہ تو این آبلہ بستی

حل - چند سانس دل سے نگزرنے کے غنیمت جان - کسقدر منزل طے ہوئی ہے کہ تو نے یہ آبلہ پیدا کیا - یعنی انسان اگر اپنے دل سے (نفس سے) نہین گزرتا اور معرفت کی راہ نہین چلتا تو اُسکا دل گویا آبلہ ہے جو چلنے سے مانع ہے -

مژہ بیہودہ درین بزم گشادم من بیدل — بعدم راند چو شبنم عرق خجلت ہستی

حل - اے بیدل مینے اس محفل مین بیہودہ (فضول) آنکھ کھولی شبنم کی طرح عدم مین ہستی کی خجالت کا عرق چلا یا - یعنی میری ہستی بالکل بے ثبات تھی -

نکتہ - جمیع خلائق بحکم مصاحبت طبعی محتاج ہم اند و کار روائی ہمہ حقیقت گرمی از آئینۂ ہر فرد سے بظہور پیوستہ - و بذوق اشتغال شوق در کمین امداد دیگرے نشستہ - زبان مطلب محتاج ہوا سے وصول جمعیت خود سائل - و سعی احسان منعم [illegible] خاصیت خود مائل - سنگ و گل محتاج آفتاب در کسب کمالات آب و رنگ و آفتاب در عرض جوہر تربیت مشتاق گل و سنگ - بائع نقد را از اجناس سود سے شمارد و مشتری جنس را غنیمت نقد سے انگارد و نقد ہا

معروف جنس شماری ہست و جنسہا موضوع نقد انگاری یعنی تا بکار دیگرے نیائی چشم بر حصول مطلب چون کشائی - پس کریم در خود ناچار ہست و محتاج در طلب بے اختیار -

حل - تمام مخلوق طبعی معاملت کے حکم سے ایک دوسرے کی محتاج ہے اور تمام حقیقتون کی گرمی کی کامروائی ہر شئے کے آئینے سے ظاہر ہوتی ہے اور بھڑک اُٹھنے کے شوق مین ایک دوسرے کی مدد کی گھات مین بیٹھی ہوئی ہے محتاج کی زبان مطلب اپنی دلجمی حاصل کرنے کی سائل ہے اور منعم کے احسان کی سعی اپنی خاصیت کرم کے موقع پر مائل ہے یعنی جسطرح محتاج منعم کو ڈھونڈتا ہے اسیطرح منعم محتاج کی تلاش مین ہے - پتھر (لعل و جواہر) اور پھول کامل آب و رنگ حاصل کرنے مین آفتاب کے محتاج ہین اور آفتاب انکی پرورش کا جوہر پیش کرنے مین لعل اور جواہر اور پھولون کا مشتاق ہے بیچنے والا نقد کو فائدے کی جنس سے گنتا ہے اور خریدار جنس کو نقد کی لوٹ سمجھتا ہے تمام نقد جنس شماری مین مصروف ہین اور تمام جنسین نقد کے پہچاننے کو وضع کی گئی ہین یعنی تو جب تک دوسرے کے کام مین نہ آئیگا حصول مراد پر کیونکر آنکھہ کھولیگا - پس صاحب کرم اپنے فعل مین ناچار ہے اور محتاج اپنے مدعا کی طلب مین بے اختیار -

آواز کریم را صلا میخوانند	سائل در میزند دعا میخوانند
یک نغمۂ شوق است چہ فقر و چہ غنا	کز پردۂ ہر ساز جدا میخوانند

حل - کریم کی آواز دعوت کو صلا کہتے ہین اور سائل جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو اسکو دعا کہتے ہین فقر ہو یا تونگری - دونون مین ایک ہی نغمہ ہے جیسے ہر ساز کے پردے سے جُدا جُدا گاتے ہین -

نکتہ - تاثیر در طبائع ارباب کرم چون موج بر آب پیچیدہ و از طینت اہل خست چون ملائمت از سنگ رمیدہ - طبع کریم از فرط نزاکت زبان سائل را نشتر میداند - تغافل نہ نشتر تاب رحم آوردن ہست و مزاج لئیم از جوش خشونت پروائے سپاس ندارد و توجہ مانع رنگ اثر سے بردن -

حل۔ اہل کرم کی طبیعتوں مین کرم کی تاثیر موج کی طرح دریا پر لپیٹی ہوئی ہے اور اہل خست کی طبیعت سے کرم اس طرح بھاگا ہوا ہے جیسے پتھر سے نرمی۔ کریم کی طبیعت نزاکت کے باعث سائل کی زبان کو نشتر جانتی ہے یعنی وہ سوال کرنے کو برا سمجھتا ہے۔ اور خود دیتا ہے۔ تغافل رحم کی تاب لانے کی شرط نہین۔ یعنی رحم مین تغافل بیجا ہے۔ اور بخیل کا مزاج سختی کے جوش سے اس کرنے کی پروا نہین رکھتا۔ یعنی بخیل ہے۔ توجہ خود کسی رنگ کے قبول کرنے کی مانع ہے۔

سرمایۂ ہر غبار و مستی کرم است　　پیرایۂ ہر بلند و پستی کرم است
گویند کہ مرگ انقلاب ہستی است　　اینست دلیل آنکہ ہستی کرم است

حل۔ ہر غبار ہستی کا سرمایہ کرم ہے ہر بلندی اور پستی کا لباس کرم ہے کہتے ہین کہ موت ہستی کا انقلاب ہے یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ہستی کرم ہے۔

نکتہ۔ اعیان محفل امکان را تا شمع وار سر تا مل بپا منتہی نمیگردد تشویش ہرزہ نگاہی باقی ہست و تا سر اندیشہ بزانوے ساغر نے رساند گداز کلفت ساقی۔ اگر بوئے از بہار معنی بے برد ند عبارت اینہمہ رنگ نے ریخت و اگر باصل کار راہے مے شگافتند بر شاخ و برگ اینقدر غبار نے انگیخت۔ ساحل گزینان پیوستہ موج و کف مے شمارند و فرو رفتگان محیط از خود ہم خبر ندارند نامحرمی گریبان بصد دامن دست التجا مے برد و ناآشنائی خویش ہزار ہنگامہ در خیال مے برآرد۔

حل۔ جو لوگ محفل امکان کے اعیان ہین جبتک شمع کی مانند انکا سر تامل پاؤن تک منتہی نہین ہوتا بیہودہ نگاہ دوڑانے کی تشویش باقی ہے اور جبتک فکر کا سر ساغر کے زانو تک نہین پہنچاتے ساقی کی کلفت مین گلنا ہوگا۔ یعنی ساقی کی ناراضی کا غم رہیگا۔ اگر یہ لوگ معنی کی بہار سے ایک خوشبو لیجاتے تو انکی عبارت یہ تمام رنگ نہ چھڑکتی اور اگر اصل مدعا کی راہ پیدا کرتے شاخین اور پتے اسقدر غبار پیدا نکرتے۔ جو لوگ کنارے پر بیٹھے ہین ہمیشہ دریا کے جھاگ اور موج گنتے رہتے ہین اور جو لوگ محیط معنی مین مستغرق ہیں وہ اپنی خبر نہین رکھتے۔ گریبان کی نامحرمی سو دامن کے ساتھ التجا کا ہاتھ لیجاتی ہے اور اپنی حقیقت سے ناآشنائی

خیال میں ہزار ہنگامے نکالتی ہے۔

تو گر ز خود برائی نیست عالم غیر دیدارش — خودی آئینہ دارد کہ محرومی است اظہارش

حل۔ تو اگر اپنے کو نہ دیکھے تو تمام عالم بجز جلوۂ دیدار کے کچھ نہیں۔ خودی ایسا آئینہ رکھتی ہے جسکا ظاہر کرنا محرومی ہے۔ یعنی خودی کو ترک کر۔ خودی سے تو خدا نہیں مل سکتا۔

چہ لازم مائل پستی و بلندی دہر گردیدن — تو خود اینجا نہ تا باید فہمید مقدارش

حل۔ زمانہ کی پستی اور بلندی پر مائل ہونا لازم نہیں۔ تو خود یہاں نہیں سمجھ اسکی مقدار (یعنی) ناپائداری کا سمجھنا کیا ضرور ہے۔ نہ ہستی اور ہستی

نگہبانی بہر ذرہ گویا بہ نقد اعتبار خود — کہ ہر جنس نہ پیچی ز خود گردی خریدارش

حل۔ جیسے اپنے نقد اعتبار کا گویا نگہبان ہے حالانکہ تیرے پاس نقد نہیں یعنی تو ہر جنس پر لپٹا اور اسکا خریدار ہوتا ہے یعنی خود تیری ہستی بے اعتبار ہے تو دوسری چیزوں کی ہستی کیونکر بے اعتبار نہوگی۔

بخود اینقدر ہال خدائی مجمع امکان — کہ افتادی بچندین جہد در فکر خر و بارش

حل۔ تو مجمع امکان کا اسقدر مالک کہاں تھا کہ اپنی کوششوں کے ساتھ اسکے گرد اور پیچھے فکر میں پڑا۔ یعنی دنیا کی کس کس شے کا مالک بنیگا تیری ہستی تو مختصر ہے۔

بحق تسلیم شو تا وارہی از این و آن بیدل — بدریا قطرہ چون گم گشت دریا داند و کارش

حل۔ اسے بیدل اپنے کو حق کے سپرد کرو۔ جب قطرہ دریا میں گم ہوگیا تو دریا جانے اور اسکا کام۔

نکتہ۔ تو ہیاسے الفاظ اعتبارات تا بعرض آید یکرنگی دمیدہ اوست و نازگی ہاے جویں تا جلوہ آرایی رسید افسردگی سرگشتہ پیدا او۔ عبارات سراسر این دیوان یکسر متسطیع است معنی پیدا نشان و رابطۂ خاموشی واز کم فرصتی ہا سے زبان نالۂ اجزا این نسخہ یک نقطۂ سہو است غنیمت تغافل اداپان مکتب فراموشی۔ اینجا معنی در ذہن صورت نہ بست کہ تا بہ فہمش وا رسند ورق بزنگ دانند و لفظ در مدارج مرقوم نگردید کہ تا شرح برہم زنند صفحہ بجل نہ رسانند۔

حل۔ اعتبارات کے طرز کی نوی جبتک ظہور مین آوے گونگی اُسیر اُگی
ہوئی ہے اور مادہ مین (غیر ذوالعقول وذو العقول) کی تازگیون کا درس تعلیم
جبتک یاس کے تکرار (دوہرانے) پر پہنچے افسردگی اُس سے سر نکالے ہوئی
ہے۔ اس دیوان کی تمام عبارتین بیدماغان طریقۂ خاموشی کے لئے مفت ایک
مقطع ہے یعنی وہ کچھ نہین بول سکتے اور تامل کے زمانے کی کم فرصتیون سے
اس نسخہ کے تمام اجزا سہو کا ایک نقطہ ہین جو کتب فراموشی کے تغافل ادا ہو
کیلئے لوت ہے۔ یعنی دنیا مین غفلت اور سہو کے سوا کچھ نہین۔ یہان ذہن مین
ایسے کوئی معنی پیدا نہین ہو سکتے کہ جبتک اُسے سمجھ لین ورق لوٹائین یعنی
ایک ہی لفظ کے معنی سمجھنے مین رہ جاتے ہین ورق لوٹنے کی نوبت ہی نہین
آتی۔ اور خارج مین کوئی ایسا لفظ لکھا ہوا نہین کہ جب تک پلک جھپکائین
سخن کو حل نکر سکین۔

هرچه دارد جهان بے بنیاد　　　مشت خاکست در قلمرو باد

حل۔ جہان بے بنیاد جو کچھ اپنے قبضہ مین رکھتا ہے وہ ہوا کی ولایت مین خاک کی
ایک مٹھی ہے خاک کو ہوا اُڑا دیتی ہے۔

بے ثباتی بامتحان وقار　　　محملے سبک شد بدوش غبار

حل۔ بے ثباتی وقار کے امتحان مین غبار کے دوش پر اپنا محمل کھینچتی ہے وقار
کے امتحان مین غبار پورا نہین اُترتا وہ تو اُڑتا ہی رہتا ہے۔

روشن است از حقیقت مبہم　　　شمع اندیشۂ وجود و عدم

حل۔ فکر وجود و عدم کی شمع حقیقت مبہم کی روشن کی ہوئی ہے یعنی اگر انسان فکر
کریگا تو وجود و عدم کو بے حقیقت سمجھیگا۔

بسکہ رنگ ثبات پرواز است　　　کوہ با نالہ ہمعنان تاز است

حل۔ بسکہ رنگ ثبات دونو خالی ہین پہاڑ نالے کے ساتھ ہمعنان دوڑنے والا ہے
یعنی جیسا نالہ بے ثبات ہے ویسا ہی پہاڑ بے ثبات ہے۔

بے تمیزیم و مدعا مجہول　　　ہمہ ہوشیم و آگہی معزول

حل۔ ہم سرتاپا کوشش ہین مگر مدعا مجہول ہے ہم ایک سر بسر تن ہوش ہین مگر

خبرداری معطل ہے۔

جہد ما حرکت طبیعی ماست　　مدعائے غبار ما پیداست

حل۔ ہماری کوشش ایک طبعی حرکت ہے۔ ہمارے غبار کا مدعا ظاہر ہے کہ بجز اڑنے اور فنا ہونے کے خاک بھی نہیں۔

ہر چہ از خلق عرض نشئت ونمواست　　عکس آئینۂ حقیقت اوست

حل۔ مخلوق سے جو کچھ ہر سے اور اپنے کا پیش ہوتا ہے وہ حقیقت کے آئینہ کا عکس ہے۔

خلق موہوم را چہ علم وچہ فن　　شخص معدوم را چہ ما و چہ من

حل۔ خلق موہوم کیلئے کیا علم اور کیا فن۔ وجود معدوم کیلئے کیا ما اور کیا من۔ مخلوق میں یا تو علم و فن ہے یا غیر ذوی العقول اور ذوی العقول ہیں مگر یہ سب فانی ہیں۔

گر فگندی نظر بہ معنی خویش　　ناز فطرت نبردی از ہمہ بیش

حل۔ اگر تو اپنی حقیقت پر نظر ڈالتا تو سب سے زیادہ فطرت کا ناز نہ لیجاتا یعنی تیری فطرت کا غرور جاتا رہتا

شخص جائیکہ گل کند معدوم　　عکس معلوم حکم آن معلوم

حل۔ وجود جہاں معدوم کا ظہور کرے اُسکا عکس اور اُس کا حکم پہلے ہی معلوم ہے۔

ہستی کز دل عدم گل کرد　　ہم عدم باید ش تخیل کرد

حل۔ جس ہستی نے عدم کے دل سے ظہور کیا ہے اُسکو بھی عدم خیال کرنا چاہیئے۔

در عدم ناز ہستی است اینجا　　در دل تاک ہستی است اینجا

حل۔ یہاں ہستی کا ناز عدم میں ہے یعنی ہستی اپنے معدوم ہونے پر ناز کرتی ہے یہاں انگور کے دل میں مستی ہے جو اسوقت معدوم ہے۔

بیخبر از خود مگذر جانب دل ہم نظرے　　ای چمنستان جمال آئینہ دار نظرے

حل۔ اپنے سے بیخبر نہ گزر۔ دل کی جانب بھی نظر کر۔ اے چمنستان جمال کے

معشوق تو صبح کا آئینہ دار ہے (چمن میں غنچہ و گل صبح کو کھلتے ہیں) ۔

نیست در یک ہفت چمن چون قامت اے غنچہ دہن — گلبن نیرنگ کس سرو قیامت پیکرے

حل ۔ اے غنچہ دہن اس ہفت چمن یعنی ہفت زمین میں تیرے قد کے مانند کوئی پھول نہیں جس کا گلبن نیرنگ ہو اور کوئی سرو ایسا نہیں جس کا قد قیامت ہو ۔

در ہوس نشو و نما مفت خیال است بقا — ورنہ در اقلیم فن یاس ندارد ہنرے

حل ۔ نشو و نما کی ہوس میں بقا کا خیال فضول ہے ورنہ اقلیم فن میں ناامیدی کوئی ہنر نہیں رکھتی ۔

با تو شمع ہمہ تن سوختۂ یاس وطن — داغے و آہے ہمہ ہست زمن گر طلبی پا و سرے

حل ۔ میں بغیر تیرے یاس وطن کی جلی ہوئی شمع ہوں اگر تو مجھ سے سر اور پاؤں طلب کرے تو صرف ایک داغ اور ایک آہ موجود ہے ۔

قابل آگاہی او نیست خیال من و تو — حسن خدائی نشود آئینہ دار دگرے

حل ۔ میرا اور تیرا خیال اس کے آگاہ ہونے کے قابل نہیں خدا کے حسن کا بجز حسن کے کوئی اور آئینہ دار نہیں ۔

جوش حبا انجمن شوکت دریا نشود — ما ہمہ صیقل زدہ ایم آئینۂ بے جگرے

حل ۔ وہ جوش جسکی انجمن حباب ہے دریا کا شکوہ نہیں بن سکتی ہم سب ایک جگر پر فضول صیقل کر رہے ہیں ۔

نیست زہم فرق ما انجمن و خلوت ما — آئینہ دار نظر ما خانۂ بیرون درے

حل ۔ ہماری جلوت اور خلوت میں کچھ فرق نہیں ایک ہی گھر اپنے دروازے سے باہر سب جگہ کا آئینہ رکھتا ہے یعنی دل میں سب کچھ نظر آتا ہے ۔

در عدم زیر و بمے خفتہ فسون عدمے — ورنہ ہمہ ساز است رگے با ہمہ رنگ است پرے

حل ۔ ہر زیر و بم (باجوں کے نام) کی نقل میں عدم کا منتر دم کیا ہوا ہے تمام باجوں میں رگ اور تمام رنگوں کے ساتھ پر ہے (باجے بھی اپنی آواز سے اوڑتے ہیں اور رنگ بھی اوڑتے یعنی زائل ہوتے ہیں) ۔

پیر وہ صد رنگ ورہے تا انجمن آرائی — خفتہ تہ بال پری کار گر شیشہ گرے

حل - تو سورنگ کا پردہ پھاڑیگا تب چمن میں راہ لیجائیگا پری کی بازو میں شیشہ گر کا کارخانہ چھپا ہوا ہے - پری کو عامل لوگ شیشہ میں قید کر لیتے ہین گویا پری کے پاس اسکے قید ہوجانے کا سامان موجود ہے -

نیست اقامت گہ کس وادی جولان ہوس
دامن عجز است رسا آبلہ پایان سفر است

حل - ہوس کے دوڑنے کا جنگل کسیکی اقامت گاہ نہین عجز کا دامن رسا ہے اسے آبلہ پا سفر کرو - یعنی دنیا سے گذر کر منزل مقصود پہنچ جاؤ -

نیست اہل پروری لازم امثال جہان
بے تری مغز بالندگی موی سر است

حل - بیچارے امیدون کا پالنا امثال جہان (انسانون) کو لازم نہین بغیر مغز کی تری کے سر کے بال نہین بڑھ سکتے -

شبنم ہستی با چو سحر میکند ہم خون جگر
آئینہ بندم بعدم کز نفس آرم خبر

حل - ہستی کا شبنم صبح کی طرح میرا جگر خون کر رہا ہے مین آئینہ باندھکر عدم مین جاؤن تاکہ سانس سے خبر لاؤن - یہ قاعدہ ہے کہ آئینے پر سانس دم لیجائیگی تو اسپر غبار سا معلوم ہوگا - لیکن سانس تو معدوم ہو جاتی ہے لہذا عدم مین آئینے پر اسکا پتا کب ملیگا یہ ایک نئی ہوس ہوگی - صبح کی سانس بھی معدوم ہو جاتی ہے - اُسکی روشنی کو آئینہ قرار دیا ہے مگر اُس آئینے مین دم صبح کا جو گزر گیا کوئی اثر نہین آتا - بہت نازک شعر ہے غور سے سمجھنا چاہیئے -

لذت این محفل فسون بہ نئی ما خواند فسون
داغ شو ای نالہ کنون راہ نفس زد شکری

حل - اس محفل (دنیا) کی لذت نے ہماری نے پر افسون پڑھ دیا - اے نالہ داغ ہو کیونکہ سانس کی راہ نے نے مار دی - نے مین شکر ہوتی ہے اور نے سانس سے بجتی ہے مگر جب شکر (وہ لذت) رہزن ہوگئی ہے تو نے کیونکر سانس لیگی اور بجیگی -

نکتہ - گفتگو سے ارواح و امثال بیرون اعتبارات جسمانی محل است وگیر و دار عالم اجسام بے امثال و ارواح معطل - جسم را قبل آثار پیدائی درحقیقت روح مختفی فہمیدن است چون کیفیت کوزہ در گل - و روح را بہ از نشاء ظہور در اجزاء جسم منزوی دیدن چون صورت خیال در دل - تا حضور قصور بعرض جلوہ نیاید معنی ہیولے را در جہان صور باطن اشکال بودن است و صورت مرتبہ ہیولے معماے ہمان کیفیت کشودن - اگر ہیولے بہ بے صورتی متصف

ست صور از کجا سے جوشد و اگر صورت از لباس قدرت عاری است ہیولے را کہ
سے پوشد۔

حل ۔ عالم ارواح اور عالم مثال (برزخ) کی گفتگو بغیر اعتبارات جسمانی کے ہیچ ہے اور عالم اجسام کی گیر ودار بغیر امثال وارواح کے بیکار ہے۔ یعنی روحون کا تعلق جسمون سے ہے اور جسمون کا تعلق روحون سے ہے۔ یہ غلط ہے کہ ارواح اور امثال بذاتہ کسی عالم مین موجود ہین جیساکہ بعض لوگ یعنی صوفیہ کا خیال ہے۔ پیدا ہونے کے آثار سے قبل جسم کو ایک چھپی ہوئی روح سمجھنا ہے جیسے کوزے اور مٹی کی کیفیت۔ اور روح کو بعد اثر ظہور کے جسم کے اجزا مین پوشیدہ دیکھنا ہے۔ جیسے خیال کی صورت دل مین ہے جبتک صورتون کی حضوری پیشگاہ جلوہ مین نہ آوے یعنی ظاہر نہو ہیولے کے معنی کو باطن کی صورتون کے جہان مین محض شکل رہنا ہے اور مرتبہ ہیولے کی صورت کیا ہے گویا اسی کیفیت کے غنچے کا کھولنا ہے۔ یعنی ہیولا سے مطلق مین صورت ضرور موجود ہے جیسے پتھر چونے مٹی وغیرہ مین عالیشان ایوان۔ اگر ہیولا بے صورتی ہی سے متصف ہے تو صورتین کہان سے جوش مار رہی ہین اور اگر صورت لباس قدرت سے عاری ہے تو ہیولے پر کیا شے عارض ہو سکتی ہے۔

ہر چند خاکسار ہیولائی گل است ۔۔۔ گل نا دمیدہ ساز ہیولائی خاک شد

حل ۔ ہر چیز مٹی پتھر کا ہیولے خاکسار (بظاہر خاک) ہے مگر جو پھول ابتک نہین اگا وہ خاک کے ہیولے کا سامان ہے۔

رمز صفائے آئینہ ہا وا شگافتیم ۔۔۔ آن کدورتیست کہ از اشک پاک شد

حل ۔ آئینہ کی صفائی کی رمز ہمنے معلوم کر لی وہ ایک کدورت کا نام ہے جو آنسو کے دھونے سے پاک ہوتی ہے۔ آنسو سے مراد آئینے کی آب ہے جو صیقل کے بعد آئینے کو روشن اور مجلی کرتی ہے۔

چون پایہ ہوس نوبت زنگار دار رسید ۔۔۔ آئینہ را بسنگ ہمان اشتراک شد

حل ۔ جیسا پھر زنگار کے عارض ہونے کی نوبت پہنچی تو آئینہ اپنی تاریکی مین پتھر کا شریک ہو گیا۔ یعنی جب زنگ لگا تو آئینہ اور پتھر دونون برابر ہو گئے۔ مطلب یہ ہے کہ ریاضت ہی سے انسان کا دل روشن ہوتا ہے ورنہ وہ پتھر ہے۔

خورشید اگرچہ شب بسمک بال ہمی زند — روزانہ دیدۂ کہ باوج سماک شد

لغت۔ سمک وہ مچھلی جو تحت الثریٰ میں ہے اور جسکی پشت پر گاؤ زمین ہے اور سماک وہ ستارہ جو سب ستارون سے بلند تر ہے۔

حل۔ آفتاب اگرچہ شب کو زمین کے نیچے غائب ہو جاتا ہے مگر دن کو تو نے دیکھا ہے کہ ریاضت سے سماک تک پہنچ جاتا ہے۔

یک رشتہ بود پا و سر اعتبار خلق — خلقے بپیچ و تاب توہم ہلاک شد

حل۔ خلق کے سر و پا کا اعتبار ایک ہی رشتہ تھا مخلوق وہم کے پیچ و تاب مین ہلاک ہوگئی (وحدت الوجود)

نکتہ۔ تا نسخۂ اندیشہ از ہستی رقم توہمی دارد با ہرزہ سوادان مکتب اعتبار ہم سبق بودن ناچاریست و تا خامۂ ما و من از نفس سطر حیات می نگارد ہم مشقی اطفال این دبستان فرسودن بے اختیاری در آب افتادہ را ہوائے دست از خشکی شستن فطرت است و در آتش نشستہ را ہوائے دامن از دود کشیدن داغ خجلت۔

حل۔ جبتک ہستی سے فکر کی کتاب توہم کی رقم رکہتی ہے مکتب اعتبار کے بیہودہ سوادون سے ہم سبق رہنا ضرور ہے اور جبتک ما و من کا قلم سانس سے زندگی کی سطر لکہتا ہے اس مکتب کے اطفال کی ہم مشقی سے فرسودہ ہونا بے اختیاری ہے اور پانی مین گرے ہوئے کو خشکی سے ہاتھ دہونے کی خواہش عین فطرت ہے اور آگ مین بیٹھے ہوئے کو دہوئین سے بچنا شرمندگی کا داغ ہے۔

ہستی جز جان کنی و خون خوردن نیست ٭ از عالم مرگ عیش جان بردن نیست
در خلق بدون از خلق بودن غلط است ٭ صحبت با زندگی است با مردن نیست

حل۔ ہستی بجز جان کنی اور خون کہانے کے کچھ نہین۔ مرگ عیش کے عالم سے جان کا سالم لیجانا ممکن نہین یعنی جس شے کو تم عیش دنیا سمجھے ہوئے ہو وہ درحقیقت روح کی موت ہے کیونکہ عیش دنیا مین منہمک رہنے سے روح مردہ ہو جاتی ہے خلق مین خلق سے باہر رہنا غلط ہے صحبت زندگی کے ساتھ ہے مرنے کے ساتھ نہین ہے۔

نکتہ۔ عالم ایجاد سیرگاہ جلوہ اضداد است و تماشا خانۂ بوقلمون ہاے مراتب استعداد تا عبارت پریشان نکوشی وصول جمعیت معنی موہوم است و تا بتامل نخیزی فائدہ ما حصل

گریبان خود نا بشود هم گر بابیهوده باید تاختن تا براحت پاے در دامن کشیدن توان
بیدو یا عالمے صحبت باید داشتن تا قدر تنهائی توان فهمید - بے تجربه سود و زیان دو
کیفیت اختیاری یکے بر دیگرے عرض مراتب جهل است - بے امتیاز نفع و ضرر
دو اثر بالتزام واحدے اقبال نمودن دلیل فطرت سهل - هر کرا بصحبت ها سے مخالف
تنبیه ننمودند ابواب جمعیت تنهائی برویش نکشودند و هر کرا خار در راه نشکستند از
زحمت هاے بردوش نه بارند اگرچه صحبت هزار رنگ فوائد آبستن است اما خلاصه
نتائجش قدر انزوا دانستن -

حل - عالم ایجاد کیا ہے - ضدوں کے جلووں کی سیرگاہ ہے یعنی دنیا میں بجز اضداد
کے کچھ نہیں - نور و ظلمت سفیدی و سیاہی - خیر و شر وغیرہ - اور عالم ایجاد طرح طرح کی
مراتب استعداد کا تماشا خانہ ہے یعنی ہر شے میں ایک خاص استعداد ہے جب تک
تو پریشان عبارت کے سمجھنے میں کوشش نکریگا معنی کی جمعیت کا وصول ہونا موہوم ہے
اور جب تک بغیر فائدہ کے تامل میں جوش نماریگا اپنے گریبان یعنی مراقبہ کے ماحصل کا فائدہ
نہ سمجھیگا - مدتوں بیہودہ دوڑنا چاہئے تا کہ دامن میں راحت کے ساتھ پاؤں پھیلانا
ممکن ہو ایک عالم کے ساتھ صحبت رکھنا چاہئے تا کہ تنہائی کی قدر جان سکے - بغیر تجربہ فائدہ
اور نقصان کے دو اختیاری کیفیتوں میں سے ایک کا دوسرے پر ترجیح دینا مراتب جہالت سے ہے
اور بغیر امتیاز نفع و ضرر کے دو اثر والی چیزوں سے ایک کے لازم پکڑنے کو قبول کرنا سہل فطرتی
(کم ذہانتی) کی دلیل ہے یعنی نفع بغیر نقصان کے اور نقصان بغیر نفع کے معلوم نہیں
ہو سکتا - جس شخص کو مخالف صحبتوں کیلئے متنبہ نہیں کیا گیا تنہائی کی جمعیت کے
دروازے اس پر نہیں کھولے یعنی صحبت کا تجربہ نہو تو خلوت کے فوائد حاصل نہونگے
اور جس شخص کی راہ میں کانٹے نہ ٹوٹے اسکو بردوش (سفر میں چلنے اور بوجھ اٹھانے کی)
تکلیف سے نہیں چھوڑا اگرچہ صحبت ہزار رنگ کے فوائد کی حاملہ ہے مگر سب کا خلاصہ
خلوت کی قدر جاننا ہے - یعنی جب تک صحبت (جلوت) کا تجربہ نہو خلوت کی
قدر معلوم نہیں ہو سکتی -

ہیچ کس جز شور کثرت طالب وحدت نشد ‌‌ ‌‌ رنگ تمیز سلامت در غبار آفت ست

حل - کوئی شخص بجز شور کثرت کے وحدت کا طالب نہیں ہوا سلامتی کی تمیز کا رنگ

آفت سے کہ غبار میں ہے یعنی جبتک مصیبت نہ جھیلیگا سلامتی کی قدر نہوگی -

ناشنیدی ہیچ افسون الم گرم راحت شدن   طینت بیمار یکسر قدردان صحت است

حل - جبتک رنج اور تکلیف نہ اٹھائیگا راحت سے واقف نہوگا بیمار کی طبیعت خود صحت
کی قدردان ہوتی ہے -

قطرہ از تشویش موج آخر نہان در صدف شد   گوشہ گیریہا خلق از انفعال صحبت است

حل - قطرہ موج کی پریشانی سے بچکر آخر سیپی میں چھپ گیا اس سے ثابت ہوگیا کہ مخلوق
کا گوشہ نشین ہونا صحبت کے انفعال سے ہے -

چون نگہ یک عمر باید دید عرض خوب و زشت   تا شود روشن کہ جمعیت ز وضع حیرت است

حل - نگہ کی طرح مدت تک اچھے برے کو دیکھنا چاہئے تاکہ روشن ہوجائے کہ
جمعیت حیرت کی وضع میں ہے -

عالمی چشم از تماشای جہان پوشید و رفت   زین ادا معلوم میگردد کہ ہستی غیرت است

حل - ایک عالم نے جہان کے تماشا سے آنکھ بند کی اور عدم کو چلدیا اس سے معلوم ہوا کہ
ہستی غیرت ہے -

نکتہ - روح انسانی شاہدیست ہستہ لا یزالی کہ جمال استعدادش از بے نقابی آ جوہر غفلت
پیدا است و آفتاب کمالش ہمان از دمیدن صبح ادراک لامع و ہویدا - عقل سرچشمہ ایست تراوش
زیاد معنی حیا و حیا آئینہ از حقیقت ایمان چہرہ کشا - اگر عقل در عرصہ فہم ربوبیت نمی تاخت
ہیچ کس سر بعبودیت نمی انداخت -

حل - روح انسانی ایک حقیقی معشوق ہے جسکی استعداد کا جمال غفلت جوہر سے
ظاہر ہے یعنی اگرچہ وہ جسم سے غافل ہے مگر اسکی استعداد ظاہر ہے اور روح کے کمال کا
آفتاب صبح ادراک کے طلوع ہونے سے تابان اور ہویدا ہے - یعنی انسان جب ادراک
سے کام لیگا تو اسکی نورانیت خود ظاہر ہوجائیگی - عقل ایک سرچشمہ ہے جس سے
معنی حیا کا زیادہ تراوش ہوتا ہے اور حیا ایک آئینہ ہے جو ایمان کی حقیقت سے چہرہ
کشا ہوتا ہے - اگر عقل ربوبیت کے فہم کے میدان میں نہ دوڑتی تو کوئی شخص عبادت الٰہی
کے لیے سر تسلیم خم نکرتا یعنی روح جو جسم سے غافل ہے اور اسپر اپنے کمال ہستی
کا اثر نہیں ڈالتی تو اسکی وجہ حیا ہے اور الحیاء من الایمان حدیث شریف ہے اور عقل

اور عقل بھی جیا ہی چاہتی ہے - اگر حقیقت الہی کو سمجھتی تو کوئی شخص خدائے تعالے کی عبادت نکرتا -

ہرکس ز حقیقتے نباشد خبرش ... بیہودہ بعبرت نرساند نظرش

حل - جس شخص کو حقیقت سے خبر نہوگی نظر اُسکو بیہودہ (و بیہی) عبرت تک نہ پہنچائیگی یعنی عبرت اُسی کو ہوگی جو چشم حقیقت مین رکھتا ہوگا -

از ہستی ذات باز معدومی خویش ... چیزے فہمید دل کہ خون شد جگرش

حل - ذات کی ہستی اور پھر اپنی معدومی سے دل نے کچھہ تو سمجھا کہ اوس کا جگر خون ہوگیا -

نکتہ - از بزرگے پرسیدند بحکم ان مع العسر یسرا کشا د ہر عقدہ بناخن تدبیرے باز بستہ است و حل ہر مشکلے در کمین چارہ نشستہ - سہولت جاندادن از چہ تدبیرے بسہولت پیوندد و دشواری مرگ بکدام چارہ صورت آسانی بندد - فرمود بکسب ایثار باید دانست کہ زندگی قوت اندیشہ است مصروف تعلق اسباب چون پیچش موج موجد دائرہ گرداب - ہرگاہ اندیشہ لذت توجہ علائق برآمد واصل بے تعینی عالم اطلاق گردید و چون موج از دام پیچ و تاب گسیخت نقد توہم بجیب ہمواری محیط ریخت -

حل - ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ خدائیتعالے کے اس حکم کے بموجب کہ مشکل کے ساتھہ آسانی ہے کہانا ہر گرہ کا تدبیر کے ناخن سے بندھا ہوا ہے اور ہر مشکل کا حل ہونا علاج کے گھات مین بیٹھا ہوا ہے - آسانی سے جان دینا کس تدبیر سے آسان ہے اور موت کی دشواری کس علاج سے آسانی کی صورت باندھے " فرمایا کہ برگزیدگی کے حاصل کرنے سے - یعنی انسان اگر خدا کے نزدیک برگزیدہ ہو جائے تو تمام مشکلین آسان ہو جائین - جیسے موج کا لپٹنا گرداب کے دائرے کا پیدا کرنے والا ہے جب فکر دنیوی تعلقات سے نکلگیا عالم اطلاق کی بے تعینی مین ملگیا - یعنی قید اطلاق سے بھی آزاد ہوکر خدا مین جاملا - اور جب موج نے پیچ و تاب کے دام سے قطع تعلق کرلیا تو نقد توہم کا دریا کی ہمواری کی جیب مین ڈالدیا یعنی موج اور دریا دونو ایک ہوگئے گرداب کے دائرے سے علیحدہ رہنا موج کا نیرا وہم تھا اب وہ وہم جاتا رہا -

وریں عالم کہ اولیں رنگ فطرت دگرست — خلقی مغرور و ناز ہمت دگرست

یعنی اس عالم امکان میں فطرت کا رنگ اور ہے خلقت ناز میں مغرور ہے ہمت دوسری چیز ہے۔

نیرنگی جنس تو ہم کہ نمایش نخواہند — گر دست فشانند حقیقت دگرست

یعنی اس جنس تو ہم سے جسکو نمایاں کہتے ہیں اگر ہاتھ جھاڑیں تو معلوم ہو کہ حقیقت دوسری شے ہے۔

نکتہ۔ کیفیت سخا بہ نزاکتے سر رشتہ بند کہ تا کریم سائل را ممنون تصور نماید جوہر مروتش گداختہ است و تا بہ اذن خود را مصدر احسان گمان برد معنی حیا رنگ باختہ از ینجاست کہ ابر بر خار و گل یکساں مے بارد تا از تخلیصے بار دل خجلت اداء نبردارد و آفتاب بر سنگ و گل یکدست مے تابد تا بر لعل و یاقوت منت بر زینت نگذارد۔

یعنی سخاوت کی کیفیت ایسی نزاکت سے گوندھی گئی ہے کہ جبتک سائل کو کریم اپنا ممنون خیال کرے مروت کا جوہر گلا ہوا ہے۔ اور جبتک حکم کے ساتھ اپنے کو احسان کا جانے اور صدور گمان کرے حیا شرمندگی سے رنگ باختہ ہے یعنی کریم کو احسان کے جتانے سے شرم کرنی چاہیئے اسی وجہ سے ابر کانٹے اور پھول پر یکساں برستا ہے تاکہ باردار درختوں سے مدد کرنے کی شرم نہ اٹھانے اور آفتاب پتھر اور مٹی پر یکساں چمکتا ہے تاکہ لعل و یاقوت پر زینت کا احسان نہ رکھے یعنی ابر نے تو پھولوں کو باروَر کیا مگر کانٹوں کو کیا فائدہ پہونچایا اور آفتاب نے لعل و یاقوت کو تو زینت دی مگر پتھر اور مٹی کو کیا دیا۔ یہ اسیوجہ سے ہے کہ ابر اور آفتاب کو احسان رکھنیکا موقع نہ ملے۔ رباعی

شخصی کہ کرم از بسکہ وفا کیش تر است — ز اندیشۂ انفعال درویش تر است

رسوائی احتیاج کس نتواں دید — آنرا کہ حیا بیش سخا بیشتر است

یعنی۔ کرم کا وجود چونکہ وفا کیش زیادہ ہے لہذا شرمندگی کے اندیشہ سے وہ سب سے زیادہ درویش ہے کسیکی احتیاج کی رسوائی نہیں دیکھہ سکتا جس شخص کو حیا زیادہ ہے سخاوت زیادہ ہے مطلب یہ ہے کہ سچا سخی وہ ہے جو سخاوت کرے اور شرمادے نہ یہ کہ غرور کرے اور احسان دہرے۔

من و قدرتت کہ بسیر ما و من آمدی — تو بہار عالم دیگری ز کجا باین چمن آمدی

حل - تیری قدرت کا دامن کسنے کہینچا کہ تو دنیا مین ما و من کی سیر کیلئے آیا تو تو دوسرے عالم کی بہار ہے اس چمن مین کہانسے آیا۔

ہوس تعلق صورتت ز چہ رہ فتاد ضرورتت — پر سیاہی آنچہ از صمد ز ملائکت برہمن آمدی

حل - تجہے تعلق دنیا کی ضرورت کیون پڑی کہ خدا سے بہاگا اور فرشتے سے برہمن کی صورت مین آیا

ز عدم جدا نہ فتادۂ قدمی دگر نکشادۂ — مگر آنکہ پیش خیال تو بخیال آمدن آمدی

حل - تو عدم سے جدا نہین ہوا نہ تو نے دوسرا قدم کہولا یعنی تیری ہستی جسطرح پہلے معدوم تھی اب بھی معدوم ہے شاید یہ بات ہے کہ تو محض خیال کے آگے آنیکے خیال مین آیا یعنی تیرا آنا محض خیالی اور وہمی ہے۔

سحر حدیقۂ آگہی ستم است جیب جنون درد — چہ ہوا بپردۂ آتشت کہ برون پیرہن آمدی

حل - تو آگہی عرفان الہی کے باغ کی صبح ہے (صبح کے وقت پہول کہلتے ہین) ظلم ہے کہ جنون تیری جیب پہاڑے تیری آگ کے پردے مین کیا ہوا بھری تھی کہ پیرہن سے باہر آگیا یعنی عدم سے آتش حرص و ہوا نے تجہے باہر نکالکر دنیا مین پہونچایا۔

نہ سفر بہانۂ طرز شد نہ قدم جنون تگ و تاز شد — بخود است ہمین شدہ باز شد کہ بغربت از وطن آمدی

حل - نہ سفر تیرے آنیکا بہانہ ہوا نہ قدم جنون کے تگ و تاز کا باعث ہوا خواب تیری پلکون کہا مین کہ وطن (عالم ارواح) سے سفر مین آیا۔

نہ لبت بزمزمہ چنگ زد نہ نفس بدر دل تنگ زد — بعدم آبگینہ بسنگ زد کہ تو قابل سخن آمدی

حل - نہ تیرے لبنے زمزمہ پر چنگل مارا نہ سانس نے دل تنگ کا دروازہ کہٹکہٹایا عدم نے پتہر پر شیشہ مارکر تو بات کرنیکے قابل آیا۔ یعنی تیرا تکلم کیا ہے پتہر پر شیشہ کے گرنے کی آواز ہے جو گرتے ہی ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے۔

چہ قدر بگرد معنیت بہ در تصنع لفظ زد — کہ چو تار سبحہ یک زبان بطواف صد دہن آمدی

حل - معنی کے تجرد نے تجہے لفظ کی بناوٹ کے دروازے سے جا لگایا کہ تو تسبیح کے تار کی طرح ایک زبان سے سو منہ کے طواف پر آیا تسبیح کا تار تو ایک ہوتا ہے مگر ہر دانہ پر سو مرتبہ وظیفہ پڑہا جاتا ہے یعنی تو وحدت سے کثرت مین آگیا۔

یعنی بیہودہ گفتگو سے غافل اور چپ رہنا بہتر ہے

کمون لب باز ادب مخوا این نو است سخن ۔ کہ مدعا بیان وصف خامشی است خموش

حل ۔ اب سخن ساز ادب اس آواز مین محو ہے کہ بیان بیدل کا مدعا خاموشی کی تعریف کرتا ہے پس خاموش رہ ۔

غرض ہر جا سخن است بے معنی افادہ مباد و ہر جا خامشی است انفعال گفتگو مبیناد

حل ۔ الغرض جہان کہین بیمعنی سخن ہے خدا کرے اُسکا افادہ نہو اور جہان کہین خاموشی کا موقع ہے خدا کرے تکلم کا انفعال نہ سیکھے ۔

رباعیات

آنکس کہ منزہ است از آب و گل ما ⁘ بے او عدم است خلوت و محفل ما

نامش از پردہ بر زبان مے آید ⁘ واللہ کہ نیست جاے او جز دل ما

حل ۔ وہ ذات کہ ہمارے آب و گل سے پاک ہے یعنی جسم اور جسمانی نہین بغیر اُسکے ہماری خلوت اور جلوت معدوم ہے ۔ یعنی خلوت اور جلوت دونون مین وہی ہے اُسکا نام پردے سے زبان پر آتا ہے واللہ کہ اُسکی جگہہ بجز ہمارے دل کے کہین نہین ۔ پس اُسکی آواز دل ہی سے آتی ہے ۔

اے دین تو اصل و فرع جان و تن ما ⁘ نور تو دلیل معنی روشن ما

ما را تو نمودی آنچہ حق را شاید ⁘ این حق ساقط نگردد از گردن ما

حل ۔ اے تیرا دین ہماری جان اور تن کی اصل اور فرع ہے تیرا نور ہمارے معنی روشن کی دلیل ہے ہمکو تونے وہی دکھایا جو امر حق کے شایان ہے یہ حق ہماری گردن سے ساقط نہوگا ۔ یہ رباعی آنحضرت صلعم کی نعت مین ہے ۔

اے غیب و شہادت تو یکسر پیدا ⁘ پوشیدگیت عیان ترا از ہر پیدا

حیرت زدہ ایم آنچہ پیدائی یا رب ⁘ در نہان پیدائی و نہان در پیدا

حل ۔ اے غیب اور حضور تیرا سب ظاہر ہے تیری پوشیدگی ہر ظاہر سے بھی ظاہر ہے ہم حیرت مین ہین کہ یہ کیا کیا پیدائیان ہین پوشیدگی مین ظاہر اور ظاہر مین پوشیدہ ہے

اے دانہ ازین مزرع اندیشہ برآ ⁘ یعنی ز طلسم الفت ریشہ برآ

التقريظ

نتيجۃ المقال من دامانوا الفضل والکمال مظہر الجلال مع الجمال عضدی وساعدی وعزیزی ابو الفیضان ناصر الاسلام مولٰنا محمد شفیع المتخلص بالناصر الرامفوری

اید اللہ بجبروتہ واید اللہ بنعوتہ

بسم اللہ ابتدائی وبنور القدس انتہائی والتوفیق للاتمام منہ مسئول علی اللہ توکلت و
الیہ انیب - والعاقبۃ بالخیر منہ مامول الالسنۃ من آلاء اللہ فینا - فلوجہہ الکریم
کان الحمد یکفینا - ومن کل داء باذنہ یشفینا - ومن کل عاہۃ بمنہ یتقینا - ویزیدنا
بفضلہ ہدیٰ ویقینا - فہو الاول بلا ابتداء - والآخر بلا انتہاء - والظاہر بالصفات -
والباطن بالذات - وہو حسبنا ونعم الوکیل نعم المولٰی ونعم النصیر - لیس کمثلہ شیٔ و
ہو السمیع البصیر - موصوف باوصاف الکمال - منعوت من نعوت الجلال - متصف
بصفات الجمال الوجوبیۃ الذاتیۃ والفعلیۃ الثبوتیۃ فی الماضی والحال والاستقبال
منفردۃ عن سمات النقص والزوال - فجمیع صفاتہ قدیمۃ صمدیۃ ازلیۃ ابدیۃ حقیقیۃ محفوظۃ
من الزوال   والصلوات السامیۃ - والتحیات النامیۃ - علی افضل رسل ونبی
منجینا من جمیع الاہوال والآفات فی الدنیا ودینا ملجانا وموجب تشفینا - ماوانا وسبب
سکینا - نور من نور اللہ وسکینا - سعید ساداتنا وو الینا - شافعنا وشافینا - قائدنا - و
ہادینا - الرؤف بنا من آمہاتنا وابینا - حبیب اللہ الاجمل فی الاجملینا - وخلیفۃ اللہ
الاکمل فی الاکملینا - حجۃ اللہ علینا وعلی من خلفنا وما بعدنا وبین ایدینا - وعلی آلہ وصحبہ الفائزین
فوزا بعیدا واولیائہ المتصوفین المتصرفین فی العالم باذنہ تمکینا - وعلینا بہم ولہم اجمعینا -
ویرحم اللہ من قال آمینا - اما بعد فیقول العبد الفقیر الراجی الی رحمۃ ربہ العلیم البصیر السمیع
عفا عنہ وعن والدیہ بلطفہ الخفی الوسیع ابو الفیضان محمد شفیع المتخلص بناصر وقاہ اللہ
من شر حاسد اذا حسد - ونجاہ اللہ من نار الحقد اذا النار حسد استوقد -

لما طالعت ہذہ الرسالۃ الرفیعۃ السدیدۃ العجیبۃ - والعجالۃ النافعۃ الغریبۃ - القاطعۃ
لاعناق اہل الزیغ والجہل والضلالۃ - والماحیۃ لطرق الفسق والکذب والبطالۃ -

بامعان نظر وتدقیق فکر — انتهیها تقاتا بعد مقام من اولہ واوسطہ والختام فوجدتہ حقا
حقیقا بالقبول — مملوا من فوائد علوم الشرعیۃ والادبیۃ والاصول — کافیا فی انکشاف
الحقائق والدقائق والرموز المجہول — ناجیا عن الوقوع فی ورطۃ البوار والذبول — حاسما
بدفع المکائد والمفاسد المفتری المجہول فللہ در مصنفہا الفذ اجاد — بغفر لہ الا قد الذنبہا و
عفا عنہا الشیخ الفاضل — والعلامۃ الکامل رکن المتکلمین مجد المناظرین وجہ المحققین عین
المدققین — صدر الملۃ والدین الکاسر بفقار قلوب اعداء اہل السنۃ الزائغین — الجامع
بین المعقول والمنقول حاوی الفروع والاصول الاجمع الہمام القمقام زبدۃ الاماثل
والاقران محسود الزمان الذی سوی الاعیان بمنزلۃ العین فی الانسان شمس سماء التحقیق بدر
فلک التدقیق مضمار مسالک العوارف — عارج معارج المعارف — استاذ العلماء — واتونا
القمقام المرجع للخواص والعوام ماہر العلوم البہیۃ والنظریۃ مجدد الاسنۃ المشرقیۃ —
مولانا الحافظ المولوی البوادر لیس احمد حسن التخلص بشوکت جزاہ اللہ تعالی عنا
وعن المسلمین خیر الجزاء فی الدار الاول والآخر — ونفعنا اللہ بعلومہ ما دام الشمس طالعۃ
والنجوم ساطعۃ فمن اللہ المسئول ان ینتفع بہا العباد فی کل البلاد بحرمۃ النبی وآلہ الامجاد
وما ادراک ما الحق حق حق لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ — حق حق
یکشف السوء عن وجوہ المترددین المعاندین — حق حق یتشرع سراء زائغ عیون الزائغین
الحاسدین — ما لک ایہا الحاسد انہ سیف مسلول علی عنق الحساد والخبیثۃ — وسہم
مسموم فی اکباد الاعداء والکثیفۃ [illegible] قلوبہم اکنۃ وعلی ابصارہم غشاوۃ لا یفقہون حدیثا
ویحسدون علی ما آتاہم اللہ فضلا عظیما — اقربہم اللہ من غضبہ وابعدہم من فضلہ شعر

تذکر یوم تاتی اللہ فردا وقد نصبت موازین القضاء

ومنہ [illegible] وامتزج [illegible] — قول من یجمع الناس لیوم لا ریب فیہ یوم النشور
یعلم ما فی السموات والارض ویعلم ما تسرون وما تعلنون واللہ علیم بذات الصدور وتری
الناس سکاری وما ہم بسکاری ولکن عذاب اللہ شدید — ویقوم علیہم وعیدہ

ہذا لمن طالب طریق الحق والعدل والبیان — فقد کشف لہ الخفایا وبان — واما
من مرادہ بکلام الجدال والبحث والمکابرۃ اطفاء نور اللہ فلیعلم ان اللہ متم نورہ ولو کرہ
الکافرون فقد قال رسول اللہ صلعم قد اجارکم اللہ من ثلاث خلال ان لا یدعو علیکم نبیکم

وکل الجبال ہا لطبہ فی تشوقہ
لیفرق اعدائہ فی البحر غلیان

ولم یلد الدھر حتی فن الشعر مثلہ
فلا الشیا بہہ الانس ولا الجان

وبین الشعراء بالتجدید ذو فضل
وبالاہتداء فی الشعر سحبان

علی احد فی الہند لا یخفی فضیلتہ
فیعرف ہذا الامر صبیان وفتیان

ولیفنی عن نور الہدایۃ وجہہ وجیہہ
وتحرق الاعداء ہاویہ ونیران

وجوہ عداۃ قد یسود تسویدا
من النار الحریق یکون فیہ دخان

بسمو النظم صار حسان الہند خطا
وفی درک فضل الکلام حیران

فن الشعر کجنۃ فی نضارتہ
وکلام الشوکت فیہ فاکہۃ ورمان

فن الشعر کروضۃ فی لطافتہ
وکلام الشوکت فیہ اثمار وریحان

فن الشعر کبحر فی تموجہ
بجداول التجدید جریان وسیلان

جتیان العدو کحامل التحائف
الی الحضرۃ الشوکت الذی حسان

کلام الشوکت ملک علی مفارقہم
من علو المجد والفضل تیجان

ما یقول من فضائلہ وحسن کلامہ
الناصر المضطرب فی مدحہ حیران

ایضا القصیدۃ الفریدۃ المدحیۃ الغراء

محامد للقدیر علی الکمال
ہو الصمد المسلط ذو الجلال

الٰہ الخالق متعال قدیم
ومتکئ علی عرش الکمال

ہو الحی المدبر کل امر
ہو الحق المقدر ذو المعالی

وختم الانبیاء بلا ارتیاب
نبی ہاشمی ذو جمال

امام الانبیاء بلا اختلاف
رئیس الاتقیاء بلا اختلال

تقبل ربنا منا سلام
علی المختار مع صحب وآل

وبعد فقد رأینا ضوء شمس
وکنا نبتغی نور المعالی

بہت انوار یا شوکت اللہ
کرفع حجاب عذراء الجمال

ازال ظلام زیغ شقیاء
وغشاء وعناء ذی زوال

لسان المنكرين كغصن نخل ترى المقطوع من سيف المقال

لقد ادركت من اشعار شوكت بديع الشكل كالسحر الحلال

فالهم ربناه بعين عون طريق الحل من حسن الحلال

فهذا الحل من تائيد ربي على الحساد برهان الكمال

عطاه الله علما فوق علم وعز الله اعزاز العوالي

له عقل وفهم دون فهم له ذهن وفكر ذو السلالي

له وهب والهام من الله فاحرز عنه عن سود الخيال

له سمو ورجحان عليم على الخاقاني ذو الفضل عالي

له شان فخيم في الفضائل له روح كريم لا اتبال

له نظر دقيق في المضامين له فكر عميق ذهن عالي

على الاغيار والاحبار فضل له في كل حين في امتحال

له فضل وترجيح جلي على الفيضي في حسن الخلال

له حسن وافضال وضوء على الشعراء من غير احتمال

فافضل يا اخي بالله شوكت على جمع بصف القيل قال

لعمري فضله عندي عظيم بانواع الدلائل كالنضال

بليغ ابلغ من كل وجه فصيح افصح في كل قال

وشعر مشعر ابشار فضلي وبيت بيت احرام النوال

هو المفضول بالافضال عمّا هو المقبول في حسن المقال

لقد زان البلاد الهند والسند بحسن القول والكلمات عالي

وتنظر زجره ما في الضميمه له اقبال شتى ذو جلال

فخذ ذيل الكمال الفن والفيض فاحذر منه عن كرب الجدال

ولم يفضل عليه قط دهرا عدو حاسد في الافتضال

وهم ينكره فرد من سراة سوى المكشار في الاكثار غالي

وما عذر لذي عقل بجهل بفضل الشوكت العالي المقال

رئيت المنكرين له سفالا رئيت الحاسدين له سفال

اقولُ اقولُ ما ایانُ مستخفی ۔ بالکار لفقدالامتثال
وللحساد والاعداء شوکت ۔ عذابٌ النارِ من سوء الفعال
لتلمیذٍ مطیع ِ خصلہٗ فدرج ۔ لتحصیم ضالٍ شوک الجبال
وادعو کم لطول حیا شوکت ۔ بذکر الخیر فی حال ابتہال

فقل تاریخہٗ ناصر من الشیب
خط تقدیر ارباب الکمال
۱۳۲۳ھ

ابوالعرفان مولوی محمد غوث الاسلام صاحب چشتی صابری سلمہ اللہ

این چہ ہمایون حلیست کہ در بر ہر کلمہ اش صد تجلیات موسوی پنہانست ۔ و در آغوش ہر لفظش لمعات جمالِ شاہد معنوی عیان ۔ ازجملہ ہا سے روشنش تجلی اسرار طریقت پیداست ۔ واز حسنِ بیان دل افروزش جلوہٗ معرفت و حقیقت ہویدا ۔ از طبعِ لطیف نکات زاےِ اصناف سخن اُستادی مخدومی اخی اعظم مجدد السنۃ مشرقیہ ابوادریس مولنا حافظ احمد حسن شوکت مدظلہ العالی کہ اعجاز فہر کلکش در قالب مردہٗ سخن حیات تازہ بخشیدہ و رُوح رُوح بخش دمیدہ ۔ اگر او را یوسفِ مصرِ سخن گویم رواست وکشافِ دقائقِ علم وفن خوانم بجا ۔ طبع بدیع سخنش نغمہٗ جان پرور می سراید و نوجوانانِ علم وفن را از خود می رُباید ۔ الٰہی تا قلب پاک عرفا گنجینہ نکات و اسرار معرفت و محل انحلال وانکشافِ این نکات تا یوم المیعاد مجدد الوقت شوکت باد
۱۳۲۳ھ

اخبار شحنۂ ہند وطوطی ہند ۔ ایشیائی انشا پردازی کا رفارمر ۔ سوشل اور پولٹکل معاملات کا دریا ۔ صحیح بلکہ فصیح لٹریچر کا اُستاد ۔ جھوٹے مہدیون اور مسیحون کا سرکوب ۔ اسنے بڑے بڑے فرعونون کو سیدھا کر دیا ۔ تجدید کے جھنڈے گاڑ دیے ۔ انصاف کا بول بالا کر دیا ۔ دیسی اور انگریزی اخبارون پر ہفتہ وار ریویو کرتا ہے جس نے

یہ اخبار نہیں دیکہا وہ اخباروں کے عیب و صواب سے بالکل ناواقف ہے۔ قیمت عام سالانہ پیشگی ۸ رو ، رؤسا اور کالجوں سے ۱۲ گورنمنٹ اور والیان ملک سے ۱۵
سراج الدین احمد خادم تونسوی کا اخبار شحنۂ ہند میرٹھ

پروانہ

بہار آئی چمن میں گل کہلی باگ گئے دل سے ٭ کیا پروانہ سوز دل نے پیدا شمع محفل سے

مجلد وار نہ رنگ کا ایک رسالہ شحنۂ ہند پریس میرٹھ سے ماہوار نکلتا ہے جس میں مشاعرہ کی غزلوں کے علاوہ سوشل اور پولیٹکل مضامین نظم و نثر شایع ہوتے ہیں بامیں ہمہ حل قصائد فارسی ناظم شیروانی خاقانی جو کالجوں اور یونیورسٹیوں کے کورس میں داخل ہیں بطور کتاب جداگانہ منسلک ہوتا ہے۔ سٹوڈنٹوں کی جان ماسٹروں اور پروفیسروں کی روح اور شعرا کا مجدد ہے طلبا اور اہل مدارس وغیرہ سے قیمت عام ۲ سالانہ پیشگی ہے۔ جس نے یہ رسالہ نہیں دیکہا وہ ایشیائی شاعری کے محاسن سے بالکل ناواقف ہے اسمیں شعراء عرب حماسہ و متنبی و شعرا فارس کے کلام اور کلیات اردو حضرت مومن مرحوم کا حل شایع ہوتا ہے۔ نمونہ کا پرچہ ۵ر کو معہ حل ملتا ہے قیمت ۲ سالانہ پیشگی

حل کلیات اردو مرزا غالب مرحوم دہلوی

گہر کاوش مژگان کا بنایا ہی سب لگر کو ٭ جو کام ہوا ہم سے کسی سے نہ ہوا تہا

مرزا غالب دہلوی کے اردو کلیات کا سنگلاخ ہونا اسی سے ظاہر و باہر ہے کہ تمام شعراء ہند کی الماریوں میں رکہا ہے مگر ٹھٹھک کے آگے ہیں کسیکو اسکے حل کرنیکا حوصلہ نہوا ہم نے حل کیا قیمت ۱۲ دیکہنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کیسی جگر کاوی کیگئی ہے۔

حل قصائد خاقانی

کلام خاقانی باعتبار نازک اور مضبوط اور ادق ہونے کے تمام شعراء فارس کے کلام سے بڑہا ہوا ہے۔ قصائد میں کوئی شاعر خاقانی کا ہم پلہ نہیں۔ کسیکو آجتک ان قصائد کے حل کرنے کا حوصلہ نہیں ہوا۔ سررشتہ تعلیم انگریزی نے تمام قصائد خاقانی

کو بی۔ اے اور ایم۔ اے کورس مین داخل کیا۔ مگر طالب علم صرف طوطے کیطرح الفاظ رٹتے ہین خود پروفیسر نہین سمجھ سکتے تو طالبعلم کیونکر سمجھین ہمنے خاقانی کے تمام معرکتہ الآرا قصائد حل کر دیے۔ لغت مذہبی و علمی تحقیقات سے جو امور متعلق ہین اور ہن کے سمجھنے کیضرورت ہے سب حل مین صاف ہو گئے ہین الغرض دیکھنے سے تعلق ہے قیمت عـہ

رہنمائی حجاج

گھر سے چلکر واپس آنے تک سفر حجاز مین جو مشکلات پیش آتی ہین سب کی آسان تدبیر بتائی گئی ہین درحقیقت اسم بامسمیٰ ہے قیمت ۸ر

تصفیہ رد تنبیہ

تجدید کا کارنامہ جس نے شعراء ہند کو ہر طرح عاجز کر دیا قیمت ۱۰ر

موج کوثر

(در نعت سید البشر)

بحر ہزج مثمن مضاعف مین گویا ایک موجزن دریا ہے کوئی شاعر ایسا نظم نہین لکھ سکتا ۲ر

حمید الکلام

(فارسی زبان مین)

ایک مثنوی مولانا رومؒ کی مثنوی کے طرز پر ہے اخلاقی مضامین ہین۔ ۵ر

عزیز الاخلاق

(اُردو مین)

ایک مکالمہ لیکچر کے طور پر ہے اصلاحی اور اخلاقی باتین ہین طلبہ کیلئے ازحد مفید ہے قیمت ۶ر

مولوی حافظ محمد محمود صاحب گرامی مدرس اعلیٰ ورنیکولر سکول

[illegible]

کس شان سے دکھایا تجدید کا کرشمہ
کیا نور طبع پایا کیا خوب پائی جودت

تحقیق لفظ معنی تدقیق نکتہ نکتہ
تشریح موشگافی نیرنگ جدت

اعجاز ہے کہ جادو فرق اس میں کیا سر مو
ہے کارنامہ تیرا مقبول ہے عزت

ہاتف نے اے گرامی تاریخ کی یہ القا
حل نکات بیدل ایجاد پاک شوکت

۳۳ ۱۳ھ

ولہ فارسی

وہ چہ بشگفتہ است این باغ سخن
وہ چہ بگرفت است این حل رنگ گل

چون مجدد ماوق معنی کشید
لذت کوثر بداد این جام مل

ہر نکات بیدل از بحر عمیق
اے گرامی شرح استاد است پل

از پے تاریخ طبعش طبع گفت
ملہم بیت تجدید شرح عقل کل

۱۹ ھ